READER BURAQ

دلِ مجسم

تحریر: سندس انوار

باب نمبر: ۱

اٹھو گے یا سوتے رہو گے؟

خان بابا نے کھڑکیوں سے پردہ ہٹاتے ہوئے کہا۔
صبح کے 10 بج گئے ہیں ولید بابا اٹھ جائیں۔

ہاں خان بابا اٹھ گیا بس۔

ولید نے کچھ چڑتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے جلدی سے نیچے آجائیں سب لوگ ناشتے کے لیے آتے ہی ہونگے۔

بس 10 منٹ میں آیا۔

مناحل گاڑی تیار ہے

زبیدہ بانو نے مناحل کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

جی نانو بس آگئ

مناحل عمران زبیدہ بانو کی بڑی نواسی اور عمران درانی کی بڑی بیٹی ہے۔ سادہ مزاج اور نہایت ہی خاموش مزاج طبیعت کی مالک۔ اسکے بلکل برعکس عالیشبہ عمران زندگی کو پوری طرح جینے والی۔

دو بہنیں کس طرح ایک دوسرے کے لیے کھڑی رہتی بلکل اس ہی طرح ولید اور دانیال بھی لیکن زندگی ہے اتار چڑھاؤ لازمی دیکھنا ہوتا ہے۔

****

مریم کی جانب سے اچانک ایک سوال آیا۔

ہاں پوچھو۔

یہ مسٹر ولید ظفر کیا کہیں انگیجڈ ہے؟

مریم کے سوال نے مناحل کو حیران کر دیا تھا۔

ارے یہ کیسا سوال ہے؟

بتاؤنہ اگر نہیں ہے تو میری بات کروا دو مجھے بڑا اچھا لگتا ہے

یہ۔

مناحل نے اسے تھوڑے اچنبی نظروں سے دیکھا

اچھا ایسا ہے ویسے مجھے معلوم نہیں ہے کہ

he is single or not.

پتا کرو یہ کیا بات ہوئی؟ کزنز ہو لیکن کچھ معلوم ہی نہیں۔

ارے کزنز ہے تو کیا مطلب سب کچھ معلوم ہو گا؟ تم بھی

نہ مریم سدھر جاؤ سمجھی۔

تھوڑے سے طنزیہ لہجے میں کہا گیا۔

اچھا بابا تم بھی نہ فوراً سیریز نا ہوا کرو، میں جانتی ہوں تم پسند

کرتی ہو ولید کو۔

مریم کا یہ انکشاف مناحل کو حیران کرنے کے لیے کافی تھا۔

کس نے کہا تم سے یہ؟

کسی نے نہیں۔

پھر یہ بکواس؟

مجھے تمہاری آنکھوں نے بتایا ہے محترمہ جو چیخ چیخ کر آپکی

محبت کی گواہی دیتی ہے۔

ایک فلمی ڈائیلاگ مارا گیا۔

واہ بنگالی بابا آپکے اس آنکھیں پڑھنے کے چکر میں نہ آپ
سمیسٹر میں فیل ہو جائیں گی لحاظہ پڑھ لیں۔

ایک طنزیہ جملہ مارا گیا۔

بس کر دیں آپ مس مناحل عمران، آپ جتنا بھی چھپا لے
ہم سے نہیں چھپا پائیں گی.

ٹھیک ہے انتریامی بابا اب پڑھ لو۔

میں دو سال کے لیے لندن جا رہا ہوں.

اچانک کیوں؟

اچانک نہیں تھا ماسٹرز کے لیے اپلائی کیا تھا اپرول آ گیا میرا

تو اب جانا ہو گا۔

کب کی فلائٹ ہے؟

سوال آیا

پرسوں کی

جواب آیا۔

ٹھیک

مناحل ولید کو پسند کرتی تھی لیکن شاید یہ یک طرفہ محبت تھی۔ ولید مناحل کو اپنا اچھا دوست سمجھتا تھا ایسا مناحل کو لگتا تھا اصل بات کچھ اور تھی

اچھا پھپھو چلتا ہوں۔

سمیہ کے گلے لگتے ہوئے کہا۔

مناحل پیچھے کھڑی اسے سب سے ملتے ہوئے دیکھتی رہی۔

اوکے پھوپھا میری پھوپھو کا خیال رکھئیے گا، اور عالیشبہ خبردار جو میرے پھوپھا پھوپھی اور میری دوست کو تنگ کیا تو۔

عالیشبہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

ارے بھائی یہ آپی کو کوئی تنگ نہیں کر سکتا اور رہی بات ان کی تو پیدائشی حق ہے میرا دونوں کو تنگ کرنا۔

آنکھ مارتے ہوئے کہا گیا

اوو اچھا ایسا ہے چلو پھر ٹھیک ہے۔

ایک شائستہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

کیا بھائی یار مس کرونگا تمہیں، جانا ضروری ہے کیا؟

ہاں یار ضروری ہے ورنہ نہیں جاتا۔

واپسی کب تک کی ہے؟

ویسے ہر سمسٹر پر بریک ملتا ہے میں اس دوران آسکتا ہوں

۔

چلو چلتے ہیں ایئرپورٹ کے لیے راستے میں ٹریفک بھی ملے گا۔

دانیال نے ولید کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

او کے مام ٹیک کیئر،ڈیڈ ٹیک کیئر۔

دونوں کو گلے لگاتے ہوئے کہا

ٹیک کیئر یو ٹو بیٹا پہنچ کے کال ضرور کرنا تم بھول جاتے ہو۔

ضرور مام.

ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

خدا حافظ۔

یہ بول کر وہ داخلی راستے سے ہوتے ہوئے باہری

طرف نکل گیا۔ سب دروازے سے واپس اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوگئے اور مناحل اسی دروازے پر کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی جب تک وہ جاتی گاڑی اسکی نظروں سے اوجھل نہیں ہوگئی۔۔

باب نمبر:۰۵

خیر سے ولید کی پڑھائی ختم ہوگئی ہے اور اب یہ سیٹلڈ ہونے کا سوچ رہا ہے تو کیوں نہ اسکی شادی کر دی جائے۔
زبیدہ بانو نے کھانے کی ٹیبل پہ کہا۔

یار دادو چھوٹا سا تو ہوں میں ابھی شادی کا کیا ہے ہو جائیگی

ولید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

یہی عمر ہوتی ہے شادی کی پوتر بس اب شادی کی شہنائی سننی ہے مجھے

چلیں ڈھونڈے لڑکی پھر میرے لئے۔

ٹیبل پر موجود نیپکن سے منہ صاف کرنے کے بعد کہا گیا۔

مناحل کیسی لگتی ہے تمہیں؟

اچھی لڑکی ہے سادا مزاج کی

سر سری سے انداز میں کہا گیا

منو کے بارے کیا سوچتے ہو؟

کس بارے میں سوچوں اسکے لیے۔

ارے بیوقوف لڑکے شادی کے بارے میں اور کس بارے میں

منو؟ مناحل؟اور شادی؟

اس میں اتنی حیرانی کی کیا بات ہے لڑکے؟

اسکی حیرانی دیکھ کے جیسے زبیدہ بانو کو برا لگا

دادو میں نے کبھی بھی اسے اس نظر سے نہیں دیکھا ہمیشہ اسے اپنی دوست ہی سمجھا ہے اور آپ مجھے اس طرح شادی کا کہہ رہی ہیں حیرانی تو جائز ہے نا میری۔

دیکھا نہیں تو کیا ہوا اب دیکھ لو دوست ہے تو اب ہمسفر کا سوچو۔

دادو یارڈیٹ از نوٹ فیر۔

احتجاج کیا گیا

چپ انگریز کی اولاد۔

ذبیدہ بانو نے ولید کو جڑکتے ہوئے کہا۔

اپنی نواسی سے پوچھا ہے اپ جو یہ بول رہی ہے؟ اگر اس نے منع کر دیا تو؟

یہ تم مجھ پر چھوڑ دو مجھے یقین ہے وہ منع نہیں کرے گی۔

اچھا چلیں دیکھتے ہیں۔

بات ختم ہوئی

تم جانتے نہیں ہو لڑکے مناحل کبھی منع نہیں کرے گی وہ

نے دیکھی ہے اسکی آنکھوں میں، تم سوچ بھی نہیں سکتے بڑا آیا میری نواسی کو سمجھنے والا۔

ایک مسکراہٹ کے ساتھ سوچا گیا۔

نانو اپ نے بلوایا تھا؟

دروازے پر کھڑی آواز آئی۔

ہاں وہاں کیوں کھڑی ہو اندر آؤ، یہاں میرے پاس بیٹھو۔

اپنے پاس بیٹھاتے ہوئے کہا گیا۔

جی بولیں۔

ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

آج جو بات کہنی ہے مجھے اسے غور سے سننا، میں چاہتی ہوں کے اب تم شادی کرلو۔ شادی نہیں تو کسی کے ساتھ رشتے میں بندھ جاؤ۔

نانو شادی میں ؟

ہاں کیوں شادی نہیں کرنی کیا؟ آج نہیں تو کل شادی کرنی ہے نا، تو یہ نیک کام جلدی کیوں نہ ہو جائے۔

نانو میں ابھی شادی کرنا نہیں چاہتی۔

کیوں ؟

نانو میری پڑھائی باقی ہے ابھی وہ پوری ہو جائے پھر سوچوں گی اس بارے میں۔

میں جانتی ہوں منو تم ولید کو پسند کرتی ہو آج سے نہیں بچپن سے۔

زبیدہ بانو کا یہ انکشاف سن کے منا حل دنگ رہ گئی۔

ایسا تو نہیں ہے نانو اپکو ایسا کس نے کہا؟

بیٹا یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے ہیں سمجھی، اپنے سامنے بڑے ہوتے دیکھا ہے دونوں کو، تمہاری آنکھوں میں جو چمک ہے نہ اور ولید کو دیکھ جب بڑھ جاتی ہے وہ دیکھی ہے میں نے۔ بس ولید گدھے کو نظر نہیں آتی باقی سب دیکھ چکے ہیں۔ اسلیئے فیصلہ ہوا ہے کے تمہارا اور ولید کا نکاح کر دیں اسکے واپس جانے سے پہلے۔

ولید مان گئے؟

ہاں بات ہو گئی ہے میری اس گدھے سے۔

ایک کھلکھلاتی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

تم نکاح کے لیے مان گئ؟

نکاح کی خبر سننے کے بعد وہ سیدھے مناحل کے پاس آیا۔

میں نانو کو منع نہیں کر سکی۔

کیوں آخر؟ منع کرنے میں کیا تھا۔ میں نے نانو کو اسلیے کچھ نہیں کہا کیوں کے مجھے یقین تھا کے تم انکار کر دو گی لیکن یہاں تو پورا کھیل ہی بگڑ گیا۔

ولید نے تھوڑے چڑے ہوئے انداز میں کہا۔

مسٹر ولید یوں اس طرح مجھ پر آ کے کیوں برس رہیں ہیں؟
اگر نکاح سے مسئلہ تھا تو اپکو چاہیے تھا آپ اسی وقت منع کر دیتے اور اگر مجھ سے امید تھی تو مجھے بتانا چاہے تھا تو میں نانو کو منع کرتی۔

دوٹوک انداز میں کہا گیا۔
میں خود انکار کرونگا انھیں اب بہت ہو گیا
والید پیر پٹخ کے وہاں سے چلا گیا۔
دادو میں نے کہا تھا کے میں ابھی تیار نہیں ہوں شادی کے لیے پھر بھی اپنے بات آگے چلائی۔ کیوں؟

May I asked the reason

ہوتا ہے بہت کچھ ہوتا ہے دادو میری ایک بات سن لیں میں یہ نکاح کسی حال میں نہیں کرونگا۔

دوٹوک انداز میں کہا گیا۔

ذرا تھم کے بیٹھو برخوردار، نکاح کی تاریخ تو طے ہو چکی ہے البتہ مہمانوں کو پیغام نہیں پہنچا ہے ابھی تم کہو تو نکاح کی جگہ منگنی کا پیغام بھجوا دیتے ہیں لیکن اس دفعہ تمہیں کسی بندھن میں باندھ کر واپس جانے دونگی سمجھے۔

زبیدہ بانو نے ولید کو آڑھے ہاتھوں لینے کی کوشش کی۔

منگنی ہو یا نکاح میں نہیں کرونگا، مجھے کرنا ہی نہیں ہے جب تو پھر زبردستی کیوں؟

دادو میری پڑھائی ابھی مکمل ہوئی ہے آپ میری شادی کی بات کر رہی ہیں مجھے جاب کرنی ابھی سیٹلڈ ہونے دیں پھر سوچیں گے اس بارے میں۔

ہم نے ابھی صرف نکاح یا منگنی کا سوچا ہے رخصتی منا حل کی پڑھائی اور تمہاری جاب ہو جانے کے بعد ہو گی یہ پہلے ہی طے ہو چکا ہے۔

جواب آیا۔

اب اسکے آگے ایک لفظ نہیں پہلے منگنی کر وایک دوسرے کو سمجھو سمجھ گئے تو پھر ہم آگے شادی کا سوچیں گے۔ منگنی کی تیاری کرو۔

بس ولید اب بہت ہوا مجھے کوئی بحث نہیں چاہیے۔۔

ہاتھ کے اشارے سے ولید کو خاموش رہنے کا کہا گیا۔

ایک ہفتے بعد مناحل اور ولید کی منگنی کی رسم ادا ہونی تھی۔

بادامی رنگ کا کرتا پہنا ہوا ولید اسکے برعکس سنہارے رنگ کے لباس میں ملبوس لڑکی سامنے سے آتی دیکھائی دی چند منٹ کے لیے ولید اسے دیکھتا رہا پھر زبیدہ بانو کی آواز سے اپنے حواس میں واپس آیا۔

ہاں برخوردار ذرا ہوش سنبھالیں میری نواسی کو کیا نظر لگاو گے۔

مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا زبیدہ بانو کے کہنے پر ولید نے

ولید نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ مناحل اسکے ہاتھ کے سہارے

سے اوپر گئ دونوں آپس میں بیٹھے۔

ماشاء اللہ دونوں کتنے اچھے لگ رہیں ہو ساتھ میں۔

سمیہ نے بالائیں لیتے ہوئے کہا۔

ہاں واقعی ایسا لگ رہا دونوں ایک دوسرے کے لیے ہی بنے

ہیں

اس دفع سوریہ کی آواز آئی۔

انگوٹیاں بدلی گئی برابر میں بیٹھا لڑکا اب منگیتر تھا۔

ویسے بھائی مناحل ہے تو خوبصورت اور خوبصورتی کے

ساتھ ساتھ لڑکی میں نزاکت بھی ہے۔

کچھ سوچتے ہوئے کہا گیا۔

دادو اگر تمہاری بیوقوفانہ بات مان جاتی تو آج مناحل بھابھی کسی اور کی منگیتر ہوتی۔

ہوگئی تیری بکواس اب جا یہاں سے۔

چڑے ہوئے انداز میں کہا گیا۔

واقعی اگر دادو میری بات مان جاتی تو آج مناحل جیسی خوبصورت اور خوب سیرت لڑکی سے میری منگنی نہ ہوتی۔

والید بڑبڑایا۔

کپڑے بدلنے کے بعد بلکل سادی سی لڑکی وضو کیے ڈوپٹہ سر کے گرد لپیٹے جائے نماز کی طرف بڑھی، نمار کی ادائیگی

تیرا شکر ہے مالک، میری دعا سن لی اپ میری محبت کو میرا محرم بنانے جا رہیں ہے۔

منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نماز ختم ہوئی جائے نماز پر سے سائیڈ ہوئی اسے موڑا سر پر لپیٹا ڈوپٹہ اب قدرے ڈھیلا ہو چکا تھا۔ سب کچھ جگہ پر رکھ کر وہ اب اپنی جگہ پر آ کے بیٹھی تھی۔

ایک ہفتے بعد ولید کی واپسی کی فلائٹ تھی پیکنگ کے وقت مناحل کمرے میں داخل ہوتی ہے کچھ دیر کے لیے کام کرتا ہوا ہاتھ روک جاتا ہے۔

آجاؤ باہر کیوں کھڑی ہوئی ہو۔

ہاں المووسٹ۔

ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

کچھ کہنا تھا؟

مناحل کو خاموش کھڑا دیکھ ولید نے پوچھا

جی۔

کہو۔

گہری نظروں کے ساتھ اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تمہیں کب سے سوچنے کی ضرورت پڑھنے لگی کچھ بولنے کے لیے؟

اپ نے دل سے اس منگنی کے لیے ہامی بھری ہے نہ؟

آپ اس طرح مجھے کہہ رہیں تھے اور پھر اچانک نکاح کے بجائے منگنی ہو گئی۔ ان سب میں آپکی رضا مندی شامل تھی نا؟

اسے دیکھتا رہا پھر قریب آ کے کہنے لگا۔

بلکل ان سب میں میری دلی رضا شامل ہے منا حل، ایکچولی یہ منگنی میں نے کی ہی اس وجہ سے تھی کے ہم دونوں کی انڈرسٹینڈنگ ہو سکے، اور سچ کہوں تو یہ کمپرومائز کا رشتہ میں دل کا رشتہ بنانا چاہتا ہوں اس منگنی کو نکاح میں بدلنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہیں قبول ہے میری کہی ہوئی بات؟

اب سوالیہ نظریں اس پر تھی۔

بلکل مجھے قبول ہے ولید، میں پہلے بھی نکاح کو روکنے کے حق میں نہیں تھی کبھی بھی۔

ولید اسے بس خاموشی سے سنتا رہا

وہ کہتے ہیں نہ اگر کوئی بھی دعا سچے دل سے مانگی جائے تو وہ ضرور سنی جاتی ہے خاص طور پے اگر وہ تہجد میں مانگی جائے تو، آپ میری ان دعاؤں میں سے ایک دعا تھے ولید۔

ایک مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا اور کہا۔

اچھا مطلب اپ نے مجھ سے خاموش محبت کی تھی، خاموش چاہت۔

مناحل بس اسے دیکھ رہی تھی اور پھر نگاہیں نیچے کرلی۔

چند گھنٹوں بعد ولید واپس اپنی منزل کو روانہ ہو گیا، لیکن جاتے جاتے چند الفاظ کہتے گیا۔

تمہاری کل کی بات مجھے اچھی لگی تم مجھ سے محبت کرتی رہی لیکن کسی کو بھی نہیں بتایا، کسی سے کچھ نہیں کہا، لیکن مس مناحل عمران ایک بات مجھے اس دن معلوم ہوئی جس دن ہماری منگنی تھی اور وہ یہ تھی کے میں بھی تمہیں پسند کرتا ہوں آج سے نہیں بچپن سے لیکن احساس مجھے ہماری منگنی کے دن ہوا۔ اس دن سے لے کے آج تک مجھے بس یہی ملال ہے کے میں نے دادو کی بات کیوں ٹالی نہیں ٹالتا تو تم میرے منکوحہ ہوتی میرے نکاح میں ہوتی۔ لیکن خوشی

ولید یہ بات مناحل کے روبرو کھڑے ہو کے کہہ رہا تھا ان سب باتوں کے دوران مناحل کی نگاہیں ایک دافع بھی اس پر سے نہیں ہٹی اور ولید مستقل مناحل کو دیکھتا رہا تھا۔

فون بجا۔۔۔ مناحل نے فون دیکھا تو WZ کا نام نظر ایا۔

اسلام وعلیکم۔

مناحل نے فون اٹھا کے کہا، اس طرف سے کوئی آواز نہ آئی پھر اچانک۔

ہم کہا آپکی صورت کو یاد کر کے تڑپ رہے تھے،

کہ اپ نے اپنی آواز سنا کے ہماری تڑپ کو سکون بخشا۔

خاموشی ہوئی تو جواب آیا۔

یہ کیا تھا ولید؟ شعر و شاعری! آپ کو کب سے شوق ہو گیا اسکا یہ تو میرے شوق تھے اور آپ تو مزاق اڑایا کرتے تھے میرا۔

خوشگوار آواز دوسری جانب سے آئی.

آپ مجھے جان ہی نہیں سکی مس مناحل عمران میں بہت دلچسپ انسان ہوں۔

اچھا ٹھیک ہے مسٹر دلچسپ

ہنستے ہوئے کہا گیا، چند دوسری باتوں کے بعد فون رکھ دیا گیا۔

ہلکی ہلکی روشنی میں ایک گوری رنگت رکھنے والی لڑکی جائے نماز میں سجدہ ریز تھی، کمرے میں سائیڈ لیمپ کی روشنی جل رہی تھی جو کمرے کے چند حصے کو ہلکی سی روشنی دے رہی تھی۔ باہر سے پرندوں کی چہچہاہٹ کی آوازیں آہستہ سے کانوں میں آرہی تھی غالباً وہ فجر کا وقت تھا۔ وہ لڑکی اب دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھی، اسکا یہ ہمیشہ سے تھا الفاظ سے پہلے انسو نکلتے تھے لیکن اس بار الفاظ سے بات کرنا ممکن سا لگ رہا تھا۔

آے خدا! آج تیری یہ بندی تیرے بارگاہ میں ہاتھ پہلایے ہوئے ہے. تیرے رحم و کرم کی بھیک مانگتی ہے.

سنتے ہیں سب کی تکلیفوں کو سکوں میں بدل دیتے ہیں.. یا
اللہ محبت جیسے خوبصورت رشتہ ایک خوبصورت احساس جو
میں نے جیا اس احساس سے گزری لیکن اکھڑ میں مجھے اس
میں بہت تکلیف ملی. یا اللہ بہت تکلیف میں ہوں. ایسا لگ
رہا ہے جیسے کسی نے میرے دل کے ہزار ٹکرے کر دے
ہیں. یا اللہ ایسا لگ رہا ہے کوئی میری سانسیں روک رہا ہے.
میں جانتی ہوں کے یہ شکوہ ہے. لیکن میں اپنی یہ التجا صرف
اپ سے ہی کر سکتی ہوں آپکے سوا کوئی سننے والا نہیں، ولید
ظفر میرے نصیب میں نہیں تھا، لیکن میں کیا کروں
میرے مالک اگر مجھے اس سے محبّت ہو گئی تو؟ میرے دل

اب بہت مشکل ہوتا جا رہا ہے زندگی ایک پہاڑ جیسی لگتی ہے. آج اس شخص کو کسی اور کا محرم بنتے دکھونگی. آج ولید ظفر اپنے نکاح میں کسی اور کو قبول کرے گا. آج اسکی شریک حیات کوئی اور بنے گی. یا اللہ میری اس اذیت کو آسان کر دے. یا تو مجھے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی ہمّت دے یا پھر سکون کی نیند دے دیں. تیری یہ بندی محبّت کی جنگ لڑتے لڑتے تھک چکی ہے. اب سکون چاہتی ہوں. میری مشکل آسان کر دے. میری مشکل آسان کر دے.

دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو ڈھانپے اپنے آنسو

جائے نماز سے سائیڈ ہوئی دونوں ہاتھوں کی مدد سے جائے نماز موڑا ناک لال اور آنکھوں میں ہلکی سی نمی موجود تھی۔ سورج اپنے آب و تاب سے آسمان پے موجود تھا۔

دروازے پے دستک ہوتی ہے۔

آجائیں!

چڑ چڑ کر کے دروازہ کھولتا ہے تو سامنے سمیہ نظر آتی ہے۔

امی وہاں کیوں کھڑی ہیں اندر آئیں.

مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔ سمیہ اندر آئی اور بیٹھ گئی۔

ولید کی بارات ہے آج؟

سمیہ کی سوالیہ نظریں اسکی طرف تھی جس کی نگاہیں نیچے

جانتی ہوں امی۔

اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

چلو گی؟

بلکل۔

ضروری ہے؟

جی امی ضروری ہے کیوں کے وہ کزن ہے میرے اسلیئے، اور انکی بارات کے آگے مجھے بھنگڑا بھی ڈالنا ہے۔

کوئی اور بھی رشتہ تھا تم دونوں کا؟

تھا؟ ماضی کو میں نہیں دیکھتی حالی میں وہ میرے کزن ہیں

اور کزن کی شادی میں جانا میرے خیال میں ضروری ہوتا

نظروں سے نظریں ملا کر جواب دیا گیا

تکلیف ہو گی تمہیں۔

وہ تو ہوتی ہے۔

نہیں جاؤ مناحل۔

ضروری ہے امی، اور آپ جانتی ہیں مناحل عمران ضروری کام نہیں چھوڑتی۔

چاہے سامنے والا تمہاری خوشیوں کی قبر پر اپنا محل کیوں نہ بنا رہا ہو؟

سامنے والا بے رحم ہو تو قبر میں مدفن خوشیاں بھی کیا کر سکتی ہیں؟.

سمیہ بیگم کے الفاظ جیسے ختم ہو گئے نہ ایک لفظ منہ سے نکل سکا جو الفاظ آئے تھے وہ بھی واپس چلے گئے اور مناحل ایک اداس ہسی کے ساتھ اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔ مناحل ولید کے بلکل سامنے ایسے خوشی سے جھوم رہی تھی جیسے اسکی اپنی شادی ہو عالیشبہ کھڑی بس اسے دیکھتی رہی دانیال بھی ولید کے برابر میں ہی کھڑا تھا۔

تمہیں معلوم ہے یہ اتنی خوش کیوں ہے؟

نہیں میں خود بھی یہی سوچنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ خوش نہیں ہے یہ اپنے اندر موجود تکلیف کو چھپا رہی ہے۔

اس طرح میری خوشی میں شامل ہو کے؟

یہی تو فرق ہے تم میں اور اس میں، تم نے مواون کے نام پے شادی کرلی اور یہ مواون کے نام پے خوش رہنے کا دیکھاوا کر رہی ہے۔

ولید عجیب نگاہوں سے سامنے جھومتی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا ڈھول کی تھاپ پے خوشی سے ناچ رہی تھی۔ ڈھول باجے رکے بارات اندر آئی، عالیشبہ مناحل کے پاس آئی پانی کا گلاس آگے بڑھایا۔

یہ لو پی لو

ہاں تھینک یو۔

غم اور آنسو چھپاتے چھپاتے تھک گئی ہو گی نہ اسلیئے۔

نہیں میں واقعی بہت خوش ہوں۔

پہلی لڑکی دیکھی ہے جو اپنی بربادی میں خوش ہے۔

خاموش رہی۔

مریم آپی کی کال کیوں نہیں اٹھا رہی۔

اسے کچھ مت بتانا۔

لیکن کیوں؟ وہ ہی تمہارا سہارا بن سکتی ہیں تمہیں سنبھال سکتی ہیں۔

میں اپنی وجہ سے کسی کو تکلیف نہیں دے سکتی۔ خیر چلو

نکاح ہو رہا۔

مناحل اٹھی اسٹیج کی طرف جانے کے لیے۔

ہاں کیوں؟

مت جاؤ تکلیف برداشت نہیں ہو گی۔

طلاق جیسی تکلیف سہی ہے یہ تو کچھ بھی نہیں۔

مر جاؤ گی آپی۔

زندہ ہوں کب؟

بول کے چلی گئی وہاں سے۔

حیات سکندر ولد سکندر علی آپکا نکاح ولید ظفر ولد احمد حسین ظفر سے حق مہر ایک لاکھ سکئہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو اپنے نکاح میں قبول ہے؟

جواب کے منتظر لوگ دلہن کی طرف مخاطب تھے مناحل

قبول ہے، قبول ہے، قبول ہے۔

والید ظفر ولد احمد حسین ظفر آپکا نکاح حیات سکندر ولد سکندر علی سے حق مہر ایک لاکھ سکئہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ کو اپنے نکاح میں قبول ہے

مناحل ولید کے بلکل سامنے کھڑی تھی ایک پل کے لیے بھی ولید کی نگاہیں نہیں ہٹیں اس پر سے اور وہ بھی یک ٹک اسے دیکھتی رہی شاید آخری امید کے ساتھ۔ ولید کی نگاہیں مناحل پر تھی جو اسی کو دیکھ رہی تھی شاید ایک امید بھری نگاہوں کے ساتھ آنکھوں میں نمی چھپائے۔

قبول ہے،

قبول ہے۔

آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟

قبول ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون.

مناحل نے الفاظ ادا کیا۔

تھوڑی سی امید بھی دم توڑ گئی۔۔ محبت پہ شک کی جیت ہوئی، ولید کی نظریں مناحل پر تھی جو اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اپنے حواسوں کو قابو نہ کر سکی اور حواس کھو بیٹھی۔۔۔

ولید اپنی جگہ سے اٹھ کے بھاگا ہی تھا کے اتنے میں زین

آیا تو اٹھا کے باہر کی طرف بھاگا پیچھے پیچھے عمران صاحب، سمیہ اور عالیشبہ بھی بھاگے ہسپتال پر ولید وہی کھڑا سب تماشہ دیکھتا رہا کچھ دیر پہلے جو لڑکی کالا چوڑی دار پاجامہ اور لال ڈوپٹہ اوڑھے کھڑی اپنی محبت کا جنازہ اٹھتے دیکھ رہی تھی شاید وہ اپنا غم برداشت نہ کر سکی۔

ولید یہاں کھڑے کیا تماشہ دیکھ رہے ہو چلو ہسپتال چلنا ہے۔

احمد صاحب نے پیچھے سے کندھا ہلایا وہ اپنے حواسوں میں واپس آیا۔

ہاں ہاں چلیں میں گاڑی نکلتا ہوں۔

چند منٹ پہلے جس کو اپنے نکاح میں قبول کیا تھا وہ کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں سوریہ بیگم نے اسے سمجھایا۔

ولید اور ہمارے گھر میں سب لوگ بہت پیار کرتے ہیں مناحل کو اسلیئے یہ دیکھنے کو ملا تمہیں۔ سوری بیٹا۔

یہ بول کے وہ بھی سب کے ساتھ چل دی۔

رخصتی نہ ہو سکی سارا انتظام وہیں کا وہیں رہ گیا اور حیات دلہن کے جوڑے میں ملبوس وہیں کھڑی ولید کو جاتا دیکھتی رہی۔

جی ڈاکٹر کیا ہوا ہے اتنے گھنٹے ہو گئے ہیں مناحل کو ہوش

نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے انکا بلڈ پریشر بلکل کنٹرول میں نہیں کسی بات کا صدمہ ہے۔ دعا کریں لیکن اگر میں سچ کہوں تو بچنے کے چانسز بہت کم ہے۔

ڈاکٹر کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

عمران یہ۔۔۔یہ کیا کہہ کے چلے گئے؟ مناحل چانسز نہیں ؟

How is that possible?

سمیہ نے عمران کو پکڑتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں ہوگا ہماری بیٹی بہت بہادر ہے.

عمران صاحب کوریڈور سے چلتے ہوئے باہر جاتے دیکھائی

سمیہ کیا کہا ڈاکٹر نے؟

سوریہ نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹرز نے کہا کے چانسز کم ہیں نرویس بریک ڈاؤن ہوا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ نہیں جاؤ نکاح میں لیکن نہیں مناحل عمران ہیں نہ یہ اپنے ضروری کام سے پیچھے نہیں ہٹتی اب دیکھیں بھابھی خود کہاں پہنچ گئی ہے میری بچی۔

ولید دور کھڑا اسے دیکھ رہا تھا اور برابر میں کھڑا دانیال ولید کو اتنے میں عالیشبہ آتی ہے۔ ولید کا ہاتھ پکڑ کے اسے باہر کی طرف لے جاتی ہے۔ ان دونوں کے پیچھے پیچھے دانیال بھی چل دیتا ہے۔

غصے سے پوچھا گیا۔

ممم۔۔۔۔۔ میں مناحل کو۔

جملہ ادھورا چھوڑ دیا گیا۔

میں مناحل کو کیا؟ میری بہن کو اس طرح یہاں پہنچانے میں ہاتھ صرف آپکا ہے صرف آپکا۔ جو کیا ہے نہ اپ نے کیا اسکے لیے میں اپکو کبھی معاف نہیں کرونگی۔

عالیشبہ میں نے کچھ نہیں کیا جو بھی ہوا وہ شاید نصیب میں لکھا تھا۔

ولید بھائی اپنی غلطی کو نصیب کا نام مت دیں، یہ سب کچھ برباد آپکے شک نے کیا ہے نصیب نے نہیں سمجھے آپ۔

عالیشبہ یہ بول کے چلی گئی دانیال بس ولید کو دیکھتا رہا پھر وہاں سے اسے لے کے چلا گیا۔

باب نمبر:۰۷

میرے پاس دادو کا فون آیا تھا آج۔

کس سلسلے میں؟

ہمارے نکاح کے سلسلے میں۔

تو اپنے کیا کہا۔

میں تو تیار ہوں میں نے کہہ دیا دادو کو۔

آپ تیار ہیں؟

مناحل نے تھوڑے اجنبی طریقے سے پوچھا۔

میں تو کل چھوڑو آج تیار ہوں۔ اپکو مسز والید ظفر بنانے کے لیے۔

ولید نے رعب سے کہا۔

کب تک ارادہ ہے آنے کا؟

سوال پوچھا گیا۔

بس کچھ مہینوں میں آجاؤ نگا لاسٹ سمیسٹر ہے پاکستان آ کے آفس جوائن کرونگا۔ یہ شاید یہیں جوب بھی کر سکتا ہوں۔ کچھ ڈیسائیڈ نہیں ہوا ہے ابھی۔

کچھ رسمی کلامی باتیں ہوئی اور فون رکھ دیا گیا۔

مناحل بی بی اپکو بڑی بیگم بلا رہی ہیں۔

آپ نانو کو بولیں میں آتی ہوں تھوڑی دیر میں۔

سر کو خم دے کے وہ وہاں سے چل دی۔

دروازے پے پہنچ کے دروازے پر دستک دی گئی۔

آجاؤ۔

اپ نے بلایا تھا نانو؟

ہاں بیٹھو۔

الجھی ہوئی نظروں کے ساتھ دیکھتے ہوئے کہا گیا۔

ولید سے تو بات ہو گئی ہو گی؟

جی کال آئی تھی۔

تو کیا سوچا ہے اس بارے میں؟

جیسے آپ لوگوں کو ٹھیک لگے نانو۔ مجھے آپ لوگوں کا ہر فیصلہ قبول ہے۔ مناحل نے نظریں نہ ملاتے ہوئے کہا۔

میں نے عمران اور احمد سے یہی کہا تھا کے بچوں کو ہمارے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے نانو.

بلکل منو میں جانتی ہوں کے تمہیں ہمارے کسی بھی فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ولی آنے والا ہے کچھ دنوں میں پھر نکاح ہو جائے گا۔ تم دونوں کا انشاء اللہ تم تیاری شروع کرو۔

مناحل سر کو خم دے کے جانے کے لیے اٹھی تو پیچھے سے

مناحل! دل سے راضی ہو نہ؟

جی نانو میں ہمیشہ سے دل سے راضی تھی، ہوں اور ہمیشہ رہوں گی۔ بول کے ایک مسکراہٹ کے ساتھ دروازے کی طرف چل دی۔

عشق کہہ لو یا عاشقی میری،

لیکن اب تمہیں پانے کو تیار ہیں ہم۔

تقریباً ایک ہفتے کے بعد ولید واپس آیا، تو نکاح کی تیاری شروع ہوئی۔

ارے بھائی کالے رنگ کی شیروانی لیجیے گا جچے گا آپ پر مال میں موجود دانیال نے کہا۔

مناحل برائیڈل سائیڈ کی طرف گئی تو دانیال نے اسے جاتے دیکھتے ہوئے کہا۔

بھائی بھابھی سے پوچھ کے لینا تاکہ میچ ہو جائے۔

ولید نے اسے اچنبی نگاہوں سے دیکھا

دانیال ویسے تو کہہ تو ٹھیک رہا ہے، پہلے مناحل کا سوٹ دیکھتے ہیں پھر اپنی شیروانی لونگا۔

یہ ہوئی نا بات۔

دانیال نے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

مناحل کی طرف گیا تو اس نے کچھ بھی نہیں لیا تھا بس دیکھ رہی تھی، ولید وہاں پہنچا تو ایک اوف وائٹ رنگ کا سوٹ

اسے پہلی نظر میں بھا گیا۔ مناحل کو آواز دے کے روکا اور اسے یہ سوٹ لینے کا کہا۔

مناحل!

جی!

سوالیہ نظروں سے دیکھا گیا۔

یہ دیکھو کتنا خوبصورت ہے یہ۔

واقعی بہت حسین ہے یہ۔

یہی لے لیں

مناحل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ پیک کر دیں۔

کاؤنٹر پے سوٹ دیتے ہوئے کہا اب وہ پیمنٹ کرنے کے لیے والٹ نکال رہا تھا۔

ولید میں کر رہی ہوں پیمنٹ۔

میرا فرض ہے آپکا نہیں خاموشی سے کھڑی رہیں۔

پیمنٹ کر کے وہ پلٹا۔

چلو اب تمہاری باری میری مدد کرو شیروانی کے لیے۔

اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا چلیں۔

دونوں شیروانی والے پورشن میں پہنچ گئے۔

چلیں میڈم اب آپکی باری۔

اچھا میری باری۔

جی بلکل۔۔میری مانے تو شیروانی رخصتی پر لیجیے گا ابھی نکاح کے لیے کرتا شلوار اور ویسٹ کوٹ لے لیں۔

اچھا ایسا ہے

جی بلکل ایسا ہے۔

Not a bad idea.

سرہانے والے انداز میں کہا گیا۔ آوو وائٹ کوٹ پر بلیک کرتا شلوار لیا گیا۔

نکاح کی تاریخ آ گئ۔ دونوں اپنے لباس میں کافی پر وقار لگ رہیں تھے۔

مناحل عمران ولد عمران درانی آپکا نکاح ولید ظفر ولد احمد حسین ظفر سے حق مہر ایک لاکھ روپے سکئہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ نے اپنے نکاح میں قبول کیا؟

پھولوں کے پردے کے اس طرف موجود ولید ہامی کا منتظر تھا کے اتنے میں آواز آئی۔

جی قبول کیا۔

کیا آپ نے قبول کیا؟

جی قبول کیا۔

کیا آپ نے قبول کیا؟

جی قبول کیا۔

دستخط کے لیے عمران صاحب نے نکاح نامہ آگے بڑھایا، دستخط لے لیے گئے۔اب دلہے کی باری تھی۔

مولانا صاحب نے نکاح کی شروعات کی۔

ولید ظفر ولد احمد حسین ظفر آپکا نکاح مناحل عمران ولد عمران درانی حق مہر ایک لاکھ روپے سکئہ رائج الوقت طے پایا کیا اپ نے اپنے نکاح میں قبول کیا؟

دوسری طرف مناحل مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

قبول کیا۔

کیا آپ نے قبول کیا؟

کیا آپ نے قبول کیا؟

جی قبول کیا۔

دستخط ہوئے ولید اٹھ کے عمران صاحب سے گلے ملا مبارکباد واصول کی پھر اپنے بابا کے پاس گیا۔ پھر پھولوں کے پردے کے پار بیٹھی مناحل کی طرف بڑھا گھونگھٹ اٹھایا اور پیشانی پر ایک بوسہ دیا اور پھر مسکرا کر اسے دیکھنے لگا۔

آج سے آپ مسز ولید ظفر ہیں

الحمدللہ۔

نظریں نیچے ہو گئی۔

ارے میڈم اب کیسی شرم او فیشیلی اور شریعتی طور پر میاں بیوی ہیں ہم حق ہے میرا آپ پر اور آپکا مجھ پر۔

مناحل اسے دیکھتی رہی۔

نکاح کے ایک ہفتے بعد ولید واپس چلا گیا، واپس جانے کے بعد تقریباً ہر روز دونوں کے درمیان بات ہوئی لیکن پھر اچانک رابطے کم ہوتے گئے۔ ولید نے پڑھائی کے بعد وہیں جوب شروع کردی۔ جبکہ مناحل اپنے پڑھائی کے آخری مراحل پر تھی۔ تقریبا ایک مہینے بعد دونوں کی کال پر بات ہوئی۔

اسلام وعلیکم مسز ولید۔

وعلیکم السلام مسٹر ولید۔
کیسی ہو؟
اللہ کا شکر، آپ کیسے ہیں؟ اتنے دن سے کوئی رابطہ نہیں
سب خریت؟
میں بھی بلکل فیٹ فاٹ بس کام کا لوڈ زیادہ ہے اسلیئے کال
نہیں کر سکا۔ خیر میرا چھوڑو تم بتاؤ تم نے بھی تو کال نہیں کی
پھر مجھ سے شکوہ کس بنیاد پر؟
آخری سیمیسٹر ہے ولید بس اس میں ہی مصروف ہوں۔
پیپرز کے بعد کیا سوچا ہے؟ آگے کیا کرنا ہے؟
نہیں فلحال کچھ نہیں سوچا ابھی تو پورا دھیان پیپرز پر ہے

میرے پاس آجاؤ چھٹیوں پر۔۔

مناحل یہ سن کر حیران ہوئی۔

آپکے پاس؟

ہاں کیوں ویکیشن پر نہیں جاؤ گی؟

تو ضروری ہے میں آپکے پاس ہی آؤں دنیا بہت بڑی ہے مسٹر ولید میں کسی اور شہر بھی جا سکتی ہوں۔

یار یہاں تمہارا شوہر رہتا ہے تم اسکے پاس جانے کے بجائے کسی اور شہر جاؤ گی؟

مناحل دوسرے ہاتھ کو باندھے چلتی ہوئی کھڑکی تک پہنچی اور شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگی۔

مسٹر ولید ظفر اف یو ریمبر ہمارا صرف نکاح ہوا ہے رخصتی نہیں تو جس وجہ سے آپ مجھے بولا رہیں فلحال نوٹ پوسیبل۔

یار مناحل۔۔

یس مسٹر ولید۔۔

ویسے مسز ولید ظفر آپکی رخصتی کی پیشکش ہو چکی ہے میرے پاس۔

مناحل کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

کب؟

کل شام کو۔۔

دادو نے۔

آپ نے کیا کہا۔

پہلے کے مقابلے میں وہ قدرے سنجیدہ نظر آ رہی تھی۔

میں تو آ رہا ہوں پھر لیتا ہوں رخصتی تمہاری۔

ولید میں ابھی ایک سال تک رخصتی نہیں چاہتی، اسلیئے اگر اس حوالے سے دوبارہ بات ہو تو آپ خود منع کر دیجیئے گا۔

ولید یہ بات سن کر حیران ہوا۔ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہوا وہ شخص تھوڑا سا آگے کو ہو کے بیٹھا۔

مناحل ایک سال؟ بہت وقت ہو جائے گا۔

نہیں ولید میں ابھی 24 کی ہوں اور آپ 26 کے ایک سال

پورے ہو جائیں پھر بات کیجئے گا، آپ ابھی بات کریں گے وہ لوگ مان جائینگے اور میں ان لوگوں کو منع نہیں کر سکوں گی۔ اپکو کر سکتی ہوں کیوں کے آپ پر حق ہے میرا۔

ولید بس خاموشی سے سنتا رہا اور پھر آخر میں کہا۔

ٹھیک میں کسی سے کچھ نہیں کہونگا چلو میں اب تھک گیا ہوں بعد میں بات کرتے ہیں۔

ٹھیک ہے ولید خدا حافظ۔

اللہ حافظ۔

دونوں طرف سے فون رکھ دیا گیا۔ ولید بس حیرانی میں یہی سوچتا رہا کے آخر وجہ کیا ہو سکتی تھی اس طرح منع کرنے

کی۔ جس لڑکی نے بچپن سے مجھ سے محبت کی اسے اچانک
رخصتی کے لیے ٹائم کیوں چاہیے؟ وجہ کیا ہو سکتی ہے؟
ولید خود کلامی کرتے ہوئے کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکا۔
اگلی صبح زبیدہ بیگم نے مناحل کو بلوایا۔

آجاؤ؟

دروازے پہ کھڑی آواز آئی۔

تم ہمیشہ ایسے کیوں کھڑی ہوتی ہو؟ بچپن کی عادت ہے

تمہاری یہ آجایا کرو اندر۔

آپ سے اجازت لینا اچھا لگتا ہے مجھے نانو۔

مسکراتے ہوئے اندر آئی۔

جی بولیں نانو۔۔ولید سے بات ہوئی تھی میری۔

اچھا پھر۔

میں نے اس سے رخصتی کا کہا تو کہتا ہے کہ دادو 1 سال تک میں رخصتی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

اب بتاؤ ذرا ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

نانو انھیں کام ہو گا جب ہی منع کیا ہو گا۔

تم کیا کہتی ہو؟

نانو ولید ہی نہیں چاہتے تو میں کیا بولوں اب اس میں اور میں بھی نہیں چاہتی ابھی رخصتی۔

چلو ٹھیک ہے جیسا ٹھیک لگے دونوں کو لیکن میں چاہتی تھی کے میری زندگی میں ہی رخصتی ہو جائے دونوں کی تو میری خواہش پوری ہو جائیں گی۔

کیا بول رہی ہیں نانو ہماری خوشی دیکھیں گی اور ہمارے بچّوں کی خوشی بھی دیکھیں گی۔

فکر مندی میں کہا گیا۔

ارے لڑکی موت بر حق ہے ایک نا ایک دن سب نے جانا ہے کوئی جلدی چلا جاتا ہے تو کوئی دیر سے, ہمیں بھی جانا ہے لیکن اپنے بچّوں کی خوشیاں دیکھ کے۔

مناحل سپاٹ چہرے سے انھیں دیکھ رہی تھی۔

نانو سچ کہوں تو میں ولید کے فیصلے سے متفق ہوں میں بھی رخصتی نہیں چاہتی۔

کیوں کوئی وجہ؟

ہاں بس ڈگری مل جائے پھر میں رخصتی سے پہلے اپنی پڑھائی پوری کرنا چاہتی ہوں۔

چلو ٹھیک ہے ولید بھی یہی چاہتے ہونگے جب ہی منع کیا ہے جناب نے؟

جی نانو۔

نزاکت سے ہامی بھری گئی۔

چلیں نانو اب چلوں میں۔

مناحل اپنی جگہ سے اٹھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کے اچانک پیچھے سے آواز آئی تو پیچھے موڑ کے دیکھا۔

منو۔

جی نانو۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں معلوم ہے نا؟

جی نانو

مجھے امید ہے تم اپنے رشتے کو باخوبی نبھاؤ گی

انشاءاللہ نانو۔

بولنے کے بعد ایک مسکراہٹ بھری اور پھر قدم لیتی باہر نکل گئی زبیدہ بیگم اسے جاتا دیکھتی رہی اور پھر ایک

اللہ تم دونوں کو تاحیات ایک دوسرے کا بنا کے رکھے آمین

۔

باب نمبر:۰۸

اسلام و علیکم دادو۔

وعلیکم اس!!

زبیدہ بانو پیچھے موڑی تو انکا سلام بھی پورا نہ ہو سکا۔ حیرانی

کے عالم۔

زین؟

جی دادو زین آپکا زین رضا۔

مسکراتے ہوئے کہا۔

زبیدہ بانو اب اٹھنے لگی تھی۔ بھاگ کے انکے پاس آیا انھیں بیٹھایا اور خود پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ زبیدہ بانو اسکے چہرے کو چھوتے ہوئے رونے لگی۔

ارے دادو میں آیا ہوں جا نہیں رہا تو کیوں رو رہی ہیں؟

آنسو پونچھتے ہوئے کہا گیا۔

اتنے سالوں کے بعد آیا ہے اب دیکھ کے خوشی کے آنسوں نکل پڑے تو کیا کروں؟

ولید کی شادی کے لیے آیا ہوں نہیں آتا تو کینیڈا پہنچ جاتا۔

اسلام وعلیکم اماں!!

پیچھے سے رضا اللہ اور شائستہ کی آواز آئی۔ ولید اور مناحل

ارے زین آگئیں اپ، مل گئی فرست اپکو ہمارے پاس آنے کی؟

دانیال نے طنزیہ انداز میں کہا۔

ہاں یار بس کیا کروں انا پڑا۔

مسکراہٹ کو ظبط کرتے ہوئے کہا، پھر اچانک دونوں ہسنے لگے اور گلے ملیں۔

کیا یار اتنا عرصہ لگا دیا آنے میں۔

ہاں یار بس وہاں سیٹلڈ ہو گیا جوب ہے اور باہر کی لائف بھی اتنی ٹف ہے کے ٹائم نہیں ملتا، خیر کہاں ہے دلہے راجا اور دلہن بھی نظر نہیں آرہیں.

زین نے نظریں گھوماتے ہوئے کہا، زین کے کہنے پر شائستہ بھی بول اٹھی۔

ہاں اماں کہاں ہیں سب؟ نہ مناحل دکھ رہی ہے نہ ولید باقی گھر والے بھی نہیں دکھ رہیں.

سب یہی ہیں مصروف ہیں شادی میں وقت کم رہ گیا ہے نا اسلیئے

اتنے میں سامنے سے ولید آتا دیکھائی دیا۔

لو بھی ولید آگیا

رضا نے ہاتھ کے اشارے سے دیکھاتے ہوئے کہا۔

اسلام و علیکم۔

وعلیکم السلام میاں مبارک کو بہت بہت۔

شائستہ نے گلے ملتے ہوئے کہا۔

شکریہ۔

بھابھی کہاں ہے؟

اب کی بار آواز زین کی تھی۔

بھابھی؟ تم کب سے بھابھی کہنے لگے؟

حیرانی میں پوچھا گیا۔

کہاں ہے وہ بندر؟ خوش

اسکی اس بات پر سب ہنس اٹھے اتنے میں مناحل آئی رضا سے شائستہ سے ملی۔

دونوں کے گلے لگی اس دوران زین صرف اسے دیکھ رہا تھا۔

ہیلو زین۔۔

مناحل نے وہیں کھڑے کہا

آپ کون؟

سب نے اپنی ہنسی کو ضبط کیا۔

مناحل عمران۔

آوو آئی سی، ویسے آپ مناحل عمران نہیں مسز ولید ہیں۔

بلکل میٹ مائے وائف مسز مناحل ولید ظفر۔

ولید نے مناحل کے کندھوں کے گرد اپنے ہاتھ پھیلاتے

زین بس انھیں دیکھ رہا تھا۔

* *

* *

* * * * * * * * * * * * * * *

کس کی کال تھی؟

شائستہ نے رضا صاحب کو جب فون رکھتے دیکھا تو پوچھا

پاکستان سے اماں کی کال تھی۔

اچھا اچھا کیا کہہ رہی تھی؟

ولید اور مناحل کی رخصتی ہے اس مہینے ہمیں بلا رہیں ہیں کہا ہے کہ ہر حال میں انا ہے۔

منو اور ولی کی شادی فائنلی، نکاح میں بھی نہیں گئے تھے

شادی میں ضرور جانا ہے رضا۔

ہاں میں نے ٹکٹس کا کہا ہے زرازین صاحب سے بھی پوچھ
لیں ولید نے کہا ہے کہ زین ضرور آئے.

چلیں میں پوچھ لیتی ہوں۔

شائستہ بول کے وہاں سے چلی گئی۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ زین کام میں مصروف زرا سا سر
کو جنبش دی دروازے کے جانب دیکھا۔

آجائیں!

دروازہ کھولتا ہے تو سامنے سے مسکراتے ہوئے شائستہ اندر

کتنی بار کہا ہے موم اپکو اندر آنے کی اجازت نہیں لیا کریں۔

مینز زبیٹا۔

زین مسکرا کے انھیں دیکھنے لگا۔

مصروف ہو؟

نہیں بولیں۔

آفس سے چھٹیاں لے لو ہمیں پاکستان جانا ہے۔

کیوں؟ سب خیریت تو ہے نا؟

فکرمندی سے پوچھا گیا۔

ہاں ہاں سب خیریت ہے دراصل شادی ہے وہاں اسلیئے

شادی کس کی؟

ولی اور مناحل کی۔

لیپ ٹاپ پر چلتی انگلیاں روک گئی۔

اچھا ولید اور مناحل کی، نکاح ہو گیا؟

ہاں ماشاء اللہ ایک سال پہلے ہو گیا تھا۔

ہمیں بلایا نہیں؟ دادو نے بھی نہیں بتایا۔

ہمیں معلوم تھا جانے کا ارادہ بھی تھا لیکن پاسپورٹ ایکسپائر ہو گئے تھے ہمارے بس اسی وجہ سے فنکشن مس ہو گیا۔

شائستہ نے وضاحت کی۔

اچھا۔

شادی میں ہر حال میں چلنا ہے، ولی نے خاص طور پر تمہیں آنے کا کہا ہے

شادی میں کتنا ٹائم ہے؟

کام میں مصروف ہونے کی کوشش کی گئی۔

ایک مہینہ۔

ٹکٹس کروایں ہم دو ہفتے پہلے چلیں گے، میں بھی تو دیسی ویڈینگ دیکھوں۔

گریٹ میں تمہارے ڈیڈ سے بولتی ہوں۔

بلکل میں بھی آفس میں بات کرلونگا۔

اگلے دن جب زین آفس سے گھر آیا تو...

پیکنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ آج رات کی فلائٹ تھی۔ ٹی شرٹ کو ہاتھ میں پکڑے کھڑا بس سوچتا رہا۔ پھر اکھتاہٹ سے ٹی شرٹ کو بیگ میں پھینک دیا اور اپنے سر کو دونوں ہاتھوں میں لیے کسی سوچ میں بیٹھا رہا۔

مجھے پہلے ہی عمران انکل سے بات کر لینی چاہیے تھی، کیوں نہیں کی میں نے بات

مناحل کو زین نے پانچ سال پہلے دیکھا تھا جب وہ چھٹیوں میں پاکستان آیا تھا زبیدہ بانو سے ملنے۔ تب ہی اس نے فیصلہ کر لیا تھا کے شادی وہ مناحل سے ہی کرے گا۔ لیکن اب منظر کچھ اور تھا۔ اسکی محبت جیسے وہ جنون کی حد تک

ہاتھوں کے درمیان میں کیا ہوا سر اٹھایا تو آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے رویا ہو یا وہ آنکھیں غصے میں سرخ ہو رہی ہو۔

میں نے زندگی میں جو بھی چاہا ہے وہ حاصل کیا ہے پھر چاہے وہ کچھ بھی ہو، مناحل میری ہے اسے حاصل کرنا اب میری ضد ہے پھر چاہے اسکے لیے مجھے کچھ بھی کیوں نا کرنا پڑے۔

پیکنگ مکمل کی اور پھر مصنوعی مسکراہٹ لیے کمرے سے باہر آیا جہاں شائستہ اور رضا اللہ پہلے سے تیار کھڑے تھے۔

ہاں جی ہو گئی تیاری چلیں؟

گھر کا دروازہ بند ہوا گاڑی میں بیٹھے اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے۔ شادی کی تیاریاں زور و شور پے تھی زین بظاہر تو شادی ہونے پر بے انتہا خوش دکھ رہا تھا لیکن اندر ہی اندر ایک لاوا اجل رہا تھا

ہاں بھئی دلہے راجا شادی کی شاپنگ ہو گئی؟

ولید کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا گیا۔

شاپنگ ہاں ہو گئی ہے بس شروانی اور ولیمے کا سوٹ رہ گیا ہے وہ لینے جانا ہے۔

کیا رہ گیا ہے؟ تمہارا دماغ ٹھیک ہے جب اصل کپڑے رہ گئے ہیں تو شاپنگ کس چیز کی کری ہے تم نے؟ اٹھو فوراً آج

کھڑے ہوتے ہوئے کہا گیا۔

اچھا ایسا ہے تو ایسا ہی سہی۔

That's like my boy..

گال پکڑتے ہوئے کہا گیا۔

مناحل کو بھی لے لیں.

مناحل کو کیوں؟

تاکہ اس کی پسند کی شیروانی لے سکو، آخر کر بعد میں چلنی تو بھابھی کی ہی ہے۔

اتنے میں مناحل آگئی۔ ولید اسکو دیکھ کے مسکرایا اس کو اپنے پاس بلایا شادی سے پہلے ہو یا شادی کے بعد میری

نظروں سے نظریں ملیں۔ولید میں کون ہوتی ہوں آپکی زندگی چلانے والی بس میں چاہتی ہوں کے آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں۔

وہ تو ہمیشہ رہوں گا۔

ساری باتیں زین کے سامنے ہوئی لیکن ان دونوں کو معلوم نہیں تھا کے جسے اپنا دوست سمجھ رہیں ہے دراصل اصل دشمن وہی ہے۔وہ ہی سامنے کھڑا شخص انکی زندگی اجاڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔

ماشاءاللہ ہو گئے وعدے تو چلیں؟

ہاں ہاں چلو۔

جی محترمہ آپ بھی چلیں۔

ضروری ہے.

ہچکچاتے ہوئے کہا۔

میری شیر وانی کا سوال ہے محترمہ۔

مناحل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا گیا۔

اچھا آپ لوگ نکلیں میں چادر لے کے آتی ہوں۔

ٹھیک ہے جاؤ میں باہر کھڑا ہوں۔

مناحل وہاں سے جاتی دیکھائی دی۔ جبکہ زین اور ولید باہر کی طرف نکل گئے۔ کچھ دیر بعد مناحل اپنی چادر سنبھالتے ہوئے باہر آتی دیکھائی دی۔ زین گاڑی میں بیٹھا بس اسے

ولید نے مسکراتے ہوئے دروازہ کھولا اور کان میں سرگوشی کی۔

کوئی سادگی میں بھی لوگوں کو مارنے کا کام کرتے ہیں۔

مناحل نے اسے دیکھا ہی تھا کے اتنے میں زین نے ہارن بجا دیا۔

آج ہی چلنا ہے۔۔

ہاں ہاں۔

دونوں بیٹھے. زین سارے راستے بس بیک ویو مرر سے پیچھے بیٹھی لڑکی کو ہی دیکھتا رہا۔مال آگیا یا شاید دونوں کے پھسنے کا وقت آگیا تھا۔

ہاں بھئی ہماری منزل تو آگئی چلیں اتریں آپ دونوں میں
گاڑی پارک کر کے آتا ہوں۔
مجھے نہیں لگتا کہ یہاں پارکنگ ملے گی۔
مجھے بھی یہی لگتا ہے، خیر چلو تم لوگ تو اترو اندر جاؤ دیکھو
جب تک میں اسے ٹھکانے لگا کر اتا ہوں۔
چلو ٹھیک ہے
یہ بول کر دونوں گاڑی سے اترے اور چلتے چلتے مال میں
چلیے گئے۔
ولید ہم یہاں کیوں آئیں؟
ہم یہاں کھیلنے آئیں ہیں۔

تو یہاں ہم شاپنگ کے لیے آئیں گے نا؟

لیکن میری ساری شاپنگ ہو چکی ہے.

میری تو باقی ہے ابھی۔

تو آپ آجاتے۔مجھے کیوں لے آئیں ساتھ۔

وہ کیا ہے نا مسز ولید آپکے بغیر میں کہیں جانے کا نہیں سوچتا اور یہاں تو اس لیے لایا ہوں کیوں کے مجھے شیروانی لینی تھی اور آپکے بغیر یہ کام ہو نہیں سکتا۔

اچھا

جی ہاں آپ نے کہا تھا کے ولید شیروانی رخصتی پر لیجیے گا۔

So now it's your responsibility..

مسکراتے ہوئے کہا، اتنے میں زین بھی آگیا۔

آؤ وفائنلی یہی مل گئے دونوں۔

کہاں ملی پارکنگ؟

کراچی کے آخری کونے میں۔

ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

چلیں ولید جو لینا ہے جلدی لیتے ہیں۔

جی بلکل۔

گھومتے رہے آتی ہوئی دکانوں کو باہر سے دیکھتے رہیں سمجھ نہیں آتا تو آگے بڑھ جاتے۔ آخر کر ایک جگہ آکر رکے۔

یہاں کی ورائٹی اچھی لگ رہی ہے۔

ہاں اندر چل کے دیکھتے ہیں۔

تینوں اندر گئے۔ مناحل خاموشی سے کھڑی بس دونوں کو دیکھتی رہی تھی کہ اتنے میں ولید پیچھے موڑا۔

ارے مناحل وہاں کیوں کھڑی ہو؟ بھول گئی اپ نے پسند کرنا تھا۔

پھر سر ہلا کے اسکی طرف بڑھی، 1,2,3,......4 کاؤنٹر آیا وہاں لٹکی شیر وانی اسے پہلی نظر میں ہی پسند آگئی تھی نہ صرف مناحل بلکے ولید کو بھی بہت پسند آئی تھی۔

واہ مسز ولید کیا چوئیز ہے آپکی۔

وہ بس اس شیر وانی کو ہاتھ میں لیے رہی۔

اسکی طرف بڑھایا۔

چوائس اچھی ہے ویسے اپکی۔

جیبوں میں ہاتھ ڈالے زین نے اسکے قریب آ کے کہا۔ مناحل اپنے دونوں ہاتھ جوڑے کھڑی ولید کی منتظر تھی۔

ایک بات پوچھوں؟

پوچھیں۔

بغیر دیکھے جوب آیا۔

تم خوش تو ہونا اس شادی سے؟

حیرت میں پلٹ کے زین کی طرف دیکھا۔

مطلب یہ ہے کہ تم اپنی مرضی یہ شادی کر رہی ہو نا؟

زین یہ کیسا سوال ہے؟میں بہت خوش ہوں اس فیصلے سے۔

تاثرات تنے۔

مجھے لگا دادو نے زبردستی کی ہے۔

میری بات سنو زین، ولید اور میرا رشتہ بھلے ہی نانو نے کروایا ہو لیکن میں ولید کو بچپن سے پسند کرتی ہوں سمجھے تم۔

یہ بات کبھی ولید سے پوچھی ہے تم نے کے وہ تمہیں پسند کرتا ہے بھی یا نہیں۔

زین نے کچھ کہنے کو منہ کھولا ہی تھا کہ ولید باہر آگیا

واہ مناحل کیا چوائس ہے تمہاری۔

مناحل اسے دیکھ کے مسکرانے لگی، لیکن اندر ہی اندر اسے

زین کے سوال نے پریشانی میں ڈال دیا تھا۔

میں چینج کرتا ہوں پھر اسے پیک کرواتے ہیں۔

سب کچھ لے لیا گیا ولیمے کا سوٹ، پگڑی شیروانی سب کچھ

تمہیں کچھ لینا ہے؟

نہیں۔

اچھا چلو اب آئیں ہیں تو لنچ کر لیتے ہیں۔ کیسا آئیڈیا ہے؟

زین نے دونوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

اچھا آئیڈیا ہے۔ ویسے بھی مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ چلیں مناحل۔

ولید مجھے بھوک نہیں ہے، گھر چلتے ہیں۔

چلو نا یار کھانا سامنے آئیگا تو بھوک بھی لگ جائے گی۔

اب کی آواز زین کی تھی۔

چلو جوس پی لینا، تھک گئی ہو گی۔

اب کی بار وہ ولید کے ساتھ چل دی۔

فوڈ کورٹ پہنچے ولید اور مناحل ایک ساتھ اور زین دونوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ مینیو کارڈ آیا۔ دونوں ارڈر دینے میں مشغول تھے آرڈر دے دیا گیا۔

سوچ میں گھوم لڑکی اپنے حواس میں آئی۔

شیک بس.

ارڈر آیا دونوں اپنی باتوں میں مصروف تھے۔

ولید یہاں سے چلیں۔

مناحل چلتے ہیں تھوڑی دیر میں

ولید ابھی اسی وقت چلیں یہاں سے میری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔

سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کھڑی ہوئی۔ اسے اس طرح دیکھ کے زین اور ولید بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔

مناحل؟ کیا ہوا ہے؟

ہاں ہاں چلو، زین گاڑی کی چابی دو میں چلاؤں گا گاڑی۔

مناحل کو کندھوں سے سنبھالتے ہوئے زین سے گاڑی کی چابی لی اور پکڑتے ہوئے مال سے باہر آیا۔

کہاں پارک کی ہے گاڑی؟

چابی دو میں لے کے آتا ہوں۔

بھاگتے ہوئے گیا گاڑی لے کے آیا اترا دوسری طرف کا دروازہ کھولا ولید کے سہارے سے مناحل کو بیٹھایا اور خود پیچھے بیٹھ گیا۔

ولید بھاگ کے دوسری طرف آیا گاڑی میں بیٹھا انگیشن میں چابی ڈالی اور بھاگتے ہوئے گاڑی روڈ پر لے آیا۔

چادر لگ بھگ اتر چکی تھی گردن کے گرد موجود ڈوپٹے کو ڈھیلا کرنے کی کوشش جاری تھی۔

اشارے سے بتانے کی کوشش کی گئی۔۔۔

سا۔۔۔ سانس نہیں آرہی مجھے و۔۔۔ ولید۔

سینے پر اور گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا گیا۔

اچانک کیا ہوگیا ہی تمہیں؟

شیک کونسا تھا؟

بامشکل کہا گیا۔

اسٹر ابیری شیک تھا۔

زین نے کہا۔

زین تمہارا دماغ ٹھیک ہے مناحل کو اسٹرابیری سے الیرجی ہے۔

سانس تیز ہو گئی۔

مناحل بس تھوڑی دیر اور سب ٹھیک ہو جائے گا، ہمت رکھو۔

و۔۔ولید جلدی کرو پلیز۔

سانس اکھڑنے کو تھی کے اچانک۔

مناحل۔

کندھوں کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا گیا۔

جلدی ولید ہوش میں نہیں ہے یہ۔

اسٹریچر آیا بھاگتے ہوئے ایمرجنسی وارڈ کی طرف لے کے گیا۔

ڈاکٹر دیکھیں اسے کیا ہو گیا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں آپ پریشان مت ہو۔

میں گھر میں سب کو انفارم کرتا ہوں تم پریشان مت ہو سنبھالو خود کو۔

تسلی دی گئی۔

میری ذمہ داری تھی یار اسکا خیال رکھنے کی اور میں اپنے میں اتنا مگن تھا کے بھول گیا کے اسے اسٹرابیری سے الیرجی ہے۔

سب میری غلطی ہے۔

ولید غلطی میری تھی مجھے معلوم نہیں تھا لیکن یہ ہونے والی بات تھی ہوگئی اب اسکی سلامتی کی دعا کرو۔

زین یار سب ٹھیک ہو گا نا؟ مناحل ٹھیک ہو جائے گی نہ؟

ہاں ہاں انشاء اللہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔ میں انفارم کر کے آتا ہوں گھر میں۔

وہاں سے فرار ہوا ولید کی نظروں سے غائب ہوا ہسپتال سے باہر آیا خود کو دیکھا اور کوسنے لگا۔ کچھ دیر بعد سنبھالا خود کو گھر میں فون کیا گیا۔

اسلام و علیکم موم!

وعلیکم السلام بیٹا کہاں رہ گئے ہو تم لوگ؟ دادو غصہ کر رہی ہیں کہتی ہیں کہ دلہن۔۔۔

بات پوری نہیں کہی گئی۔

موم مناحل ہسپتال میں ہے پلیز سب کو لے کے آجائیں میں ایڈریس بھیج رہا ہوں۔

ہسپتال میں کیوں زین؟ کیا ہوا ہے ولید اور تم ٹھیک ہو نا؟

ہاں ہم دونوں ٹھیک ہیں لیکن مناحل کو اسٹرابیری سے الیرجی تھی مجھے معلوم نہیں تھا اسکو اسٹرابیری سے الیرجی ہے اور اسنے شیک پی لیا کنڈیشن سٹیبل نہیں ہے ولید کا بہت برا حال ہے، آپ لوگ پلیز جلدی آجائیں۔

موم جلدی آجائیں۔
آواز بھر آئی۔
آہ رہیں ہیں ہم لوگ میرا بچہ پریشان مت ہو۔
فون رکھ دیا گیا، چھوٹے قدموں کے ساتھ ولید کے پاس ایا کندھے پر ہاتھ رکھا۔
ڈاکٹر سے بات ہوئی؟
نفی میں سر ہلایا گیا۔
سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ پریشان مت ہو تم۔
بے تاسور بیٹھا رہا اتنے میں سامنے سے ڈاکٹر آتے دیکھائی دیے۔ ولید لپک کے ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔

نم آنکھیں پریشان چہرہ۔

بلکل ٹھیک ہے وہ آپ پریشان مت ہوں.

تو اس طرح سانس اکھڑنا دم گھوٹنا؟ وہ ری ایکشن تھا الیرجی ہے انھیں اسٹرابیری سے جب ہی یہ کنڈیشن ہوئی تھی، لیکن اللہ کا شکر وقت پے لے آئیں ورنہ مشکل ہو جاتی۔

ہم مل سکتے ہیں؟

زین نے پوچھا۔

جی مل سکتے ہیں بلکے کچھ دیر میں ڈسچارج بھی مل جائے گا۔

تھینک یو ڈاکٹر۔

یور ویلکم

ڈاکٹر اپنا کام کر کے چلے گئے۔ اتنے میں سمیہ اور عمران صاحب آتے دیکھائی دیے باقی سب بھی آئیں۔

کہاں ہے مناحل؟

اندر ہے لیکن اب ٹھیک ہے۔

زین نے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

ولید کہاں ہے؟

اندر ہے مناحل کے پاس۔

ولید اندر کھڑا اسکے بیڈ کے پاس اسے بے ہوشی میں دیکھتا رہا کچھ کہا نہیں بس کھڑا رہا پھر چھوٹے قدم لے کے آگے بڑھا بیڈ کے پاس موجود اسٹول پر بیٹھ گیا۔ کنولہ لگے ہاتھ کو

سے اسکے ہاتھ کو تھاما اور خاموشی سے اسے دیکھتا رہا اور

پھر۔

مجھے معاف کر دو مناحل میری غلطی تھی مجھے دیکھنا چاہیے

تھا کے تم کیا پی رہی ہو مجھے معاف کر دو۔

اسکے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھ سے تھام رکھا تھا اور نم

آنکھوں سے اسے دیکھتا رہا۔

اتنے میں مناحل اپنے ہوش میں واپس آئی۔

ولید؟ کیا ہوا اس طرح کیوں بیٹھے ہوئے ہیں۔

مناحل ٹھیک ہو نا تم ہاں ہاں ٹھیک ہوں اب۔

ہاتھوں پے ہاتھ رکھا گیا۔

ولید میں اب بلکل ٹھیک ہوں پریشان مت ہو۔ مجھے اب یہاں سے لے کے چلیں بلکل پسند نہیں ہے مجھے ہسپتال۔

ہاں ہاں بس یہ ڈرپ ختم ہو جائے پھر چلتے ہیں۔

اتنے میں زین آگیا تو اسے دیکھ کے تھوڑی سی بے چین ہو گئی لیکن ساتھ میں سمیہ کو دیکھ کے اس نے خود کو سنبھال لیا۔

کیسی ہو بیٹا؟

ٹھیک ہوں اماں آپ کیوں آئیں ہم لوگ بس آ ہی رہیں تھے۔

مناحل نے انھیں پریشان دیکھتے ہوئے کہا۔

زین نے بتایا تھا تب تو ہماری جان ہی نکل گئی تھی ویسے بھی جب بھی تمہیں الیرجی ہوتی ہے تو مسلہ بہت بگڑ جاتا آج شکر ہے زیادہ کچھ نہیں ہوا۔

اس دفعہ ولید ساتھ تھا کیسے کچھ ہونے دیتا۔

شائستہ نے مسکرا کے کہا سمیہ بیگم نے ولید کی طرف دیکھا جو ابھی بھی پریشان کھڑا تھا۔ وہ اٹھیں اور اسکے پاس گئیں۔

کیوں پریشان ہو؟

یہ میری وجہ سے ہوا ہے پھوپھو۔

ارے باؤلے ہونے والی بات تھی ہو گئی اس کے لیے خود کو

جواب دینے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ۔

بس اب اور کچھ نہیں کہنا دیکھو اسے وہ بلکل ٹھیک ہے

اب۔

مناحل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جو کے مسکرا کے

اسے ہی دیکھ رہی تھی

مسٹر ولید یہ ڈرپ ختم ہو چکی ہے برائے مہربانی چلیں یہاں

سے ؟

ہاں میں فارمیلٹی دیکھتا ہوں۔

یہ بول کے مناحل کو ایک نظر دیکھ کے کمرے سے باہر چلا

گیا۔ ڈسچارج ہو گیا گھر آ گئیں سب کچھ پہلے جیسا ہو گیا لیکن

مناحل کے ذہن میں ابھی تک زین کا کیا سوال گردش کر رہا تھا۔

کیا زین صحیح کہہ رہا تھا مجھے ولید سے پوچھنا چاہیے؟ لیکن کیوں پوچھوں میں کسی تیسرے کی وجہ سے؟ محبت نہیں ہوتی تو اتنی پروا بھی نہیں ہوتی اور ویسے بھی ولید نے مجھے کہا تھا کہ وہ بھی پسند کرتے ہیں تو پھر کیوں پوچھوں میں۔

مطمئین کیا گیا بات ختم ہوئی۔مایوں کا دن آیا سب تیاریوں میں مصروف تھے تقریب شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ تھا سب لوگ مناحل کے کمرے سے باہر نکل گئے۔

ماشاءاللہ

زین کی آواز پے مناحل نے چونک کے پیچھے موڑ کے دیکھا۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم۔

مناحل بغیر کوئی جواب دیے واپس موڑ گئی۔

جواب بھی نہیں دو گی اب؟

فضول لوگو کے سوالوں کا جواب نہیں دیتی۔

زین ہسنے لگا۔

چلو شکر ہے تم نے مجھے فضول تو کہا لیکن میں نے سنا ہے کہ اگر فضول لوگ بھی کسی لڑکی کی تعریف کریں تو وہ جواب دیے بغیر رہ نہیں پاتی۔

وہ لڑکیاں کم عقل ہوتی ہیں جو آپ جیسے فضول سے لوگوں کی باتوں میں آجاتی ہیں۔

تو کیا تم کم عقل نہیں ہو؟

اس بار زین سنجیدہ تھا۔

لگتی ہوں کیا میں کم عقل؟

ہاں بلکل جب ہی تو ولید جیسے لڑکے سے شادی کر رہی ہو۔

تم پھر وہی بات کر رہے ہو زین۔

میں سچ بات کر رہا ہوں

ولید کو اگر میں پسند نہیں ہوتی تو وہ کسی بھی حال میں یہ شادی نہیں کرتے سمجھے تم۔

اواتنا بھروسہ ہے؟

خود سے بھی زیادہ بھروسہ ہے، اب دفعہ ہو جاوں یہاں سے اور مجھے اپنی شکل مت دیکھانا۔

نہیں دیکھاؤ گا۔

زین یہ بول کر باہر نکل گیا۔

مجھے اس سے یہ سب بولنا ہی نہیں چاہے تھا۔

ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے سب لوگوں کی طرف بڑھ گیا مایوں کی رسم ادا ہوئی۔ مناحل شیشے کے سامنے بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی کے تب ہی دروازہ بجا۔

آجائیں۔

ارے عالیشبہ او اندر۔

مناحل سیدھی ہو کے بیٹھی۔

کیا ہوا بیٹھو۔

ہاتھ پکڑ کے بیٹھایا گیا۔

ایک بات پوچھوں آپی؟

ہاں پوچھو۔

کوئی پروبلم ہے؟

یہ بات سن کے اسنے اپنی نظریں نیچے کی اور پھر نظریں اٹھا کے اپنی چھوٹی بہن کی طرف دیکھنے لگی۔

پروبلم کیوں ہو گی بھالا؟

پورے فنکشن میں تم پریشان رہی ہو ایون کے ولید بھائی نے بھی یہ بات نوٹس کی ہے۔

لیکن ولید نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا۔

مناسب نہیں لگا انھیں جب ہی کال کریں گے تمہیں۔

کوئی تاثر نہیں دیا گیا۔ فون بجا۔

تم بات کرو۔

عالیشبہ باہر چلی گئی۔

کیا ہوا ہے؟

کچھ نہیں

دیکھو مناحل میں جانتا ہوں میں تمہاری طرح محبت نہیں کر

ولید کوئی مسلہ نہیں ہے، ہوتا تو آپکو ہی بتاتی۔

چلو ٹھیک ہے تم ریسٹ کرو کل ہماری زندگی کا بہت بڑا دن ہے۔

بلکل ولید آپ بھی ریسٹ کریں۔

خدا حافظ۔

اللہ حافظ۔

مسکرا کے فون رکھ دیا گیا عالیشبہ وہیں بیٹھی ان دونوں کی باتیں سنتی لیکن مناحل کو سمجھ گئی تھی کے کوئی نا کوئی مسلہ ہے جو وہ بتا نہیں رہی ہے۔

آپی میری ایک بات یاد رکھنا جو بات بتا دینے والی ہوتی ہے اسے بتا دینا چاہیے، ورنہ یہ خاموشی ہی سزا بن جاتی ہے وہ بھی بغیر گناہ کی سزا سمجھی۔

روکی۔

بڑی ہو گئی ہو ماشاء اللہ شادی ہو رہی ہے اپنا اچھا برا جانتی ہو۔۔امید ہے سب ٹھیک ہے بس یہ تھکاوٹ ہے۔

ہاں بس تھکاوٹ ہے۔

چلو پھر تم آرام کرو صبح ملتے ہے خدا حافظ۔

اللہ حافظ۔

ماتھے پے بہن کو پیار کیا اور اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

شادی میں چند گھنٹے رہ گئے تھے، تیاریاں اپنے عروج پر تھی۔

ولید کا دروازہ بجا۔

ارے زین وہاں کیوں کھڑے ہو اندر آو۔

کچھ بات کرنی تھی تم سے

ہاں بولو سن رہا ہوں۔

ولید نے شیروانی صحیح کرتے ہوئے کہا۔

مناحل اور تم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہو؟

یہ کیسا سوال ہے دوست؟

تعجب سے دیکھا گیا۔

ہاں پسند تو کرتے ہیں اور مناحل تو بچپن سے مجھے پسند کرتی

ہیں۔

فخر سے کہا۔

تمہیں لگتا ہے ایسا، جب کے بات کچھ اور ہے۔

ولید سب کچھ چھوڑ کے اسکی طرف بڑھا۔

مطلب میں سمجھا نہیں۔

مطلب یہ کے مناحل شاید دادو کے دباؤ میں آ کے یہ شادی

کر رہی ہے در حقیقت وہ پسند کسی اور کو کرتی ہیں۔

کیا بکواس کی ہے تم نے یہ ہوش میں ہو جانتے ہو کیا بول

رہے ہو

ہاتھ باندھے زین کے بلکل سامنے آ کے کھڑا ہو گیا۔

مناحل مجھے بچپن سے چاہتی ہے مسٹر زین اور اس بات کا اقرار اس نے خود مجھ سے کیا ہے۔ تمہاری اس بکواس میں آ نہیں سکتا تو، آج یہ کہا ہے آئندہ نہیں کہنا اور کسی کی بیوی کے لیے بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو سامنے والا پلٹ کے منہ بھی توڑ سکتا ہے سمجھے۔

غرا کے بولا۔

غصہ جائز ہے تمہارا لیکن ایسا نہیں ہے کے مناحل اپنے مسائل تم سے شیئر نہیں کرتی، اپنے مسائل میں تمہیں شامل نہیں کرتی خود برداشت کرتی رہتی ہے لیکن تم سے

رکا.

تم مانو یا نا مانو ایسا ہے۔

میں بکواس باتوں پر یقین نہیں رکھتا مجھے ثبوت دیکھاؤ پھر میں مناحل سے سوال کرونگا۔

زین رکا اور اسنے وہ ساری تصویریں جو صرف ایک دیکھاوا تھی اسکے سامنے پیش کردی، زین کی شکل نہیں دیکھ رہی تھی البتہ اس میں یہ بات صاف ظاہر تھی کے مناحل پریشان تھی لیکن ولید کی جگہ کوئی اور تھا اس سے وہ شیئر کر رہی تھی۔ کچھ میں غصہ، کچھ میں تکلیف کچھ میں خاموشی تو کچھ میں پریشانی، مایوں کے پیلے جوڑے میں جو کے تھا تو

شادی میں کچھ گھنٹہ باقی تھے بس۔ دل میں اگر شک کا بیج
پھوٹ جائے تو رشتے کو چیرتے ہوئے ایک خوفناک
درخت کی شکل ہو جاتی ہے جسے دیکھ کے ہی ایک خوفناک
منظر سا نظر آنے لگتا ہے۔۔۔ مناحل اور ولید کی زندگی
میں بھی یہی شک کا بیج پھوٹ گیا تھا۔ شادی سے چند گھنٹے
پہلے کچھ ہونے کو تھا۔ ولید سب کچھ لیے مناحل کے
دروازے کے باہر کھڑا تھا لیکن دروازہ نہیں بجایا تھا، لیکن
کھڑا ابھی کب تک رہتا۔ دروازے پر دستک دی دلہن کے
جوڑے میں ملبوس لڑکی جس کا ڈوپٹہ سیٹ ہو چکا تھا۔
اندر آ جائیں۔

مناحل کو دلہن کے جوڑے میں دیکھ کے ولید وہیں رک گیا جہاں کھڑا تھا۔ مناحل اسے مسکراتی آنکھوں سے دیکھتی رہی سوچا.

کیوں شک کروں میں جو لڑکی میرے لیے دلہن کا جوڑا پہن کے میری ہونے کو تیار تھی اسکے اوپر کیسے شک کر سکتا ہوں میں

خود سے سوال کیا گیا، لیکن ابھی اگر سب کچھ صاف ہو جائے تو بہتر ہے

کیسی لگ رہی ہوں میں ولید۔

بہت خوبصورت۔

کچھ پوچھنا تھا تم سے سچ سچ بتانا۔

پوچھیں۔

مجھ پہ بھروسہ ہے؟

یہ کیسا سوال ہے ولید؟

میرے سوال کا جواب دو، سوال کے بدلے سوال مت پوچھو

ہاں ہے۔

کتنا بھروسہ ہے؟

ولید بات کیا ہے؟ اس وقت ایسے سوالات کیوں؟

ایسی کوئی بات ہے جو مجھ سے شیئر نا کی ہو؟

نظر سے نظر ملا کر بات کرنے والی لڑکی نے نظریں جھکا کے جواب دیا۔

نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

مناحل مجھے بس سچ سننا ہے آج اور کچھ نہیں۔

سچ ہی بتایا ہے میں نے ولید۔

تم جانتی ہو نہ مجھے جھوٹ برداشت نہیں۔

ہاں جانتی ہوں۔

پھر بھی ایسی کوئی بات جو تم نے مجھ سے شیئر نہیں کی ہو میری جگہ کسی اور سے شیئر کی ہو۔

ولید یہ کیا بات کہہ رہیں ہیں آپ ہوش میں ہیں؟

میں اپنے پورے ہوش و حواس میں ہوں، مجھے آج سب کچھ بتادو شادی کے بعد میں نہیں چاہتا کے مجھے کچھ پتا چلے۔

میں نے ایسا کچھ نہیں چھپایا آپ سے ولید۔

مجھے سچ بتادو مناحل

میں نے کچھ نہیں چھپایا ولید۔

مناحل نے وضاحت دی۔

فیصلہ کرنا ہے آج اس سے اچھا ہے تم مجھے سچائی بتادو.

فیصلہ ؟

ہاں ؟

کیسا فیصلہ ؟

مجھے کیا؟

پھر مجھے اس رشتے کے بارے میں سوچنا پڑے گا

رشتے کے بارے میں سوچنا پڑے گا؟ تو ٹھیک ہے پھر آپ اس رشتے کے بارے میں سوچیں لیکن میں اب اپکو کچھ نہیں بتاؤ گی۔

مناحل میں نہیں چاہتا کے ہمارا رشتہ خراب ہو، اس سے بہتر ہے سب کچھ بتادو۔

میں کچھ بھی نہیں بتاؤ گی اب اور اپکو کس بات کی وضاحت چاہیے کس بارے میں پوچھ رہیں ہیں۔

اسکی اس بات پر ولید نے ہاتھ میں لی ہوئی تصویریں مناحل

یہ دیکھو ان سب کو کیا سمجھوں میں؟ یہی کے تم مجھے اس قابل نہیں سمجھتی کے تمہاری فیلینگز کو سمجھوں؟ یا میری جگہ یہ حق کسی اور کو دے دیا ہے تم نے۔

مناحل کچھ دیر وہ تصویریں دیکھتی رہی اور پھر اٹھی۔

میں اب بھی کچھ نہیں بولوں گی

پھر چاہے ہماری شادی کیوں نہ ختم ہو جائے؟

جی۔

حتمی فیصلہ سنایا گیا۔

تم صرف اس ایک بات کے لیے ہماری شادی ختم کر دو گی؟

شادی میں نہیں آپ ختم کرنے کا کہہ رہیں ہیں ولید۔

تم صرف ایک بات کی وجہ سے مجھ سے رشتہ ختم کرنے کو تیار ہو؟

ولید میں یہ کبھی نہیں چاہوں گی کے آپ سے الگ ہو جاؤں لیکن اب ہمارے رشتے میں شک کا جھول آگیا ہے۔

تو اس شک کے جھول کو ختم کرو منا حل سب تمہارے ہاتھ میں ہے۔

اپکو بھروسہ ہونا چاہیے تھا مجھ پر ولید۔

بھروسہ ہے مجھے۔

نہیں اسے بھروسہ نہیں کہتے۔

مطلب تم مجھے نہیں بتاؤ گی کے یہ سب کیا ہے؟

دلہن کے جوڑے میں کھڑی لڑکی اپنے فیصلے پر اٹل تھی اسکے فیصلے ایسے ہی ہوتے تھے۔

ولید اسے غصے میں دیکھتا رہا اور پھر ہاتھ پکڑ کے کھینچتے ہوئے کمرے سے باہر لے گیا، سب کے سامنے لا کے چھوڑا سب بس نکلنے کو تیار تھے زبیدہ بانو آئی۔

ولید یہ کیا حرکت ہے؟

زبیدہ بانو نے غصے میں کہا۔

کچھ نہیں نانو ہمیں بس کچھ بات کرنی تھی سب سے۔

اب کیا بات کرنی ہے جو بات بھی ہو گی اب بارات کے بعد ہو گی۔

میں یہ شادی کرنا نہیں چاہتا۔
حیرانی سے سب نے ولید کی طرف دیکھا
دماغ ٹھیک ہے تمہارا کیا بکواس کی ہے تم نے یہ؟
سوریہ نے برہم ہو کے کہا۔
مومانی ہم نہیں چاہتے کے ابھی ہم شادی کریں کچھ ٹائم کے لیے پوسپون کرنا چاہتے ہیں۔
مناحل نے آگے بڑھ کے کہا۔
پوسپون نہیں کینسل۔
کینسل۔
سمیہ نے حیرانی میں کہا عمران صاحب سب منظر خاموشی

دیکھ رہی تھی۔ مناحل نے بھی حیرت سے ولید کی طرف دیکھا جواب اسکے بلکل بلمقابل کھڑا تھا۔

ہمارے رشتے میں شک کا جھول آگیا ہے مناحل بہتر ہے کے ہم اپنی شادی کینسل کر دیں۔

وہ ہی۔۔

جملہ پورا کرنے نہیں دیا گیا۔

میں ولید ظفر اپنے پورے ہوش و حواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں۔

مناحل بے جاں سی کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

ولید یہ کیا کہہ رہے ہو؟

میں ولید ظفر اپنے پورے ہوش وحواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں۔

مناحل کے منہ سے ایک لفظ نہ نکلا۔ تیسری دفعہ بولنے کو تیار کھڑا تھا۔

میں ولید ظفر اپنے پورے ہوش وحواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں۔

ہوگئی شادی کینسل۔

بول کے بغیر کسی کو دیکھیں وہاں سے چلا گیا۔ مناحل وہیں پتھر سی کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہی جو کے اب بہت دور جا چکا تھا۔

مناحل؟

سنا خالی آنکھوں سے سمیہ کی طرف دیکھا اور کندھے پے رکھا ہاتھ ہٹا کر اپنے کمرے کی طرف چل دی۔ کمرے کا دروازہ بند کیا اور چھوٹے قدموں کے ساتھ بستر کی طرف آئی بیٹھی پھر اچانک نظر ہاتھوں میں لگی مہندی پر پڑی اور کالائیوں میں پہنی چوڑیوں پر پڑی۔ پھر مہندی والے دن کے الفاظ یاد ائیں۔ جو مناحل کو مریم نے کہے تھے۔

مہندی کا رنگ بہت زبردست آیا ہے ماشاءاللہ، ولید بہت چاہتا ہے تمہیں۔

شکریہ مریم۔

مہندی کا رنگ گہرا آئے تو اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کے آپکا شوہر اپکو چاہتا ہے ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا۔

خود کلامی کی گئی۔ پھر اٹھ کے شیشے کے سامنے گئی خود کو دیکھا اور پھر ایک اداس مسکراہٹ ہونٹوں پر نمودار ہوئی۔ کسی کی کہی بات یاد آئی۔

آج تو مسٹر ولید کی نظریں نہیں ہٹیں گی تم سے آپی۔

اچھا ایسا ہے کیا؟

ہاں نا کیوں تمہیں کوئی شک ہے؟

ام نہیں شک تو نہیں ہے لگ تو اچھی رہی ہوں میں۔

بول کے دونوں ہنسنے لگے اور گلے لگے۔

ساری خوبصورتی ویسی ہی رہ گئی عالیشبہ تمہاری آپی پر سے ولید کی نظریں ہمیشہ کے لیے ہٹ گئی۔

آنکھوں میں نمی آرہی تھی۔

مناحل دروازہ کھولو پلیز۔۔

مریم نے روندی سی آواز میں کہا۔ سمیہ بھی مریم کے ساتھ ہی کھڑی دروازہ بجارہی تھی لیکن اندر بلکل خاموشی تھی۔

گھر کے باقی سب لوگ بھی ائیں۔

مناحل میرا بچہ دروازہ کھولو ہم بات کرتے ہیں۔

عمران صاحب نے کوشش کی۔

آپی دروازہ کھول دو پلیز۔۔۔

عمران اس کو اکیلا چھوڑ دو کچھ دیر کے لیے۔

زبیدہ بانو نے کہا۔

لیکن امی۔

میری نواسی ہے وہ عمران چھوڑ دو اکیلا اسے۔

زبیدہ بانو کی بات مان کے سب وہاں سے چلے گئے رات بھر خود کو اسی طرح شیشے میں دیکھا اور پھر خود سے نفرت ہونے لگی اٹھی سر پے ٹکے ہوئے ڈوپٹے کو کھینچ کے اتارا زیورات ایسے بے رحمی سے اتارے اسے معلوم ہی نہیں تھا کے اسے تکلیف ہو رہی ہے اسکے اندر کی ٹوٹ پھوٹ سے کئی گناہ زیادہ تھی۔ بچپن کی محبت نے اس طرح کیا۔

کاش ایسا نہ ہوا ہوتا۔ کاش کاش یہ نکاح نا ہوا ہوتا کاش میں ولید کے سامنے اقرار محبت نہیں کرتی کاش، طلاق جیسا تحفہ کیوں دیا مجھے ولید کیوں محبت کرنے کی اتنی بڑی سزا؟ ایک بات نہ بتانے کی اتنی بڑی سزا؟ اتنی تکلیف مجھے کبھی نہیں ہوئی تھی ولید میں کیا کہوں گی لوگوں سے کیا بتاؤں گی جب سب پوچھیں گے کے طلاق کی اصل وجہ کیا تھی؟ ایسا کیا ہوا تھا کے بات طلاق تک جا پہنچی وہ بھی شادی والے دن۔۔مجھے بتاؤ میں کیا جواب دوں گی سب کو ولید کیوں کیا ایسا تم نے یہ کیا کر دیا؟

آواز اتنی بلند تھی کے سب سن سکتے تھے لیکن کسی کی ہمت

جان سی سوگئی صبح ہوئی رات کافی لمبی تھی۔ عالیشبہ سے رہانا گیا ڈوپلیکیٹ چابی کے زریعے اندر آئی۔

کمرے کے مناظر دیکھ کے عالیشبہ کا دل دھک سے ہو کے رہ گیا۔ شادی کے عروسی جوڑے میں زمین پر نیم دراز حال میں پڑی تھی۔ کمرے کا حال دیکھ کے اندازہ لگایا جا سکتا تھا مناحل کے اندر کی ٹوٹ پھوٹ آدھی بھی نہیں تھی جو اسکے اندر ہوئی تھی۔ عالیشبہ لپک کے مناحل کے پاس آئی۔

آپی؟ آپی اٹھو۔

سیدھا کیا تو بخار میں پھونک رہی تھی۔ آدھ کھولی آنکھوں

دیکھو عالیشبہ کیا ہو گیا سب کچھ خت۔۔۔۔

جملہ پورا نا ہو سکا۔

امی بابا نانو دیکھیں آپی کو کیا ہو گیا؟ بابا!!

عالیشبہ کی آواز سن کے سب بھاگتے ہوئے آئے۔ سمیہ اسے دیکھ کے وہیں رک گئی عمران صاحب بھاگ کے اپنی لاڈلی کے پاس آئیں. منہ پے ہلکا ہاتھ مارتے ہوئے ہوش میں لانے کی کوشش کی۔

مناحل اٹھو میرا بچہ اٹھو۔

باپ کی پکار پے آنکھ کھلی تو اپنا سر انکی گود میں پایا۔

بابا دیکھیں آپکی منو۔۔۔

ششش!!!! کچھ نہیں ہوا میری منو کو سب کچھ بلکل ٹھیک

ہو جائے گا اٹھو تم ہمت کرو شاباش۔

ہاتھ زخمی پیر زخمی سر پر لگے شیشے کے خروچ کے نشان،

باہمت لڑکی تھی اٹھی لڑکھڑائی لیکن پیروں سے چل کے

بستر تک گئی۔ بے جان سی گری ۔ زخم صاف کئے گئے

بینڈج لگائی گئی۔ بخار کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ تین دن

تک کسی چیز کا کچھ ہوش نا تھا۔

آپی اٹھو یہ سوپ پی لو۔

عالیشبہ نے چمچ آگے کرتے ہوئے کہا گیا۔

دل نہیں میرا۔

چیخ پیچھے ہوا۔ سیدھے ہاتھ سے اسکے ہاتھ کو دبایا گیا۔ چھوٹی بہن کی جگہ اب بڑی بہن تھی۔

آپی۔۔۔ جو ہونا تھا ہو چکا اب ہم گزرے وقت کو تو نہیں بدل سکتے نا؟

میں ہی کیوں لیکن؟

میں نے سنا کے اللہ اپنے پسندیدہ بندوں کو آزمائش کے لیے چنتا ہے۔

اتنی بڑی آزمائش؟

آپی اللہ کی کوئی مصلحت ہو گی۔

جانتی ہوں۔

خاموش رہی۔

میں ختم ہو رہی ہوں عالیشبہ مجھے بچالو۔

اپنے رب سے دعا کرو وہ ہے نا وہ سب کی سنتا ہے۔۔۔۔

خاموش رہی کچھ نہیں کہا گیا بس اس کو دیکھتی رہی۔

زندگی بہت حسین ہے آپی اسے کسی بے وفا کے پیچھے ضائع مت کرو.

سمجھایا گیا۔

میں لوگوں کا سامنا نہیں کر سکتی عالیشبہ، لوگ بہت پتھر دل کے ہوتے ہیں سینے میں دل کی جگہ پتھر لیے پھرتے ہیں۔ لفظوں کے کنکر مار مار کے مجھے ختم کر دیں گے۔

تم لوگوں کی فکر کب سے کرنے لگی؟ اور ہم ہیں نا بابا اماں سب تمہارے ساتھ کھڑے ہیں لوگوں کے کنکر کو ہم الٹا انکی طرف موڑ دینگے تم بس آگے بڑھو سب کچھ بھول جاو۔

کوشش ہے میری لیکن۔

میں جانتی ہوں آپی مشکل ہے۔

But nothing is impossible.

تمہاری جو حالت تھی میں بہت ڈر گئی تھی۔ اس سے پہلے آج تک کبھی بھی میں نے تمہیں اتنا ناامید نہیں دیکھا تھا۔

ناامیدی شاید، لیکن خود سے ناراضگی بھی تھی۔

کس بات کی ناراضگی؟

جس شخص سے محبّت کی اس نے چند تصویروں کی بنیاد پر اپنی بیوی کو چھوڑ دیا ہے ایسے انسان کو پسند کیا میں نے۔

عالیشبہ خاموش رہی کچھ نہیں کہا اس نے۔

سب کچھ ٹھیک تھا پھر اچانک یہ سب کیسے ہو گیا؟ کیوں ہوا۔۔

سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔ تم بس بھولنے کی کوشش کرو۔ تمہاری طبیعت کی وجہ سے گھر میں سب بہت پریشان ہیں۔ نانو تو بلکل خاموش ہو گئی۔ اس دن کے بعد سے کچھ نہیں کہا انھوں نے۔

خبر دی گئی لیکن کوئی جواب نہیں آیا بس کھڑکی سے باہر

نماز سے فارغ ہوئی تو اٹھ کے سیدھے زبیدہ بانو کے کمرے میں چلی گئی۔

ہمیشہ کی طرح دروازے پر کھڑی رہی بجانے کے بعد۔

نانو اندر آجاؤں؟

زبیدہ بانو تسبیح میں مصروف اثابت میں سر ہلا کے اندر آنے کی اجازت دی.

مناحل خاموشی سے اندر آئی اور زبیدہ بانو کے سامنے بیٹھ گئی۔ تسبیح ختم ہوئی۔ خاموشی ابھی بھی دونوں کے درمیان موجود تھی۔

کیسی ہیں نانو؟

نظریں نیچے ہی تھی۔
تم کیسی ہو؟
نگاہیں اٹھی۔
بلکل ٹھیک ہوں۔
مسکرا کے کہا.

اچھا۔
جی نانو۔ آپکی طبیعت ٹھیک ہے نا؟ میڈیسن وغیرہ سب کچھ
وقت پر لے رہی ہیں نا اپ؟
ہاں میں بلکل ٹھیک ہوں۔
وقفہ آیا۔

کیوں آپکو ایسا کیوں لگتا ہے ؟

کیوں کے میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔

پریشانی میں کہا گیا۔

اس رات کی چیخیں، درد تکلیف اور اگلے دن کی تمہاری

حالت نے مجھے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔

مناحل اب بھی خاموش تھی وہ پہلے بھی خاموش مزاج تھی

لیکن یہ والی خاموشی دل کو دہلا دینے کے لیے کافی تھی۔

اسکی آنکھوں سے ظاہر تھا کے اسکے اندر اتنی تکلیف ہے۔

شاید ہی اسکے الفاظ بیان کر پاتے۔

ولید کی غلطی تھی لیکن غلطی میری بھی تھی کے میں نے اس پر زبردستی مسلط کی، اسے زبردستی تمہارے ساتھ جوڑنے کی کوشش کیا۔

اب کی بار زبیدہ بانو چشمہ اتار کے اس پر آئی نمی کو صاف کر رہی تھی۔

اتنے میں مناحل بولنا شروع ہو گئی۔

نہیں نانو، غلطی آپکی نہیں تھی غلطی کسی کی بھی نہیں تھی۔ غلطی اس وقت اور لمحے کی تھی۔ اس لمحہ قبولیت کی تھی جو میں نے مانگی تھی۔ اس خواہش کی تھی جسے پانے کی چاہ میں نے کی تھی۔

نظریں اٹھی، آنکھیں بلکل ویران صحرا کی طرح لگ رہی تھی۔ جملہ وہیں سے جوڑا گیا جہاں ختم ہوا تھا۔

غلطی شاید میری بھی تھی نا نو میں اپنے ہم سفر کے سائے کے ساتھ چل نہ سکی۔ غلطی میری تھی جو ان سے محبت کر بیٹھی، غلطی شاید میری تھی جو انھیں پانے کی چاہ میں یہ بھول گئی تھی کی زندگی اس مقام پر بھی آسکتی ہے، میں یہ بھول گئی تھی کے نکاح جیسے مقدس رشتے کو بھی اس طرح پامال کیا جا سکتا ہے۔

چاہنا بری بات نہیں ہے۔۔

سارا مسئلہ ہی تو چاہت اور اس چاہت والے بھروسے کا ہے

اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

منو!!

جملہ پورا کرنے نہیں دیا گیا۔

نانو میں آپکی بات بھی نہیں رکھ سکی۔

کونسی بات؟

لہجے میں اداسی تھی۔

میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں دیکھیں نانو آپکی منو اس لباس کی قدر نہیں کر سکی۔

زبیدہ بانو بنا کچھ کہے بس اسے یک ٹک دیکھتی رہی۔

مناحل عمران، عمران درانی کی بیٹی اپنی زندگی میں ہار گئی۔

اپنے ہاتھوں کی ہتھیلی کو دیکھتی ہوئے کہا جیسے کچھ تلاش کر رہی ہو شاید اپنا نصیب جو کہ کہیں کھو گیا تھا۔

منو! سنو یہاں دیکھو میں نے کہا تھا کے میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں لیکن ضروری یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی ساتھ ہوں۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تمہیں تم چاہتی تھی کے ولید کے ساتھ رہو مگر ولید شاید وہ ہی تمہارے لائق نہیں تھا۔

نانو اپکو معلوم ہے ولید کیا کہتا تھا کہ وہ مجھ پر بھروسہ کرتا ہے خود سے بھی زیادہ بھروسہ لیکن۔۔۔۔

لیکن یہ کے وہ تمہارے بھروسے کے لائق نہیں تھا۔

لیکن یہ کے ہمارے رشتے میں شک کا بیج دفن ہو گیا اور اب وہاں ایک بنجر درخت کا بسیرا ہے جسے جو بھی دیکھتا ہے تو انگلی اٹھائے بغیر نہیں رہ پاتا۔

مناحل یہ کیا بات کہی تم نے؟

بلکل صحیح بات کی ہے نانو میری زندگی بلکل اسی بنجر اور خوفناک درخت کی طرح ہو گئی ہے۔ جس پر کوئی ہریالی نہیں کوئی سکون نہیں، صرف طوفان ہے میرے اندر ایسا طوفان جو باہر آ گیا تو سب کچھ تہس نہس ہو جائے گا۔

یہ بول کر مناحل اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی، زبیدہ بانو کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن کہہ نا سکی۔ مناحل اٹھی زبیدہ بانو کو پیار

بھری نگاہوں سے دیکھا لیکن اس نظر میں تکلیف صاف ظاہر تھی۔

اپنا خیال رکھیں نانو، آپکی منو زندگی میں بہت کچھ کھو چکی ہے اور کچھ کھونے کی ہمت نہیں ہے۔

ملامت میں سر اثابت میں ہلایا گیا۔ کمرے میں واپس آئی شیشے کے پاس گئی اپنا آپ شیشے میں دیکھا تو ایک اداس مسکراہٹ کے ساتھ مسکرائی اور کہنے لگی۔

محبت نے کیا سے کیا بنا دیا ہے۔

چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ماتھے پے لگی بینڈج کو چھوا اور پھر۔

کیا سے کیا بنا دیا ہے خود کو میں نے کہیں سے لگتا ہے کے یہ وہ ہی لڑکی ہے جو کچھ دن پہلے دلہن بنے کو تیار تھی یہاں تک کے دلہن کے جوڑے میں سج بھی گئی تھی بس وقت اور محبت نے میرا ساتھ نہیں دیا۔

* *

* *

* * * * * * * * * * * * * * *

عالیشبہ کے جانے کے بعد دانیال ولید کو وہاں سے لے گیا جب تک عالیشبہ اسے سناتی رہی دانیال نے ایک لفظ نہیں

تم میں زرا بھی شرم ہے نا تو ڈبو اور مر جاؤ یا پھر اپنی بیوی کو لے کے ہماری زندگیوں سے دور چلے جاؤ

لفظوں کو چبا چبا کے بولا۔

دانی۔۔۔؟؟

کیا دانی ہاں؟ اندر جو لڑکی زندگی اور موت کے درمیان ہے نا وہ صرف تمہاری وجہ سے ہے، تم نے اپنی زندگی میں بہت سارے غلط فیصلے لیے ہیں ولید لیکن تمہارا سب سے گھٹیا فیصلہ مناحل کو طلاق دینے کا تھا۔

وہ خود بھی یہی چاہتی تھی۔

ہٹ دھرمی کے ساتھ کہا گیا۔

خود چاہتی تھی تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟ خود شک کرتے ہو فیصلے بھی خود ہی کرتے ہو اور الزام کسی اور کو دیتے ہو۔ مسٹر ولید ظفر مناحل عمران یہ کبھی چاہ ہی نہیں سکتی کیوں کے وہ تم سے خود سے زیادہ محبت کرتی ہے تمہارے ساتھ زندگی مر مر کے گزار لیتی لیکن تم سے طلاق نہیں لیتی سمجھے تم۔

لیکن اس نے مجھ سے خود کہا تھا کے جس رشتے میں شک کا بال آجاتا ہے وہ رشتہ چل نہیں پاتا۔

بلکل اس نے اپنی جگہ بلکل صحیح بات کہی تھی، لیکن تمہارا شک بلاوجہ کا تھا، اسکے کردار پے انگلی اٹھائی تم نے، لیکن

پوسپون کرنے کا کہا تھا تا کہ غلط فہمی کو ختم کر کے وہ رشتہ دوبارہ جوڑنا چاہتی تھی لیکن تم نے تو شادی ہی ختم کر دی بلکے شادی نہیں تم نے تو جیتی جاگتی لڑکی کو ختم کر دیا۔ میری ایک بات کان کھول کے سن لو ولید اگر مناحل کو کچھ بھی ہوا تو کوئی بھی تمہیں معاف نہیں کرے گا، میں بھی نہیں۔

اپنی بات کہہ کے وہاں سے جانے کو پلٹا تو ولید بھی پیچھے پیچھے آنے لگا۔

بہتر ہے تم گھر جاؤ اپنے سسرالی رشتے سنبھالو یہاں تمہاری کسی کو ضرورت نہیں ہے۔

ایک دن بعد مناحل کو ہوش آیا۔ کچھ کہا نہیں بس خاموشی سے سب کو دیکھتی رہی۔ سب مل کے چلے گئے اب عمران صاحب کی باری تھی۔ اندر آئی۔ سامنے بیٹھے مناحل انھیں دیکھ کے سیدھی بھی نہیں ہوئی ایک نظر دیکھا اور پھر دوبارہ باہر دیکھنے لگی۔ عمران صاحب کچھ دیر بیٹھے اسے دیکھتے رہیں پھر بات کی شروعات کی۔

کیسی طبیعت ہے اب؟

ٹھیک ہوں بابا۔

گوڈ مجھے معلوم تھا کے میری بیٹی بہت اسٹرانگ ہے۔

خاموشی جاری تھی۔

تھوڑی سے اسکے چہرے کو اپنی طرف کیا۔ نظریں نہیں ملی تھی اسے معلوم تھا کے باپ سے نگاہیں مل گئی تو اپنے آپ پے قابو نہیں رکھ پائے گی مضبوط دیکھنے والی لڑکی مناحل کئی ٹکروں میں بکھر جائے گی۔

میں جانتا ہوں کے تم بہت مضبوط ہو بیٹے اور مجھے اس بات کی فکر ہے میری اولاد اتنی مضبوط ہے، لیکن بازاوقات کچھ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں جو انسان کے بس سے باہر ہوتے ہیں تکلیف دے واقعات۔ مناحل ایک ایک واقع نہیں کئی واقعات تمہارے ساتھ پیش آگئے ہیں۔ ان میں سے ایک حادثے میں بھی تم نے اپنی تکلیف نہیں دیکھائی

کرو مناحل بات کرو اس بارے میں مجھ سے نہیں تو کسی اور سے لیکن بات کرو میں تمہیں اس طرح مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا بیٹا۔

خاموشی ابھی بھی برقرار تھی۔

مناحل میں تمہیں اس طرح نہیں دیکھ سکتا جب جب تمہیں دیکھتا ہوں خود کے لیے فیصلے پر افسوس ہوتا ہے۔ جب بھی تمہیں اس طرح دیکھتا ہوں مرتا رہتا ہوں اندر ہی اندر گھوٹتا رہتا ہوں۔ دھڑکنے رکھ جاتی ہیں۔ کیا چاہتی ہو تمہارا باپ تمہارا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے۔

عمران صاحب کی اس بات پر مناحل نے انکی طرف دیکھا

سب چلے ہی تو جاتے ہیں بابا
نگاہیں ملی

مسئلہ ہی سارا یہی ہے بابا، جن سے محبت کی میں نے وہی چھوڑ کر چلے گئے۔ کسی نے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا اپنا ہونے کی مہر بھی لگا دی لیکن پھر بھی چھوڑ گیا۔ ساتھ رہنے کا وعدہ تو کیا لیکن جب ساتھ نبھانے کا وقت آیا تو تھاما ہوا ہاتھ بھی چھوڑ دیا۔

رکی ادھورا جملہ وہیں سے جوڑا۔

جسے عمر بھر کا ساتھی چنا تھا وہ ہی ساتھ چھوڑ گیا بابا میں کس پر یقین کروں اب؟ پتہ ہے بابا مجھے نا حیرانی ہوتی ہے کے

ہیں۔ جس شخص کو خود سے زیادہ چاہا وہ ساتھ چھوڑ گیا. اس کو اپنے جینے کی وجہ بنایا تھا وہ ہی ساتھ چھوڑ گیا اور دیکھیں میں ابھی تک زندہ ہوں۔

آنسوں بہہ رہیں تھے لیکن مسکراہٹ ہونٹوں پر موجود تھی۔

لگتا ہے موت بھی خفا ہے مجھ سے جب ہی تو دیکھیں دنیا میں پل پل مرنے کو چھوڑ دیا ہے۔

زرد پڑے چہرے کے ساتھ کہا گیا۔ آنسوں پونچھ کے پیچھے کی طرف ہوئی۔

یہ کیا کہہ رہی ہو تم.

تو اپ نے کیا بات کہی تھی بابا، اپنے سوچا آپکے الفاظ کس طرح لگے ہونگے مجھے۔

میں تمہیں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا منا حل تمہارے اس حالت کا ذمہ دار میں خود کو سمجھتا ہوں تمہاری نانو اپنے کیے فیصلے پر خود کو ذمہ دار ٹھراتی ہے۔

قسم سے بابا آپکی قسم میں رونا نہیں چاہتی بلکل رونا نہیں چاہتی، اس وقت بھی میں نے خود کو بہت روکا تھا نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی لیکن میرے دماغ نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا تھا اس وقت تھمے آنسو پھر بہہ گئے تھے۔

بیٹا میں جانتا ہوں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم فکر کیوں

میں تھک چکی ہوں بابا خود کو یہ کہہ کہہ کر کے بی اسٹرانگ مناحل سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔ پچھلے ایک سال سے خود کو یہی تو کہہ رہی ہوں، بلکے اس دن بھی میں نے یہی کہا تھا کے بی اسٹرانگ مناحل سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا لیکن بابا کچھ ٹھیک نہیں ہو گا، میں ہر دن مر رہی ہوں بابا ایک ایک دن میرے لیے پہاڑ جیسا ہے۔

آنسو کی رفتار بڑھ چکی تھی۔ شانو پر پھلے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہوئی جیسے کے ہمت دے رہیں ہوں

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا میرا بچہ سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔

میں تھک چکی ہوں بابا زندگی کا سفر بہت زیادہ ہے میں اب اور نہیں چل سکتی۔ میرے پیر زخمی ہو گئے ہیں۔

ایسا لگ رہا تھا کے کوئی چھوٹا بچہ عمران صاحب سے لگ کے زندگی کی شکایت کر رہا ہو۔

چلنا تو ہو گا مناحل بس تھوڑا سا اور منزل بس کچھ قدم ہی دور ہے۔

تسلی دیتے ہوئے کہا گیا، بیٹی کو تکلیف میں دیکھ کر خود کی آنکھوں میں بھی آنسوں آ گئے تھے۔ کہتے ہیں نا بیٹیاں باپ کی سانجی ہوتی ہیں۔ ماں کے سامنے خود کی تکلیف کو دفن کر دیا تھا لیکن باپ کے سامنے ناکام رہی۔ سینے سے

کینولہ لگے ہاتھ پہلے اپنے آنسو صاف کئے اور پھر انھیں

ہاتھ کی انگلیوں سے باپ کے آنسوں صاف کئے۔

آپ اس طرح مجھے بلکل نہیں پسند بابا، میں چاہتی ہوں

آپ ہمیشہ میرے ساتھ رہیں لیکن اس طرح نہیں مجھے با

رعب انسان پسند ہے جس کے سامنے ہونے سے انکی

بیٹیوں کی طرف کوئی نگاہ اٹھا کے نہیں دیکھ سکتا۔

مجھے بھی میری وہ بہادر بیٹی پسند ہے جو ہر مقابلے کو آنکھ

سے آنکھ ملا کر لڑتی ہے اس طرح ہمت نہیں ہارتی۔

آئی پرومس بابا اب ایسا نہیں ہو گا۔

وعدہ کیا گیا۔

یہ ساری باتیں آپ اماں کو نہیں بتائیں گے پریشان ہو جائیں گی۔

جانتا ہوں وہ ویسے بھی پریشان ہے نہیں بتاؤں گا۔

عمران صاحب جانے کو اٹھیں۔

میں ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں تمہیں گھر بھی تو لے کر جانا ہے۔

سر کو اثابت میں ہلایا گیا۔ عمران صاحب کے جاتے ہی منا حل پیچھے کی طرف ہوئی ایک گہری سوچ میں چلی گئی۔

واقعی چاہ کے بھی میں بابا سے اپنی تکلیف نہیں چھپا سکتی اس بات کا اندازہ مجھے آج ہوا ہے۔ اب چاہے کچھ بھی ہو جائے

دیئے زخم کو میں کبھی بھولا نہیں سکتی لیکن کوشش کر سکتی ہوں۔ آج پھر وہی جملہ کہتی ہوں۔۔

You need to be strong manahil.

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔ کچھ ہی دیر ہوئی تھی کے دروازے پر دستک ہوئی۔ مناحل نے گردن موڑ کے دروازے کی جانب دیکھا تو شیروانی میں ملبوس، پیروں میں کھسے پہنے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ مناحل اسے دیکھ کے سیدھی ہوئی اور کچھ دیر پہلے خود کو دی ہوئی ہمت ایک جگہ کی

ولید اندر آیا۔ خاموشی سے دیکھتا رہا۔

کیسی طبیعت ہے اب؟

نظریں نہیں ملی تھی۔

ٹھیک ہوں۔

دونوں ہاتھوں کو آپس میں جوڑے جواب آیا۔ خاموشی دونوں طرف قائم تھی۔ مناحل نے خاموشی کو توڑا۔

کچھ کہنا تھا اپکو؟

ولید نے اسے دیکھا۔

تم ابھی بھی مجھ سے محبت کرتی ہو؟

مناحل کا دل کیا کے اٹھے اور گلے لگ جائے۔ اسکی جتنی

میں نے آپ سے محبت کرنا چھوڑی کب تھی ولید؟

میں نے پوچھا کے تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو؟

میں نے آپ کے سوال کا ہی جواب دیا ہے ولید۔

اگر محبت تھی تو مجھے کسی اور کا ہوتے کیسے دیکھ لیا کسی اور کا ہونے کیسے دیا؟

یہ سوال سن کے مناحل مسکرا اٹھی۔

کسی اور کا ہونے کیوں دیا یہ کیسا سوال ہے؟

جس سے محبت ہوتی تو آپ مجھے کسی اور کا ہونے نہیں دیتی سمجھی آپ۔

بلکل لیکن اسے روکنے کے لیے حق بھی ہونا چاہے۔ میرے پاس تو آپ نے کوئی حق چھوڑا ہی نہیں۔ کس حق سے روکتی اپکو۔

ولید لاجواب ہو کے وہیں کھڑا رہا۔ اگے ہوئی لڑکی اب پیچھے ہو چکی تھی۔

ولید یہ جو محبت ہوتی ہے نہ اچھے سے اچھے انسان کو مارنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔ زہر نہیں ہوتی لیکن زہر سے کم بھی نہیں ہوتی۔ بس اسی طرح یہ زہر بھی میرے نصیب میں تھا جسے میں نگل چکی ہوں اب بس دیکھنا یہ ہے کے اسکا اثر کتنی دیر میں ہوتا ہے۔

سمپٹمز نظر آنے لگے ہیں زندگی رہتی ہے یا نہیں آ سکا
فیصلہ آنے والا وقت کرے گا۔

گوری رنگت کالی آنکھیں اور چٹھیا بندھے بالوں میں بھی وہ
کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔ دھوپ کی روشنی میں
آنکھوں کی رنگت اور آنکھیں اور بھی حسین لگ رہی
تھی۔

کوئی بیماری میں بھی اتنا خوبصورت کیسے لگ سکتا ہے؟

سوچا گیا۔

ولید بس اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن مناحل نے اسے نہیں
دیکھا۔

اسکی آواز پر چونکا۔

نہیں مجھے بس یہی پوچھنا تھا جس کا جواب اپ نے دے دیا۔

میں نے اپنا جواب نہیں دیا ولید۔

ابھی جو کہا؟

وہ میرا جواب نہیں تھا میری خواہش تھی کے کاش میں اپکو روک سکتی جو اس طرح آپکے سامنے آئی، رہی محبت کی بات تو مجھے محبت آپ سے تھی ہے اور ہمیشہ رہے گی، لیکن جو شدت تھی ناوہ ختم ہو گئی ہے۔ شدت پہلے ہی ختم ہو گئی تھی شاید؟

نہیں ولید ہمارے درمیان جب تک نکاح تھا وہ شدت تھی
لیکن اب صرف محبت کی وہ خالی جگہ رہ گئی ہے۔

نہیں مناحل وہ جگہ خالی نہیں ہے وہاں تمہارا وہ دوست
ہوگا جس سے تم نے اپنے رشتے، دکھ، درد اور تکلیف
بانٹیں ہونگے۔

مناحل مسکرا کے بس اسے دیکھتی رہی۔

میرا اور آپکا رشتہ تھا ولید لیکن میں نے کہا تھا نہ کے شک کا
بال رشتے میں آجائے تو سب کچھ برباد ہو جاتا ہے۔ بس
اس شک نے ہم دونوں کو بھی برباد کر دیا۔ آپکا نہیں پتہ
مجھے لیکن مجھے تو برباد کر دیا ہے۔ پھر سے میرا کسی پر یقین

کرنا اب ناممکن ہے چاہوں گی بھی ناتب بھی نہیں کر پاؤں گی۔

ولید بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ بات ختم ہوئی ولید جانے کو پلٹا ہی تھا کے مناحل نے پیچھے سے کہا۔

اپنی بیوی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا ولید وہ بہت ارمان کے ساتھ تمہارے نکاح میں آئی ہو گی بہت خواب دیکھیں ہونگے اس نے۔

جانتا ہوں میں۔

یہ سن کے مناحل نے نظریں نیچے کر لی پھر بولی۔

پھر تو یہ بھی جانتے ہونگے کے بغیر بات جانے الزام لگانا بھی

کچھ ہو تو اسے صفائی کا موقع ضرور دینا ڈائریکٹ شک کی عدالت میں کھڑا مت کرنا، کوئی بھی لڑکی اپنے شوہر سے شک عکسیپٹ نہیں کرتی کے ولید اللہ نا کریں ایسا کچھ ہو لیکن کیا کریں زندگی کا کچھ پتہ نہیں کب کونسی گلی موڑ جائے تو اگر ایسا کچھ ہو تو بیٹھ کے بات کرنا۔

ولید سنتا رہا پھر بولا۔

ہم بھی بات کر سکتے تھے مناحل۔

نہیں ولید ہمارا بات کرنے کا وقت نکل چکا تھا آپ نے مجھ سے صفائی مانگی تھی مجھ سے بات نہیں کی تھی، اور کسی بارے میں صفائی مانگنا اور بات کرنا بہت الگ ہوتا ہے

ولید سنتا رہا نظریں بیڈ پر بیٹھی اس لڑکی پر تھی تو کچھ مہینوں پہلے اسکے نکاح میں تھی۔ شاید کچھ ڈھونڈ رہا تھا اس میں لیکن وہ کہیں کھو سی گئی تھی۔

مناحل کے گھر آنے کے بعد دیکھنے میں تو سب کچھ نارمل تھا لیکن زبیدہ بانو کو اسکی فکر لگی ہوئی تھی اسکی بارات والے دن کے بعد سے مناحل اور انکے تعلقات شاید کمزور پڑ گئے تھے وہ اب اس پر اپنے فیصلے مسلّط نہیں کرتی تھی، پہلے کی طرح باتیں بھی نہیں ہوتی تھی اور ہسپتال سے آنے کے بعد تو وہ اس سے ملی بھی نہیں تھی۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ زبیدہ بانو پیچھے موڑی تو ہمیشہ کی طرح مناحل دروازے پر کھڑی تھی۔ وہیں کھڑی تھی اجازت کی منتظر۔

آجاؤں نانو؟

آجاؤ اجازت کیوں لیتی ہو؟

مجھے سکون ملتا ہے آپکی اجازت سے۔

سامنے آکے بیٹھی۔

کیسی طبیعت ہے اپکی؟

ٹھیک ہوں بلکل۔

ممم۔۔۔۔ میڈیسن لے رہی ہیں ناٹائم ہر کوئی لاپرواہی تو

نہیں سب کچھ ٹھیک ہے۔

خاموشی ہوئی۔

نانو۔۔۔!!

ھمم۔

خفا ہیں مجھ سے؟

سوال پر نگاہیں اٹھی۔

نہیں میں کیوں خفا ہو نگی۔

آپ آئی نہیں نا میرے پاس نا ہسپتال میں نا ہی میرے کمرے میں، ورنہ پہلے مجھے بخار بھی ہوتا تھا تو آپ بہت پریشان ہو جاتی تھی۔

نگاہیں زبیدہ بانو پر تھی لیکن وہاں سے کوئی جواب نہیں آیا۔ مناحل اب پنجوں کے بل زبیدہ بانو کے سامنے بیٹھی تھی انکے دونوں ہاتھ تھامے۔

نانو آپکی کوئی غلطی نہیں تھی۔ سب وقت کا قصور تھا، جو ہونا تھا ہو چکا ہے لیکن اب، اب مجھے آپکی ضرورت ہے بہت زیادہ آپکی بابا کی اماں کی آپ سب کی میں بہت کمزور پڑھ گئی ہوں اور مجھے کمزور نہیں ہونا مجھے مضبوط بنانے والے اپ لوگ ہیں اور مجھے آپ سب کا ساتھ چاہیے۔

زبیدہ بانو اسے دیکھ رہی تھی جو نیچے بیٹھی معصومیت سے کہہ رہی تھی۔

رخسار کو نرمی سے چھوتے ہوئے کہا۔

نگاہیں نیچے کی اور پھر گود میں سر رکھا تو آنکھوں سے آنسوں بہہ گئے۔

نانو کیا میں اتنی بری ہوں کے اگر صفائی نا دوں تو سزا میں محبت سے جدائی ملے گی؟

زبیدہ بانو اف کر کے رہ گئی۔ سیدھے ہاتھ اسکے نرم بالوں کو چھو رہیں تھے

نہیں میرا بچہ تم بہت اچھی ہو۔ بدنصیب ہے وہ جسکی وجہ سے تحفے میں تمہیں محبت سے جدائی ملی۔

آنکھیں بند ہوئی تو بہتے آنسوں ایک لڑی کی طرح آنکھوں

نانو سب ٹھیک ہو جائے گا نا؟

سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔

مجھے کیوں نہیں لگتا ایسا؟

مناحل ناامیدی کفر ہے۔

نا امید نہیں ہوں نانو، میں بس تھک چکی ہوں، امید ہے مجھے کے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

بلکل سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔

اسی طرح سر رکھی رہی کچھ دیر بعد بولی۔

آج میں آپکے پاس سو جاؤں؟

چہرہ اٹھا،

چہرے پر آئے آنسو کو صاف کرتے ہوئے کہا گیا۔

دونوں سونے کے لیے لیٹے۔ ایک چھوٹے بچے کی طرح زبیدہ بانو کے ساتھ لگ کر سوئی ایسا لگ رہا تھا کے اپنی پریشانی کو سکون میں تبدیل کرنے ان کے پاس آئی تھی۔ مناحل کے سر کے بالوں کو سہلاتی رہی کے وہ گہری نیند سو گئی، کسی چھوٹے بچے کی طرح بظاہر پر سکون لیکن دماغ ابھی بھی بے چین تھا۔

اپنی نانو کو معاف کر دو میرا بچہ میں سمجھ ہی نہیں پائی کے پوتے کی خوشی دیکھنے کے لیے میں نے نواسی کی بلی نہیں چڑھائی جاتی۔ تمہیں محبت تھی اس کم ظرف سے لیکن میں

مناحل کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا گیا آنسوں آنکھوں سے رواں تھے۔ درد، پچھتاوا، تکلیف سب تھا۔ مناحل کے سامنے اعتراف نہیں کر سکی لیکن اسے اس طرح سوتا دیکھ رہ نہیں سکی سب کچھ کہہ دیا گیا۔ صبح مناحل اٹھی تو دیکھا زبیدہ بانو اسکے برابر میں سوئی ہوئی ہیں انھیں سوتا دیکھ مسکرائی اور ماتھے پر پیار کیا۔ بستر سے اترنے لگی تو دیکھا کے اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا ہے یہ دیکھ کے اسے اپنی نانو پر پیار آیا آہستہ سے اپنے ہاتھ سے انکا ہاتھ الگ کرنا چاہا تو دیکھا وہ بلکل ٹھنڈی پڑی ہیں پھر اسے تھوڑی فکر ہوئی زبیدہ بانو کو جگانے کی کوشش شروع

نانو۔۔!! اٹھیں صبح ہو گئی ہے۔
کوئی حرکت نہیں ہوئی۔
نانو۔۔۔ نانو۔۔۔!! اماں بابا دیکھیں نانو کو کیا ہو گیا ہے۔۔
نانو پلیز اٹھیں۔
مناحل کی آواز پر سب کمرے میں آ گئے عمران صاحب آگے بڑھے جبکہ سمیہ وہیں پیچھے رک گئی۔
امی۔۔۔ امی۔۔۔ اٹھیں۔۔ ظفر بھائی دیکھیں۔
عمران صاحب کی آواز پر آگے بڑھے۔ مناحل وہیں بیٹھی رہی زبیدہ بانو کی نبض چیک کی پھر کانپتے ہوئے ہاتھ ناک تک لے کے گئی سانسیں چیک کرنے کے لیے۔۔

مناحل نے جلدی اٹھتے ہوئے کہا۔
میں ایمبولینس۔۔

نہیں ٹائم نہیں ہے میں گاڑی نکالتی ہوں آپ لوگ جلدی سے لے کر آئیں۔

نائٹ سوٹ میں ملبوس لڑکی بھاگ کے باہر گئی گاڑی سٹارٹ کی زبیدہ بانو پیچھے سمیہ کے ساتھ تھی آگے عمران صاحب بیٹھے تھے۔ باقی تمام لوگ دوسری گاڑی میں پیچھے پیچھے ائیں۔ مناحل نے اس سے پہلے کبھی اتنی تیز گاڑی نہیں چلائی تھی۔ دماغی حالت سے سب واقف تھے اور اب کی سیچیوشن اور یہ خاموشی عمران صاحب کو اور ہولا رہی

منا حل آہستہ چلاو۔

بابا ٹائم نہیں ہے۔

بغیر دیکھے کہا گیا آدھے گھنٹے کا راستہ پندرہ منٹ میں طے ہوا گاڑی گیٹ پر رکی بھاگ کر اسٹریچر لے کر آئی ہسپتال کے اسٹاف کی مدد سے اسٹریچر پر لیٹایا گیا ہسپتال کے اندر نہیں گئی کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی پارکنگ میں۔۔

اگر نانو کو کچھ۔۔۔ نہیں نہیں کل ہی انھوں نے کہا ہے کے وہ کبھی بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔

ایک گہری سانس لے کر گاڑی سے اتری ساری باتیں یاد کرتے ہوئے اندر آئی۔

ایک کنفیڈینس کے ساتھ پوچھا گیا۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں

ہو۔

ڈاکٹرز اندر ہی ہے مناحل۔

ھمم سب کچھ ٹھیک رہے گا۔

دروازے کے پاس جاہ کے کھڑی ہو گئی۔ڈاکٹرز باہر آئیں۔

کیسی طبیعت ہے اب اماں کی؟

عمران صاحب آگے بڑھے۔ مناحل نے کچھ کہا نہیں بس

خاموشی سے سنتی رہی۔

ٹھیک نہیں ہے۔

کیا ہوا ہے؟

ایسا نہیں ہو سکتا ڈاکٹر شی پرو مس می کے وہ کبھی بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔

مناحل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

مجھے ان سے ملنا ہے۔

ابھی نہیں۔۔۔

جملہ پورا کرنے نہیں دیا گیا

ابھی ڈاکٹر ابھی اور اسی وقت۔

ٹھیک ہے جائیں۔

مناحل کمرے میں داخل ہوئی تو دیکھا۔ ناک میں آکسیجن پائپ تھا ایک ہاتھ میں کینولہ اور دوسرے ہاتھ میں مشین

وائیرز تھی۔ مناحل چھوٹے قدموں کے ساتھ بیڈ کے قریب پہنچی کسی سوچ میں گم وہاں موجود اسٹول پر بیٹھ گئی۔

نانو؟ کیا کر رہی ہیں یہ آپ میرے ساتھ؟ کل ہی میں نے آپ سے کہا تھا مجھے آپکا ساتھ آپکا سپورٹ چاہیے اور آپ بیمار پڑھ گئی۔ کیوں؟ اٹھیں چلیں پلیز میں اپکو اس طرح نہیں دیکھ سکتی مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔

آنسوں نہیں آئیں۔ زبیدہ بانو ہوش میں آئیں شاید آخری بار۔ انھیں ہوش میں آتا دیکھ مناحل خوشی سے اپنی جگہ سے اٹھی ڈاکٹر کو بلانے کے لیے لیکن زبیدہ بانو نے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کرلی، گردن کو نفی میں ہلایا۔

نہیں منو۔۔۔ بیٹھو یہاں میرے پاس۔

بیٹھ گئی۔

نانو اپکو معلوم ہے ڈاکٹرز کہہ رہیں تھے کے آپکے بچنے کے چانسز صرف 10٪ ہے۔ مجھے معلوم تھا کے آپ میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گی۔

مناحل مجھے کچھ کہنا ہے تم سے۔

جی بولیں۔

مناحل قریب ہوئی۔

مجھے معاف کردو میرا بچہ۔۔۔

نانو۔۔!!

میں اپنے کیے فیصلے پر بہت شرمندہ ہوں مجھے ولید سے تمہارا نکاح نہیں کروانا چاہیے تھا۔

نانو بس خاموش ہو جائیں۔ ہماری اس بارے میں بات ہو چکی تھی نا پھر آپ کیوں یاد کر رہی ہیں؟

کیوں کے مجھے پچھتاوا ہے کے میں نے اپنے پوتے کو بسانے کے لیے اپنی نواسی کو اجاڑ دیا۔

آنکھوں کی کناروں سے پانی جھلک اٹھا۔

ششششش!!! نانو بس جو ہونا تھا ہو چکا آپ ٹھیک ہو جائے ہم اس بارے میں بات کریں گے لیکن اس کے لیے اپکو ٹھیک ہونا پڑے گا۔

حکم کریں اپ۔

شادی کر لو اپنی پسند سے۔

نانو۔

میں تمہیں اس طرح نہیں دیکھ سکتی۔

اچھا ٹھیک ہے آپ ٹھیک ہو جائیں میں کر لوں گی شادی۔

ہاتھوں کی ہھتیلی آگے کی گئ۔

وعدہ کرو۔

دونوں ہاتھوں سے اس کمزور ہاتھ کو تھام لیا گیا۔

وعدہ نانو پکا وعدہ آپ بس ٹھیک ہو جائیں مجھے بس آپ کا

ساتھ چاہیے باقی آپ جو بولیں گی کروں گی میں۔

اٹک اٹک کے کہا گیا۔

ڈاکٹر۔۔۔۔نانو میں ڈاکٹر کو بلا۔۔۔۔

اور اتنے میں سانسیں ختم ہوگئی۔

مناحل وہیں کھڑی رہ گئی اس پکڑے ہوئے ہاتھ کو دیکھتی رہی جس میں کچھ دیر پہلے جان تھی۔ اسکے آواز دینے سے ڈاکٹر آئیں چیک اپ کیا مناحل وہیں کھڑی سب تماشہ دیکھتی رہی۔ڈاکٹرز باہر گئیں

I am sorry..

بول کر آگے بڑھ گئے۔ زبیدہ بانو کا قصہ تمام ہوا پچھتاوا، دکھ درد تکلیف لیے وہ سکون کی نیند سوگئی۔ مناحل باہر

مناحل اس سے کچھ کہے بغیر آگے بڑھ گئی۔ چلتے چلتے ہسپتال سے باہر چلی گئی پارکنگ تک گئی عالیشبہ اسکے پیچھے آئی آوازیں دی۔

آپی۔۔۔رکو۔۔۔

لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں کوئی موجود ہی نہیں ہے عالیشبہ پیچھے گئی تو دیکھا گاڑی کے پاس کھڑی ہے۔ بھاگ کے اسکے پاس گئی۔

آپی۔۔۔ سنو میری بات۔۔

عالیشبہ دیکھو آج ایک اور محبت چھوڑ گئی مجھے۔

عالیشبہ یہ بات سن کر روک نا سکی خود کو۔

نہیں عالیشبہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے۔

آنکھوں میں آنسوں نہیں تھے بلکل ویران ندی کی طرح لگ رہی تھی۔

آپی کچھ بھی تمہاری وجہ نہیں ہوا ہے۔۔ نانو کی زندگی اتنی ہی تھی تم ہوش کرو بس۔

جس سے محبت کی، ساتھ رہنے کا کہا، ساتھ نبھانے کا وعدہ مانگا وہی شخص چھوڑ گیا مجھے۔۔ عالیشبہ میں زندہ کیوں ہوں؟ تمہیں معلوم ہے؟ مجھے لگتا ہے کے اللہ بھی خفا ہے مجھ سے لیکن میں تو ساری نمازیں پڑھتی ہوں جانے انجانے میں کی ہوئی گناہوں کی معافی بھی مانگتی ہوں تو پھر

پھر میرے مانگنے کا انداز ٹھیک نہیں ہے یا پھر میری دعاؤں میں کوئی کمی رہ گئی ہے شاید۔۔ سب کہتے ہیں کہ وہ خدا ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے اپنے بندوں کو اتنی تکلیف درد اور آزمائش دیتا ہے جتنا وہ برداشت کر سکتے ہیں لیکن عالیشبہ مجھ سے اب برداشت نہیں ہوتا مر جاونگی میں۔۔۔ یہاں یہاں درد ہو رہا ہے دماغ پھٹ رہا ہے عالیشبہ مجھے مار دو یا پھر میری موت کی دعا مانگو خدا کے لیے۔

آنکھوں میں وحشت تھی اتنی بے بسی تھی کے خود کے لیے موت مانگ رہی تھی دعائیں کروا رہی تھی۔ عالیشبہ نے کندھے سے اسے جھنجھوڑا۔

الفاظ کے پیچھے بے بسی تھی لیکن آنکھوں میں شاید غصہ یا تکلیف تھی

مناحل میری بات سنو آرام سے تحمل سے۔

ایسے سمجھانے کی کوشش کی گئی جیسے چھوٹے بچے کو بہلایا جاتا ہے۔

نانو نے اپنا وعدہ نہیں توڑا ہے مناحل وہ تمہارے ساتھ ہے بلکے اب ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔ تمہارا مورل سپورٹ بن کے۔

رکی آنکھوں میں آئیں آنسوں کو صاف کیا، مناحل کی طرف دیکھا لیکن ابھی بھی اسکی آنکھیں خالی تھی جملہ وہیں

تم اس طرح کروگی تو کیسے چلے گا سب ہاں نانو کو تکلیف ہو گی نا اور یہ سوچو اگر وہ تمہاری فکر نہیں کرتی تو اپنا آخری لمحہ تمہارے ساتھ نہیں گزارتی اپنے آخری وقت میں تمہارا ساتھ نہیں مانگتی۔

مناحل بس خاموشی سے سنتی رہی۔

اٹھو مناحل چلو اندر۔

مناحل کا فون بجا لیکن اس نے نہیں اٹھایا موبائل چھوڑ کے اندر چلی گئی عالیشبہ نے اسکا موبائل اٹھایا تو مریم کا نام آرہا تھا عالیشبہ کا دل بھر آیا فون اٹھا کر کانوں سے لگایا۔

کہاں ہو تم ہاں کب سے تمہیں فون کر رہی ہوں جب سے نکاح ہوا ہے تم تو عجیب ہی ہو گئی ہو نا کال ریسیو کرتی ہو نا ہی میسیج کا ریپلاے نام کے ہی بیسٹ فرینڈ رہ گئے ہیں ہم.

مریم آپی ۔۔ مم ۔۔ میں ہوں عالیشبہ ۔

مریم رکی۔

عالیشبہ کہاں ہے تمہاری بہن اسکا دماغ درست کرتی ہوں. کراچی سے کیا گئی اس نے بات کرنا ہی چھوڑ دیا ہے کوئی ریسپانس نہیں ہے دو زرا فون اسے ورنہ میں آتی ہوں پھر گھر۔

آپ گھر آجائیں آپی۔۔ مناحل کو بہت ضرورت ہے آپکی اس وقت بلکے اس کو آپکی پیچھلے ایک سال سے ضرورت تھی لیکن شاید اس نے اپکو تنگ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

عالیشبہ کیا ہوا ہے؟
پوچھنے کی دیر تھی کے سب کچھ بول دیا گیا میں آتی ہوں۔
مریم اپنی جگہ سے اٹھی کمرے میں گئی پیکنگ شروع کی کچھ کپڑے بیگ میں ڈالے سب کچھ دیکھا اور پھر ائیر پورٹ کے لیے نکل گئی۔

ولید کو اس بات کی خبر دانیال نے دی تھی اسے معلوم نہیں تھا اسلیئے زبیدہ بانو کا جنازہ ظہر کے بجائے اگلے دن رکھا

کے پانچ بجھ گئے سب کچھ ملا جلا کے وہ صبح نو بجے پہنچی ولید سات بجے پہنچ چکا تھا۔ مناحل کو اس طرح دیکھ کے مریم کے پیروں کے نیچے سے نکل گئی چھوٹے قدموں کے ساتھ مناحل کے پاس پہنچی اسکے ہاتھوں کو تھاما تو مناحل نے اسکی طرف دیکھا۔

مریم۔۔۔

الفاظ ادا ہوئے۔

مناحل کیوں نہیں بتایا سب کچھ ؟

کیا نہیں بتایا؟

نیم دراز حالت میں جواب دیا گیا۔

کچھ نہیں ہوا پچھلے ایک سال میں مریم جو کل ہوا ہے،
اصل دھوکا کل ملا ہے مجھے۔

کیا بول رہی ہو یہ؟

صحیح کہا ہے میں نے مریم۔

مناحل تم ٹھیک نہیں ہو۔

میں بلکل ٹھیک ہوں۔

خالی آنکھوں سے کہا گیا۔

کہاں سے ٹھیک ہو تم؟ دماغ ٹھیک ہے تمہارا نا ایک آنسوں بہاہے نا کسی سے بات کی ہے بس کب سے اس کونے میں بیٹھی ہو اور ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔

اتنے میں زبیدہ بیگم کا جنازہ آیا آخری دیدار کے لیے، مریم مناحل کے پاس آئی اسے اٹھایا اور باہر لے کے گئی عالیشبہ سمیہ کے ساتھ تھی لیکن نظریں مناحل پر ہی تھی۔ سب نے دیکھا اب مناحل کی باری تھی۔

دیکھ لو نانو کو۔

عمران صاحب نے کہا۔

بابا انھوں نے کہا تھا ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی لیکن یہ بھی چلی گئی۔۔۔

سکتہ ٹوٹا۔ انکھوں میں آنسوں کا ایک سیلاب امڈ آیا۔

گھوٹنو کے بل کھاٹ کے ساتھ بیٹھ گئی۔

نانو کیوں کیوں چلی گئی اپ؟ آپ بھی مجھے برداشت نہیں کر سکی نا؟ یا اللہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔

سفید کرتا شلوار میں ملبوس دانیال اپنی بہن کے پاس گیا مریم کو کندھوں سے ہٹایا۔

مناحل آپی۔۔۔

دانی۔۔۔ میں اتنی بری ہوں کیا سب چلے جاتے ہیں مجھے اس طرح بے یارو مددگار چھوڑ کر کیوں دانی کیوں۔۔۔

سینے سے لگائے رکھا۔ رو نہیں رہا تھا بس آنکھیں سرخ تھی گندمی رنگت تھی جو لال ہو رہی تھی۔

آپی دادو کو جانا ہو گا لے کر اب۔۔۔

ہاں آپی۔۔۔

آنکھوں کے اشارے سے اٹھانے کا کہا گیا سمیہ بیگم کو صبر آگیا تھا نڈھال سی ایک کونے میں بیٹھی اپنی ماں کو جاتا دیکھ رہی تھی۔

نانو۔۔۔۔نانو نہیں۔۔۔۔پلیز۔۔۔

اندر سے ہلا دینے والی چیخ تھی ولید کے قدم رک گئے تھے لیکن پیچھے موڑ کر دیکھنے کی ہمت نہیں تھی. دانیال دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ کے رکھا ہوا تھا سر پر موجود ڈوپٹہ سرک چکا تھا۔مریم کے حوالے کیا اور پیچھے پیچھے چلا گیا۔

جب مناحل کافی سنبھالی تو مریم اسکے پاس گئی۔ خاموشی میں بیٹھی لڑکی سر گھوٹنوں کے درمیان رکھے بستر پر بیٹھی تھی۔ مریم آئی آکے بیٹھی۔

مناحل۔

سر اٹھا۔ آنکھیں لال ہو رہی تھی۔

صبر کرو۔۔

وہی تو کر رہی ہوں پیچھلے ایک سال سے۔

نظریں سامنے بیٹھی مریم کی طرف کر لی۔

تمہیں معلوم ہے مریم میں ہمیشہ سے ہی ایک مضبوط اعصاب کی مالک رہی ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کے

گا پہلے ولید ظفر گیا، میری محبت گئی اور اب نانو۔۔ میں اپنی زندگی سے خوش نہیں ہوں بلکل بھی خوش نہیں ہوں لیکن پھر بھی جینا پڑھ رہا ہے پتہ نہیں کیوں چل رہی ہیں یہ سانس۔۔۔

مناحل۔۔

ہاں مریم واقعی۔

میں تم سے ایسے ملنا بلکل بھی نہیں چاہتی تھی۔

میں بھی یہ سب نہیں چاہتی تھی۔

خالی آنکھوں سے دیکھا گیا۔ دروازے پر کھڑا ولید مناحل کو دیکھتا رہا اسکی باتیں سنتا رہا۔

پتہ ہے مریم نانو نے لاسٹ ٹائم مجھ سے کیا کہا تھا۔ انھوں نے کہا تھا کے وہ میرا سپورٹ بنے گی میرا ساتھ دینگی کیوں کے مجھے انکی ضرورت تھی وعدہ کیا تھا انھوں نے مجھ سے۔

مسکرائی اور پھر۔

لیکن اس گھر میں وعدہ کر کے توڑنا عام سی بات ہے جانتی ہو نا تم۔ نانو نے بھی یہی کیا اور اور پتہ ہے انھوں نے مجھ سے کہا تھا کے وہ مجھے اس طرح نہیں دیکھ سکتی۔

Or she is in guilt you know what she apologized to me.

مجھے گناہ گار کر کے گئی ہیں وہ۔مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا۔ بہت مان تھا مجھے کے زبیدہ بانو ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گی لیکن، دیکھو آج میں یہاں اس گھر میں بلکل اکیلی ہوں محبت نہیں چاہت نہیں کوئی نہیں۔

پاگلوں کی طرح ہسنے لگی۔مریم یہ دیکھ کے اٹھی۔

موت تو برحق ہے نا مناحل؟

سوال پوچھا گیا لیکن وہ اسی طرح ہنستی رہی۔

مناحل خدا کا واسطہ ہے ہوش کرو بات سنو۔

یہی تو یہی تو مسئلہ ہے کے صرف میں سنتی رہوں۔پہلے ولید ظفر کے ناجائز الزام سنیں پھر طلاق کے وہ تین لفظ سنیں

سنی پھر انکی آخری خواہش سنی۔۔۔ مجھے ایک بات بتاؤ کیا میں انسان ہوں؟ کیا میرے اندر دل نہیں ہے؟ یا شاید دماغ نہیں ہے یا زبان نہیں ہے کوئی میری تکلیف کیوں نہیں سنتا؟ کوئی یہ کیوں نہیں سنتا کے میں کیا چاہتی ہوں؟

مریم بس روتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی ولید باہر کھڑا سب سن رہا تھا۔

مجھے معاف کر دو مناحل میں نے بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔

کہا گیا۔

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا مناحل تم بیٹھو آرام سے۔

کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا مریم کچھ بھی کبھی بھی ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔ ایک سال سے یہی ایک لائین بول بول کے میرا منہ تھک گیا ہے یہی لائن کہہ کہہ کر میں نے خود کو تسلی دی ہوئی تھی لیکن نہیں اب نہیں اب کچھ بھی ٹھیک نہیں ہو گا کبھی بھی۔ میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتی۔ اب بس بہت ہو گیا

سر کو دونوں ہاتھو سے تھام کے دبایا گیا جیسے ایک درد اٹھا ہو۔

آہ!

سنبھالو خود کو مناحل

مریم کے ہاتھوں میں تھی اب وہ۔ مریم نے اسے زمین پر لٹا دیا تھا۔ اسکا آدھا جسم اسکی گود میں تھا اور آدھا زمین پر نیم بے ہوشی میں بڑبڑا رہی تھی۔

مریم میں تھک چوکی ہوں اب بہت زیادہ تھک چکی ہوں۔ ولید کے دھوکے نے مجھے ادھ مرا کر دیا تھا لیکن نانو کے جانے کے بعد میں پوری طرح مر چکی ہوں۔ مجھے سکون نہیں ملتا کہیں مجھے سکون کی نیند سولا دو مریم مجھے سکون لا دو کہیں۔۔۔۔

جملہ پورا نا ہوا۔ نیم بے ہوشی پورے وجود پر طاری ہو گئی۔ مریم نے سب کو آواز دے کر بلایا، مناحل کی ناک سے

خون نکلتا دیکھ کے وہ پریشان ہو گئی۔ سب پہنچے اور سب سے پہلے ولید آیا۔

مناحل۔۔۔ مناحل اٹھو کیا ہو گیا ہے تمہیں۔

اٹھاؤ اٹھا کر بیڈ پر لیٹاوا سے ڈاکٹر کو بلاؤ کوئی۔

دانیال بھاگ کے باہر جاتا ہے ڈاکٹر کو فون کرتا ہے 10 منٹ میں ڈاکٹر آجاتے ہیں مناحل کا چیک اپ کیا۔

سیمٹمز اچھے نہیں ہیں درانی صاحب لیکن میں نے پھر بھی کچھ کہنے سے پہلے ٹیسٹ کروا لیے ہیں رپورٹس آنے تک میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

سیمٹمز اچھے نہیں ہیں مطلب؟

Means nose bleeding is not good for the patient that's it..

اس سے آگے میں رپورٹس آنے کے بعد ہی کہوں گا۔

پرسیپشن ریسپٹ آگے کرتے ہوئے کہا گیا۔

یہ ٹیسٹ ضروری ہے اور یہ میڈیسن پابندی سے دینی ہے باقی رپورٹس کے بعد دیکھتے ہیں کے کیا ہوتا ہے۔

ولید نے دونوں کاغذ پکڑے اور بھاگتا ہوا باہر گیا لیکن دانیال نے روک دیا۔

تمہارا کوئی حق نہیں ہے ولید۔

ہاتھ سے پرچہ لیتے ہوئے کہا گیا۔

مناحل میری بہن ہے اور میں باخوبی جانتا ہوں کے کیا کرنا ہے۔۔

دانی؟

نہیں ولید آج نہیں، میں بلکل بھی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں۔ فلحال میری بہن کو یہ میڈیسن چاہیے اور میرا فرض بنتا ہے لا کر دینا۔ آپ اپنی بیگم کے پاس جائیں۔ جا کر اپنی پیکنگ کھولیں۔ دادو کی دیت کی وجہ سے آپ لوگ صیحح سے گھوم پھر بھی نہیں سکے ہونگے جائیں جا کر آرام کریں اور بھابھی بھی آپکا انتظار کر رہی ہونگی۔

ولید وہیں کھڑا کا کھڑا رہ گیا یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا

زمہ دار نہیں ہیں بھائی اپکو اندازہ بھی نہیں ہے کہ

What you have done..

اس لڑکی کو اس مقام تک پہنچا دیا جو کبھی ایک بہادر نام سے جانی جاتی تھی، پتہ ہے کیا بھائی بہت بد قسمت ہو تم، لیکن اتنے ہی خوش قسمت بھی ہو۔ شادی ہو گئی ماشاءاللہ فیملی بھی ہو جائے گی لیکن مناحل تو لٹ گئی نا پچھلے ایک سال میں وہ جس قرب میں رہی ہے نا وہ میں نے دیکھا ہے عالیشبہ نے دیکھا ہے پل پل مری ہے وہ بچاری لیکن اس نے ایک لفظ نہیں کہا اور تم تم نے تو جیتے جی مار دیا اسے فیصلہ سنایا الزام لگایا اور چلے گئے نیا گھر بھی بسا لیا۔

لیکن یہ کہ جب تمہیں اصل حقیقت معلوم ہو گی تو بہت

پچھتاؤ گے تم ولید بہت پچھتاؤ گے۔

جو سچ تھا اسی بنیاد پر ختم ہوئی تھی شادی۔

تم مطمین تھے؟

دانیال کے اس سوال نے ولید کو خاموش کر دیا تھا۔

میرے بھائی باز اوقات جو دیکھتا ہے وہ ہوتا نہیں ہے۔

لیکن وہی تھا۔

خیر اب بہت دیر ہو گئی ہے تمہیں سمجھانے کا کوئی فائدہ

نہیں۔

آگے بڑھا پھر رکا موڑا اور کہا۔

اللہ سے دعا کرنا کے تمہیں بیٹی جیسی نعمت سے نا نوازے،
کیوں کے مکافات عمل بہت برا انتقام ہے۔

بول کے مڑا۔

دانیال واقعی؟

ہاں میرے بھائی واقعی کیوں کے میں تمہیں جانتا ہوں جس
تکلیف سے مناحل گزر رہی ہے تم اپنی بیٹی کو ایک دن بھی
اس تکلیف میں نہیں دیکھ سکو گے۔ کیوں کے مناحل
عمران جیسا حوصلہ نہیں ہے تم میں۔

جواب دے کے وہاں سے چلا گیا۔

ولید گھر سے باہر نکل گیا سڑک کنارے چلتے ہوئے وہ ساری باتیں یاد کر رہا تھا کہ کہاں غلط تھا کیا غلطی ہوئی اس

سے

رکا۔

کیا واقعی سب میری غلطی تھی؟ مجھے سمجھنے میں غلطی ہوئی سب مجھے ہی کیوں قصور وار سمجھ رہیں ہے کیوں؟ کوئی میری تکلیف کیوں نہیں دیکھ رہا؟ سب کو صرف منا حل ہی نظر کیوں آ رہی ہے۔ میری تکلیف کوئی کیوں نہیں دیکھ رہا میں بھی تو بکھر گیا ہوں پھر مجھے کوئی کیوں نہیں سمیٹ رہا۔

گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔ آنسوں سے بھری نگاہوں

آپ بھی مجھے معاف کیے بغیر چلی گئی دادو۔ مناحل اتنی عزیز تھی اور میں، میں کہاں ہوں؟

گردن جھکائے شکوے شکایت جاری تھے کے اتنے میں زین آگیا کندھوں پر ہاتھ رکھا

آئی ایم سوری ولید۔

ولید نے سر اٹھا کے دیکھا اپنے آنسوں صاف کیے۔

سو۔۔۔ سوری کیوں زین؟

کیوں کے سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے۔

ولید نے سوالیہ نظروں سے سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھا۔

تمہاری وجہ سے؟

ہاں ولید مجھے بلکل اندازہ نہیں تھا کے میرا کیا اس طرح اثر کرے گا۔۔۔ میں نے بہت غلط کیا تمہارے ساتھ مناحل کے ساتھ۔

غلط کیا؟ کیا کیا ہے تم نے؟

خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

بولو زین کیا کیا ہے تم نے ایسا؟

تمہارے اور مناحل کے درمیان غلط فہمی میں نے پیدا کی تھی۔

ولید یہ سن کر دو قدم پیچھے ہو گیا۔

کیا کہا تم نے؟

میں مناحل کو بچپن سے پسند کرتا تھا تم لوگوں کی شادی میں آنے سے پہلے میں نے سوچا تھا کہ میں عمران انکل سے رشتے کی بات کرونگا لیکن میں آیا تو تمہاری شادی میں آیا۔ لیکن کہتے ہیں نا کے محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے۔ میں نے کچھ نہیں سوچا بس تم دونوں کو الگ کرنے کے بارے میں سوچا۔

ولید کی طرف پیٹھ کیئے وہ اپنا گناہ اعتراف کر رہا تھا۔

پہلے میں نے مناحل کو تمہارے خلاف کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اسے اپنی محبت پر اتنا یقین تھا کے میں ہی ہار مان گیا۔ اسکی اس بات سے مجھے اندازہ ہوگیا کے لڑکیاں واقعی

چاہے محبت ہو یا نفرت پورے خلوص کے ساتھ نبھاتی ہیں۔

اب زین ولید کے بلکل سامنے کھڑا تھا جیسے اسکے جسم کا سارا خون خشک ہو گیا ہو۔

میں جانتا ہوں ولید تمہارے ساتھ بہت غلط کیا ہے میں نے لیکن تم سے زیادہ غلط مناحل کے ساتھ کیا ہے میں گناہ گار ہوں لیکن اسکا مجرم بن گیا ہوں۔ مال میں تمہیں اور مناحل کو جان بوجھ کر لے کے گیا تھا تا کہ اسے تمہارے خلاف کر سکوں۔ لیکن اس نے پلٹ کے مجھے خاموش کروا دیا تھا۔ مناحل کو اسٹرابیری سے الیرجی ہے یہ بات مجھے

پھر بھی تم نے اسے وہ شیک دیا؟

ہاں تاکہ تمہاری لاپرواہی کا احساس دلا سکوں۔ لیکن آئی پرومس مجھے اس بات کا اندازہ بلکل نہیں تھا کے اسکی حالت اتنی خراب ہو جائے گی

سر کو ہاتھوں کی ہتھیلی سے مارا پھر ساری باتیں یاد کر کے تلملا گیا اور جھپٹ کے دونوں ہاتھوں سے اسکے گریبان کو پکڑ لیا۔

ہم نے تم پر بھروسہ کیا، لیکن شاید؟ مناحل کو بلکل صحیح لگتا تھا کے تم صحیح انسان نہیں ہو۔ اس نے ہمیشہ مجھ سے کہا لیکن میں میرا دماغ خراب تھا کے اسکی بات نہیں سنی اور تم

کیسے ہوئی ہماری زندگی میں دخل دینے کی ہاں؟ تجھے معلوم تھا کے وہ نکاح میں ہے میرے پھر بھی یہ سب کیا؟ کیوں؟

اپنے آپ کو اسکا مجرم کہتے ہو اور میں میں کیا ہوں اسکا؟

گریبان چھوڑ کے پیچھے کی طرف دھکا دیا۔

میں نے تو جیتے جی مار دیا اسے بغیر کسی غلطی کے سزا دی اسے شادی کے دن تحفے میں اسے طلاق دے دی، اس نے تو ہمارے رشتے کو موقع دیا تھا لیکن میں نے ختم ہی کر دیا۔

بالوں کو دونوں ہاتھوں سے کھینچتے ہوئے کہا۔

ولید

دور رہ مجھ سے۔۔ میرے قریب آیا تو جان سے مار دونگا

مجھے معاف کر دو، میں اپنی محبت کے ہاتھوں مجبور تھا۔

محبت؟ محبت میں کوئی اتنی گری ہوئی حرکت کیسے کر سکتا ہے؟

زین خاموش ہو گیا اسکا یہ جملہ سن کے پھر کہا۔

میں نے تم سے زیادہ گری ہوئی حرکت کی ہے زین میں نے اپنی محبت میں دغابازی کی ہے، وفاداری کے نام پر فریب کیا ہے، کسی تیسرے کی بات میں آکے اپنے شریک حیات پر شک کیا، کیچڑ اچھالا ہے۔ سب کچھ برباد کر دیا میں نے سب کچھ ختم کر دیا۔ دادو دادو دیکھیں مجھے میرے کیے کی سزا مل گئی۔ دادو میں واقعی بہت غلط تھا۔ میں نے آپکی نواسی کو

اسے جیتے جی مار دیا۔ خود اپنے ہاتھوں سے اسے دھتکارا تھا ان آنکھوں سے اسے شک کی نگاہ سے دیکھا تھا اور اس زبان سے اسے خود سے ہمیشہ کے لیے الگ کر دیا تھا۔

خود کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا گیا۔ اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔

مجھے مناحل سے معافی مانگنی ہے۔۔

اگر سوچا بھی نا تو اچھا نہیں ہو گا یاد رکھنا میری بات ہمیشہ۔

بھاگتے ہوئے واپس گھر کی طرف مڑا۔ وہاں پہنچا تو مناحل تکیے کے سہارے ٹیک لگائے بیٹھی ہوئی تھی اسکے برابر میں عالیشبہ اور مریم دونوں اسے کھلانے کی کوشش کر رہی تھی

بیٹھی رہی ولید کو آتا دیکھا تب بھی کچھ نہیں کہا بس اسے دیکھا اور پھر نگاہیں پھیر لی عالیشبہ ولید کو دیکھ کے تلملا گئی۔

اپ یہاں کیوں آئیں ہیں؟ چلے جائیں یہاں سے اس سے پہلے۔۔۔

اور اسکے بعد مناحل نے عالیشبہ کا ہاتھ پکڑ لیا جیسے منع کرنا چاہتی ہو۔

مجھے بات کرنی ہے اکیلے میں

لیکن۔۔

عالیشبہ چلو۔

لیکن مریم آپی۔

مریم عالیشبہ کو کمرے سے باہر لے گئی۔

آپ نے انھیں روکا کیوں نہیں آپی کی اس حالت کے ذمہ دار وہی ہیں۔

میں جانتی ہوں عالیشبہ لیکن یہ بھی تو دیکھو کے مناحل نے اس کے لیے ریسپانس کیا، کرنے دو بات دیکھتے ہیں کہا رزلٹ نکلتا ہے۔

یہ بول کے دونوں وہاں سے چلے گئے۔

ولید بس اسے دیکھتا رہا اسکی حالت اسکے چہرے کی پیلاہٹ آنکھوں میں اداسی، ویرانی، لالی اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

مناحل!

کیسی ہو؟

کوئی جواب نہیں آیا بس اسے دیکھ رہی تھی۔

ایک بات بولوں۔۔؟ مانو گی؟

دیکھتی رہی۔۔ نم آنکھوں اسے اسکے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ کے بیٹھ گیا۔

میں جانتا ہوں مناحل میرے کیے ہوئے جرم کی معافی نہیں لیکن میں نے سنا ہے محبت کرنے والے کا دل بہت بڑا ہوتا ہے، وہ اپنی محبت کو معاف کر دیتا ہے۔ میں جانتا ہوں مناحل مجھ سے گناہ قبیرہ ہوا ہے، میں نے تمہیں تمہاری صفائی کا موقع تک نہیں دیا۔ نا ہی تمہاری بات سنی اس

جڑے ہوئے ہاتھ کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں آنسوں بھی تھے دونوں ہاتھوں کو ہونٹوں سے لگا کے معافی مانگ رہا تھا مناحل اسے اس طرح دیکھ کے پریشان نہیں ہوئی اسے معلوم تھا کہ ایک دن ایسا ہو گا لیکن اس وقت شاید کچھ کہنے کو نہیں ہو گا۔ وہ اپنی جگہ سے تھوڑی آگے کو ہوئی اسکے جڑے ہوئے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے تھاما اور نیچے کر دیا۔ ولید کو اسکے اس حرکت پے حیرانی ہوئی۔

آپ جانتے ہیں ولید پیچھلے ایک سال سے ایسا ایک دن بھی نہیں گزرا جب میں نے یہ نہیں سوچا کے اس دن میری غلطی کیا تھی؟ ایسی کونسی بات تھی جو میں نے آپ سے

چھپائی؟ ایسی کونسی بات تھی جسے چھپانے کی سزا میں آپ سے جدائی ملی؟

ولید اسکے ان تمام سوال کو سن کر شل سا بیٹھا رہا۔

مناحل..!

نہیں ولید آج جو بھی کہنا ہے مجھے کہنے دیں پتہ نہیں پھر کہہ پاؤں بھی یا نہیں۔

اپکو پتہ ہے آپ سے محبت میں نے بچپن سے کی ہے اور آج تک کرتی ہوں علیحدگی کے بعد بھی مجھے آپ سے نفرت نہیں ہوئی نا ہی بد گمانی ہوئی بلکے میں خود سے ناراض ہوگئی ہوں۔ سب اس دن کے حادثے کو اپنے اوپر لے

گئی۔ جب کے شاید اس دن کی وجہ میں تھی، میں اگر اپکو صفائی دے دیتی تو شاید ہم الگ نہیں ہوتے۔ لیکن میں صفائی کیوں دیتی، جب میری کوئی غلطی نہیں تھی ولید اور وہ جو فوٹوگراف تھی جس کی بنا پر مجھے وہ بہترین تحفہ ملا تھا اس میں زین تھا میرے ساتھ مجھے نہیں معلوم کے وہ فوٹوز کس نے لی تھی لیکن جس نے بھی لی تھی فوٹوز تھی بہت اچھی جس میں زین نہیں میں دکھ رہی تھی۔ خیر۔۔!!

وہ رکی۔

محبت میں شراکت داری دونوں طرف سے ہوتی ہے تو رشتہ آگے بڑھتا ہے ولید یک طرفہ کوشش سے رشتے

تھی مجھے کے تمہاری آنکھوں میں وہ محبت دکھتی کے جو ولید گدھے کی آنکھوں میں بھی ہے لیکن اسے ابھی احساس نہیں ہوا ہے۔

کہہ کر مسکرائی جس سے اس کی آنکھوں میں نمی بھی امڈ آئی۔

انھیں معلوم ہی نہیں تھا کے آپ نے شاید محبت کی ہی نہیں تھی مجھ سے۔

نہیں مناحل میں تم سے محبت کرتا تھا ہوں اور ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

نہیں ولید وہ محبت نہیں تھی محض وقتی اٹریکشن تھی۔ بات

نکاح کے تین لفظوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کے کسی غیر سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔۔

رکی، ولید خاموشی سے بس اسے دیکھ رہا تھا۔

اور اگر اپکو لگتا ہے کے طلاق کے بعد بھی آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو۔۔۔

تو...؟؟؟

تو آپ اپنی بیوی سے بے وفائی کرینگے اور میں نہیں چاہتی کے کوئی اور لڑکی طلاق کے تین بول سنے۔

مجھے معاف کر دو۔

میں نے اپکو ایک سال پہلے ہی معاف کر دیا تھا ولید۔

رک رک کے بیمار سی آواز میں کہا گیا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اپنی تکلیف چھپا رہی ہو۔

کیا ہوا کہیں تکلیف ہو رہی ہے۔

اسکے اس سوال پر ہلکا سا مسکرائی۔

محبت کی تھی ولید تکلیف جائز ہے۔

پیچھے کی طرف ہو رہی تھی اب خاموشی دونوں کے درمیان موجود تھی۔ ولید ابھی بھی مناحل کو ہی دیکھ رہا تھا۔ جو آنکھیں موندے تکلیف کم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔

اور کچھ کہنا ہے ولید؟

نہیں بس اتنا ہی کے خیال رکھنا اپنا۔

ولید جانے کو مڑا تو ایک درد بھری آواز میں پکارا گیا۔

ولید۔۔۔

ہاں۔

فوراً مڑا۔

نانو نے ہمارے نکاح والے دن کچھ باتیں کہی تھی۔

کیا۔؟

منو میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہوتے ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا اگر ایک کے لباس پر داغ آئے گا تو دوسرے کے لباس پر چھینٹے لازمی آئیں گی۔

رکی۔

کیا۔۔؟

میں نے کہا تھا میں وعدہ کرتی ہوں نا نو ایسا کبھی نہیں ہو گا۔

میں تو اپنا وعدہ نہیں نبھا سکی لیکن آج آپ مجھ سے وعدہ کریں آپ حیات کے لباس پر کبھی بھی کوئی داغ لگنے نہیں دیں گے۔۔

ہاتھ کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

تمہارے لباس پر داغ میری وجہ سے لگا ہے منا حل تم نے کوئی وعدہ خلافی نہیں کی۔

آپ مجھ سے وعدہ کریں۔

میں وعدہ کرتا ہوں ایسا کبھی بھی نہیں ہو گا۔

وعدہ لے لیا گیا۔ دروازے کے باہر کھڑی حیات ساری باتیں سن رہی تھی۔ سوچ رہی تھی کے کوئی لڑکی اپنی محبت سے کسی اور کا ہو جانے کا وعدہ کیسے لے سکتی ہے، اسکی عزت کی حفاظت کا وعدہ کیسے لے سکتی ہے؟ دونوں کے ہاتھ الگ ہو چکے تھے ولید اب جانے کو مڑا اور چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

ضبط کئے ہوئے آنسو بہنے کو تیار تھے۔ بستر سے اٹھی لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ دروازے تک گئی بند کیا اور وہیں بیٹھ گئی۔

میں ٹھیک نہیں ہو سکتی اب ولید کبھی بھی ٹھیک نہیں ہو

کسی اور کی دوا ہیں۔۔۔ کیوں خدا کیوں؟ بہت تکلیف میں ہوں میں مجھے آرام دے دیں میرے مالک۔۔

روتے ہوئے اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپا لیا۔

ولید کو احساس ہو گیا لیکن میری محبت تو آج بھی ادھوری رہ گئی۔

آنسوں درد، احساس سب بہے جا رہے تھے۔

لیکن مجھے ہمت کرنی ہو گی۔ سب کے لیے ایک بار پھر خود کو زندہ رکھنا ہو گا۔

چہرے کو صاف کرتے ہوئے کہا گیا وہاں سے اٹھی تو اچانک چکر آ گیا۔ مریم نے پیچھے سے دروازہ بجایا تو آدھ

کھولی آنکھ سے اس نے دروازے کی طرف دیکھا اور دروازہ کھولا پھر وہیں گر گئی مریم نے اسے پکڑا۔

منا حل کیا ہوا آنکھیں کھولو۔۔ منا۔۔۔

جملہ پورا نا کر سکی۔ مریم کی آواز سن کر سب آ گئے عمران صاحب کی طرف مڑی

اسے فورا ڈاکٹر کے پاس لے کے چلتے ہیں دیکھیں مسلہ خراب ہونے سے بہتر ہے کے پہلے دیکھا دیا جائے۔

گود میں اٹھایا اور باہر کی طرف لے گئے۔ ہسپتال پہنچنے تک اسکی حالت مزید بگڑ گئی سانس لینے میں دشواری شروع ہو گئی۔

عالیشبہ بس مناحل کو دیکھ رہی تھی جب اسے ایمرجنسی میں لے گئے تب وہ سمیہ کے پاس آئی۔

اماں آپی نہیں بچے گی۔

کیا کہا ہے تم نے اندازہ ہے اس بات کا؟

ہاں اماں اندازہ ہے ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے بھی اور ایک بہن ہونے کی حشیت سے بھی۔ اور سچ یہی ہے کے آپی جارہی ہے ہمیں چھوڑ کے کیوں کے اسکی برداشت ختم ہوگئی ہے۔ ہر دفعہ ٹھوکر لگتی ہے پر صرف ہماری وجہ سے کھڑی ہو جاتی ہے لیکن اس دفعہ کی تکلیف نا قابل برداشت ہے اسکے لیے سیدھے دل پر لگی ہے اسے وہ چوٹ اماں اسکا

سمیہ یہ سن کے تڑپ کے رہ گئی اور عالیشبہ کو گلے سے لگا لیا۔

نہیں میرا بچہ تمہاری آپی کو کچھ نہیں ہو گا دیکھنا بلکل ٹھیک ہو جائے گی ہمیشہ کی طرح پھر سے کھڑی ہو گی اور پھر ہم اسے کبھی گرنے نہیں دینگے۔

عالیشبہ نے بھی سمیہ کو زور سے پکڑ لیا۔

اماں میں آپی کے بغیر نہیں رہ سکتی ایسا کچھ سوچتی ہوں تو دل بند ہو جاتا ہے۔۔ اماں آپی واپس آئے گی اسے واپس آنا ہو گا کیوں کے اسکی ضرورت ہے مجھے آج ابھی اور ہمیشہ رہے گی۔

مریم اور عمران صاحب دور کھڑے سب دیکھ رہیں تھے۔
مریم کی آنکھیں بھی نم و سرخ تھی لیکن خود پر کافی حد تک قابو رکھا ہوا تھا۔

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا نا؟

انشاء اللہ انکل سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔۔ میری دوست فائیٹر ہے فائٹ کرے گی اور جیتے گی بھی۔

انشاء اللہ۔۔۔

ایمرجنسی وارڈ میں مناحل کو فوراً اوکسیجن ماسک لگا دیا گیا تاکہ سانس کی تکلیف میں کمی آئے مطلوبہ ٹیسٹ کے سیمپل لیے گئے۔

عمران صاحب مناحل کی کنڈیشن ٹھیک نہیں ہے شدید اسٹریس ہے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ اور مسلے بھی ہیں جو رپورٹس کے بعد پتہ چلے گی، دعا کریں اس کے لیے دعاؤں کی شدید ضرورت ہے اسے ابھی۔

تسلی دی گئی اور آگے بڑھ گئے۔

ٹیسٹ رپورٹس کا انتظار تھا اور مناحل کو ہوش بھی آ گیا تھا۔

کیا سوچ رہی ہو؟

ولید کے بارے میں.

کیوں؟

پتہ نہیں۔

مریم تکلیف نہیں ہوتی اب۔

پھر؟

ولید کی حالت دیکھ کر افسوس ہو رہا۔

کیوں کیا ہوا ولید کی حالت کو؟

پتہ نہیں لیکن معافی مانگی ہے انھوں نے۔۔۔

معافی؟

ہاں۔۔

اب کیا فائدہ معافی کا؟

معافی کا فائدہ ہوتا ہے مریم آج مانگو یا برسو بعد بے چینی سکون میں بدل جاتی ہے.

معافی مانگنے والا سکون میں آتا ہے نا؟ معافی دینے والے کا کیا؟

وہ پہلے ہی سکون میں ہوتا ہے

مریم اسے بغیر پلک جھپکائے دیکھ رہی تھی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟

کچھ نہیں بس سوچ رہی ہوں۔۔

کیا۔؟

یہی کے تم سکون میں کیوں نہیں ہو؟

کس نے کہا تم سے یہ؟

مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

بازاوقات آنکھیں جھوٹ بھی بولتی ہیں۔

مریم مسکرائی اسکی اس بات پر۔

نہیں مناحل آپ جھوٹ بول سکتے ہیں آنکھیں نہیں بولتی اور اس وقت تمہاری آنکھیں تمہارے لفظوں کا ساتھ بلکل بھی نہیں دے رہی۔

آنکھیں نیچے جھکالی گئی۔

میں نے واقعی ولید کو معاف کر دیا ہے مریم۔

میں نے یہ کب کہا کے تم نے معاف نہیں کیا؟ میں نے یہ کہا ہے کے کیا تم سکون میں ہو اسے معاف کرنے کے بعد؟

پتہ نہیں۔

میرا دماغ مطمئن ہے۔۔

اور دل؟

پتہ نہیں۔۔۔

جانتی ہوں دل اسلیئے مطمئن نہیں ہے کے فیصلہ اسکے حق میں نہیں ہوا نا۔۔۔ یہ دل ایسا ہی کرتا ہے۔

جانتی ہو مریم ولید میری پہلی محبت تھے اور آخری بھی۔

آخری کیوں؟ ابھی تمہارا نکاح ہو گا تو نکاح کی قبولیت کے ساتھ شوہر سے محبت ہو جائے گی۔

مناحل مسکرائی۔

نہیں محترمہ باقی کا نہیں معلوم مجھے لیکن سچ کہوں تو مجھے

چاہت تھے۔ لوگ چند سال ایک رشتے میں رہتے ہیں اسکے بعد اگر علیحدہ ہو جائے تو زندگی ختم کرنے تک کا فیصلہ کر لیتے ہیں، پھر یہاں تو بچپن کی بات ہے اور ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا جڑیں جتنی پرانی ہو گی درخت اتنا ہی مضبوط ہوتا ہے۔

لیکن پرانا درخت ایک طوفان سے اپنی جڑیں چھوڑ بھی دیتا ہے۔

مناحل یہ بات سن کے بہت ہسی اتنا ہسی کے آنکھوں میں پانی آگیا۔

یہ بات مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔

انگلی کے کنارے سے اپنے آئے ہوئے آنسوں صاف کر رہی تھی، اتنے میں عمران صاحب اور سمیہ کمرے میں آئیں۔

کیسی طبیعت ہے اب؟

ٹھیک ہوں بابا، مجھے اب یہاں نہیں رہنا گھر چلتے ہیں۔

چلتے ہیں ابھی بس رپورٹس آجائیں۔

اتنے میں زین اندر آتا ہے۔

انکل آپ مناحل کو لے کے گھر جائیں میں رپورٹس لے کے آتا ہوں ابھی مزید کچھ ٹائم لگے گا اور ڈاکٹر نے انھیں ڈسچارج کر دیا ہے تو آپ لوگ جائیں میں آتا ہوں لے کے

عمران صاحب نے سر کو اثبات میں ہلایا اور مناحل کو لے جانے لگے۔ مناحل رکی زین کی طرف دیکھا۔

رپورٹس میں جو بھی آئے سب کچھ بتائیں گے آپ مجھے اور آج ہی بتائیں گے۔

جیسے اسے معلوم ہو گیا تھا کے مسلہ خراب ہے یا شاید اسے سب کچھ معلوم تھا۔

ضرور۔

سب چلے گئے عالیشبہ زین کے ساتھ ہسپتال میں ہی تھی ساتھ دانیال بھی تھا

دانیال۔

سب کچھ ٹھیک ہو گا نا؟

ہاں سب کچھ ٹھیک ہو گا۔

لیکن ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے دیکھوں تو آپی ٹھیک نہیں ہے۔

وہ بلکل ٹھیک ہے عالیشبہ بس تھوڑا سا مسلہ ہے وہ بھی میڈیسن سے ٹھیک ہو جائے گا دیکھنا۔ زین بھائی ہے نا ساتھ وہ سنبھال لیں گے سب۔

عالیشبہ سر ہاتھوں میں گرائے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی۔

دانیال اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے

وہ دیکھو گڈ نیوز۔۔ زین بھائی رپورٹس لے کے آ رہے ہیں۔

عالیشبہ یہ بات سن کر برق رفتاری سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

کیا ہوا زین بھائی کیا کہا ڈاکٹر نے؟

ڈاکٹر نہیں ہیں چلے گئے ہیں کل کا کہا ہے۔

میں دیکھوں؟

زین نے جھٹ سے رپورٹ عالیشبہ کے سامنے کر دی ایک طرف زین تھا دوسری طرف دانیال تھا۔ درمیان میں عالیشبہ کھڑی زین کے ہاتھوں میں موجود رپورٹس دیکھ رہی تھی، دانیال نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کے اسے حوصلہ دیا۔

آنکھوں میں نمی جھلک آئی تھی، کانپتے ہوئے ہاتھوں سے اپنی بہن کی بیماری دریافت کرنے والی تھی۔ زین کے ہاتھوں سے رپورٹس لی تھوڑی دیر تک اس بند لفافے کو دیکھتی رہی آنکھیں بند کی تو آنسوں کے قطرے اسکے گال پر آگئے۔ دانیال نے آنسوں کے قطروں کو صاف کیا کھولو عالیشبہ مناحل کہتی ہے نا میری بہن بہت اسٹرانگ ہے وہ ہر مصیبت سے چٹکی بجاتے لڑ سکتی ہے۔

لیکن میں اپنی بہن کی موت سے نہیں لڑ سکتی دانیال۔

ایسا نہیں ہو گا تم کھولو۔

گہری سانس لی اور رپورٹس کے لفافے کو پھاڑ دیا۔ رپورٹ کے نیچے لفافہ تھا اور عالیشبہ کی نظریں مناحل کی رپورٹس پر تھی۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ صدمے کی حالت میں وہ دو قدم پیچھے ہوئی پیچھے موجود بینچ پر بیٹھ گئی۔ دونوں ہاتھ گود میں بے جان سے رکھے ہوئے تھے اور رپورٹس ان ہی ہاتھوں میں تھی۔ دانیال بھاگ کے اسکے پاس آیا۔

عالیشبہ کیا ہوا؟ کیا ہے رپورٹس میں؟

آپی؟

برین ٹیومر۔۔۔

زین وہیں کھڑا رہ گیا۔ دانیال نے عالیشبہ کو دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑا۔

ہوش میں ہو تم؟ تمہیں معلوم ہے تم نے کیا کہا ہے؟

ہاں دانیال میں ہوش میں ہوں ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

ایسا ہو گیا ہے دانیال میری بہن مر رہی ہے۔
آنسو سے بھری نگاہیں اب دانیال پر تھی۔
ایسا نہیں ہو گا ہم کل ڈاکٹر کو دکھائیں گے دیکھنا وہ صحیح بتائیں گے تمہارا ابھی ویسے بھی لاسٹ ائیر ہے اتنی سمجھ نہیں ہو گی تمہیں۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو لیکن کوئی فایدہ نہیں ہے لاسٹ اسٹیج واپسی کا کوئی چان۔۔۔۔

عالیشبہ پاگل نہیں بنو اٹھو گھر چلو۔

گھر چلوں کیسے جاؤں وہاں وہ انتظار میں ہے کے رپورٹس کیا آئیں ہیں بتانا ہے اسے۔

جھوٹ بول دینگے کے ڈاکٹر نہیں تھے کل پتہ چلے گا

دانیال وہ مجھے با آسانی پڑھ لیتی ہے۔ میرے بولنے سے پہلے سمجھ جاتی ہے کے میرے اندر کیا چل رہا ہے۔

ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی روبوٹ سے بات کر رہا ہو جو صرف سامنے دیکھ رہا ہے اور اسکے پوچھے ہوئے سوالوں

اٹھو عالیشبہ

کندھے سے پکڑ کے اٹھایا گیا۔

زین بھائی میں اسے گھر لے کے جا رہا ہوں آپ یہ رپورٹس اپنے پاس رکھیں اور کل ڈاکٹر کو دیکھائیں اور پھر مناحل کو بھی بتانا ہے۔

زین نے اثبات میں سر ہلایا۔ دانیال عالیشبہ کو بازوں سے پکڑے کھڑا رہا اور پھر اسی طرح لیے اسے باہر لے گیا جاتے جاتے بھی وہی الفاظ دہرا رہی تھی۔

کوئی فایدہ نہیں ہے۔۔ مناحل جا رہی ہے ہمیشہ کے لیے۔

اور دانیال اسے پکڑے چلا جا رہا تھا۔ زین بھی دونوں کے

سیٹ پر رپورٹس رکھی اور سو کی اسپیڈ سے لے گیا۔ رات کے پہر گاڑی کو روڈ پر بھا گا رہا تھا ایک گھنٹہ بھٹکنے کے بعد وہ سمندر کنارے پہنچا۔ گاڑی سے اترا اور چلتا ہوا آگے کی طرف آیا۔ بونٹ پر بیٹھا سوچ میں گم۔

سب میری وجہ سے ہوا ہے کیا؟ لیکن میں نے تو ایسا کچھ چاہا ہی نہیں تھا میں نے تو بس اس سے محبت کی تھی اسے چاہا تھا اسکا برا تو کبھی نہیں چاہا ہمیشہ اسکی خوشی چاہی۔

تیری غلط فہمی ہے یہ۔

چونک کے سامنے دیکھا تو اسکا سایہ اسکے بلکل سامنے کھڑا تھا۔

میں میں تمہارا ضمیر جو مر گیا تھا لیکن آج مجھے انا پڑا کیوں
کے آپ غلط فہمی کا شکار ہو رہیں تھے۔
میں غلط فہمی کا شکار کیوں ہونے لگا؟

کیوں کے آپ یہ سوچ رہیں ہیں کے یہ سب آپکی وجہ سے
نہیں ہوا۔۔

ہاں یہ سب میری وجہ سے نہیں ہوا۔
ہاہاہاہا۔۔۔ پھر غلطی پر ہیں آپ مسٹر زین یہ سب کچھ آپکی
وجہ سے ہوا ہے مناحل کی بیماری، ولید اور اسکی طلاق
دونوں کے درمیان غلط فہمی سب آپکی دین ہے اور وہ جس
بیماری میں مبتلا ہے اسکے ذمہ دار بھی تم ہو۔

کیا بکواس ہے میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔
ارے بس اب اور کتنا جھوٹ بولو گے خود سے دنیا سے
میری بات مانو تو اعتراف کرلو۔

جاؤ یہاں سے۔
وہی تو کیا ہے آج تک، لیکن آج جب موقع ملا ہے تو چاہتا
ہوں کے تمہارے اندر کا ضمیر جگاؤں لیکن شاید وہ ضمیر
پوری طرح مر چکا ہے۔
اور پھر اسکے سامنے موجود اسکا ہم شکل غائب ہو گیا۔
کیا واقعی میرا ضمیر مر چکا ہے؟ مناحل کی بیماری کی وجہ میں
ہوں؟ لیکن میں نے کبھی بھی اسکا برا نہیں چاہا ہمیشہ سے

ہے کسی کی بھی نہیں ہے نا میری نا ہی کسی اور کی۔۔۔ کیوں کیا میں نے ایسا اتنا اندھا کیسے بن گیا میں؟ خود اپنی محبت کی زندگی برباد کر دی میں نے۔

سر کو پیٹتے ہوئے کہا۔

باب نمبر:۰۹

دانیال اور عالیشبہ ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے لیکن یہ بات ابھی گھر والوں کو نہیں بتائی تھی بس مناحل کو دونوں کے بارے میں معلوم تھا۔ مناحل کی رپورٹس دیکھنے کے بعد عالیشبہ بری طرح ٹوٹ گئی تھی اور دوسری طرف اسکی بہن اپنی چھوٹی بہن کا گھر بسانے کا سوچ رہی تھی۔ زبیدہ

بیٹھی تھی۔ اپنے کمرے میں ہی تھی لیکن سب موجود تھے۔

آہستہ آہستہ سب جانے لگے جب عمران اور سمیہ اٹھے

چلیں بیٹا آپ ریسٹ کریں ہم بعد میں آتے ہیں۔

عمران صاحب نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

بابا مجھے آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔۔

کس حوالے سے؟

عالیشبہ کے حوالے سے۔

بولو۔

بیٹھیں آپ دونوں۔

پیچھے کی طرف بیٹھی لڑکی اب آگے ہو چکی تھی۔ عمران صاحب کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا ہوا تھا

بابا میں چاہتی ہوں عالیشبہ کا نکاح ہو جائے۔

عمران صاحب اور سمیہ دونوں اسے حیرت سے دیکھ رہیں تھے۔

کیا ہوا۔ بیٹا پہلے تمہاری شادی ہو گی۔

نہیں بابا میری شادی ہو گئی اب عالیشبہ کی باری ہے اور میں ابھی واقعی نہیں چاہتی شادی وغیرہ۔ عالیشبہ کی شادی کا وقت ہے ہمیں اسکے بارے میں سوچنا چاہیے۔

لیکن مناحل اسکا ایم بی بی ایس کا لاسٹ ائیر باقی ہے۔

اماں آپ شاید بھول رہی ہیں کے میرا اور ولید کا نکاح بھی ایسے ہی ہوا تھا ہماری پڑھائی مکمل نہیں ہوئی تھی۔

ٹھیک ہے مناحل آپ چاہتی ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں ابھی رشتے والی۔۔۔۔

نہیں بابا دانیال سے ہو گا عالیشبہ کا نکاح۔

عمران صاحب یہ سن کر دنگ رہ گئے۔ اکھڑے ہوئے لہجے میں کہنا شروع کیا۔

ایک بیٹی کی زندگی برباد کی ہے انکے گھر کے بیٹے نے دوسری کو نہیں بھیجنا چاہتا۔

پکڑے ہوئے ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہوئی۔

بابا وہ آپکی بڑی بیٹی کا نصیب تھا اور رہی بات دانیال اور عالیشبہ کی تو وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں شروع سے۔

تم اور ولید بھی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے نا نتیجہ کیا نکلا؟

اس دفع سمیہ نے کہا۔

نہیں اماں ہمارے رشتے کی پسند کچھ اور تھی اور انکے رشتے کی پسند کچھ اور ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو شروع سے پسند کرتے ہیں. جبکے ولید کو صرف میں پسند کرتی تھی انکو صرف مجھ سے وقتی لگاؤ ہوا تھا وہ بھی صرف نکاح کی

لیکن مناحل۔۔!!

بابا مجھ پر بھروسہ کریں دانیال عالیشبہ کو بہت خوش رکھے گا۔اس نے ہمیشہ اسکا ساتھ دیا ہے ہر اچھے برے وقت میں ناصرف اسکو، مجھے بھی بہت سپورٹ کیا ہے۔میرے خاطر اس نے اپنے بھائی سے تعلقات ختم کر لیے۔

رکی اور پھر وہیں سے جملہ جوڑا۔

بابا میں چاہتی ہوں ایسا ہو، میں نے آج تک آپ سے کچھ نہیں مانگا آج آپکی بیٹی اپنی چھوٹی بہن کی خوشیاں مانگ رہی ہے۔

عمران صاحب سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو

میں جانتا ہوں بیٹا تم کبھی بھی عالیشبہ کے لیے برا نہیں سوچ سکتی۔ خود کو بعد میں رکھ کے ہمیشہ اسکے لیے سوچا ہے تو آج کا فیصلہ بھی تم نے کچھ سوچ کے ہی کیا ہو گا۔ مجھے تمہاری اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے میں بس یہ چاہتا ہوں میری چھوٹی بیٹی کے ساتھ میرا یہ ٹکڑا بھی اچھی جگہ جائے۔

مناحل عمران صاحب کی بات سن کر مسکرائی۔

بابا آپ فکر نہیں کریں۔ آپکی یہ بیٹی بہت اچھی جگہ جانے والی ہے بہت صبر کیا ہے میں نے اور ہر صبر پر خدا کا شکر ادا کیا ہے وہ مجھے ایسے تو نہیں چھوڑے گا کسی بہترین جگہ سے

انشاء اللہ۔

مناحل کو معلوم نہیں تھا کے اس نے بات کیا کہی ہے کمرے کے باہر کھڑے دونوں نے اندر موجود تینوں کی باتیں سن لی تھی

دیکھو دانیال یہ جاتے جاتے بھی میرا ہی سوچ رہی ہے۔

آنسوں کا ایک ریلا اسکی آنکھوں سے بہا تھا.

سب کچھ ٹھیک رہے گا زین بھائی رپورٹس دیکھائیں گے نا ڈاکٹر کو سب کچھ بلکل ٹھیک رہے گا۔

کوئی جواب نہیں آیا۔

میں ہوں تمہارے ساتھ اور ہمیشہ رہوں گا۔

کیا مطلب کس حق سے؟ ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بہت اچھے دوست ہیں۔

دانیال میں مناحل جیسی زندگی نہیں گزار سکتی اس نے ایک سال جو سہا ہے نا میں ایک دن بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ ولید کو کسی اور کا ہوتے دیکھا ہے اس نے میں کبھی نہیں دیکھ سکتی۔

دانیال بس کھڑا سنتا رہا۔

آج مناحل اس حال میں اپنی اس برداشت کی وجہ سے ہے۔ دانیال اس دھوکے اس ٹوٹے اعتبار کی وجہ سے وہ خاموشی جو اس نے ایک سال تک اپنے اندر رکھی ہے وہ

کیے۔ اس کے وہ سارے شکوے شکایت اسکے دل کے کسی کونے میں دفن ہو گئے جو اب ہم چاہ کے بھی دوبارہ کھود کر نہیں نکال سکتے۔

عالیشبہ اپنی بات کہہ کر گردن جھکائے زمین کی طرف دیکھنے لگی۔ دانیال جو اسکے برابر میں بیٹھا تھا۔ اٹھ کے اسکے سامنے آگیا اور پنجوں کے بل بیٹھ گیا

میں جانتا ہوں عالیشبہ تم بہت پریشان ہو۔ لیکن بھروسہ رکھو سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔ اللہ ہے نا اس پر یقین رکھو وہ سب کچھ ٹھیک کر دے گا۔ مناحل نے بہت کچھ سہا ہے اسکا انجام یہ نہیں ہو گا دیکھ لینا۔

نہیں بس بیمار ہے دیکھنا ٹھیک ہو جائے گی۔

ہاتھوں سے چہرے کو پکڑتے ہوئے کہا گیا۔ چہرے پر آئے آنسو کو صاف کیا۔

تم نے سنا ناوہ ہمارے نکاح کی بات کر رہی تھی۔

ہاں میں نے سنا۔

توکیا سوچا پھر؟ ہاں کر دو گے؟

ہاں بلکل مناحل نے خواہش ظاہر کی ہے اور ویسے بھی میں سوچ رہا تھا اس بارے میں بات کروں۔ میری پڑھائی ختم ہو چکی ہے تمہارا ابھی لاسٹ ائیر ہے اور مناحل بھی چاہتی ہے۔

کچھ نہیں ہوا ہے اسے۔

آمین۔

آنکھیں بند کئے تازی ہوا اندر کھینچی۔

اگلی صبح زین سیدھا ڈاکٹر کے پاس گیا رپورٹس دیکھائی۔

مجھے شک تھا لیکن شک یقین میں اس طرح بدلے گا میں

نے سوچا نہیں تھا۔

کیا ہوا ڈاکٹر؟

مناحل کو برین ٹیومر ہے زین وہ بھی تھرڈ اسٹیج۔

زین کو عالیشبہ کی بتائی ہوئی بات یاد آئی۔

ایسا ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

ایسا ہی ہوا ہے۔۔۔ زین ہمیں جلد از جلد سرجری کرنی ہو گی ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

سرجری؟ ٹھیک ہے سرجری کے بعد تو وہ بلکل ٹھیک ہو جائے گی نا؟

کچھ کہہ نہیں سکتے؟

کیا مطلب کچھ کہہ نہیں سکتے؟

زین تھرڈ اسٹیج پر کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ ہم سرجری کا چانس بھی صرف اس لیے لے رہیں کیوں کے یہ ابھی شروعاتی اسٹیج ہے، جیسے جیسے ٹائم بڑھے گا کامپلیکیشن بڑھتی جائے گی۔

اوکے ڈاکٹر۔

زین رپورٹس لے کے وہاں سے اٹھ گیا سارے راستے سوچتا رہا کے گھر میں کیا بولے گا کے اتنے میں دانیال کی کال آگئی۔

ہاں دانیال میں بس ابھی۔

زین بھائی آپ ابھی گھر آئیں فورا۔

سب ٹھیک ہے دانیال مناحل ٹھیک ہے نا؟

ہاں ہاں سب ٹھیک ہے بس آپ گھر آئیں۔

اچھا آتا ہوں۔

پریشانی میں گاڑی چلاتے ہوئے وہ گھر پہنچا تو دیکھا کے وہاں

آئیں یار۔

ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا گیا۔

کیا ہو رہا ہے یہ؟

میرا اور عالیشبہ کا نکاح۔

نکاح؟

جی نکاح مناحل کی خواہش ہے۔

دانیال مجھے تمہیں کچھ بتانا ہے بہت ضروری ہے۔

بعد میں بھائی پہلے جائیں تیار ہوں میرے گواہ بنے ہیں آپ

اور پتہ نہیں یہ ولید کہا ہے اسے بھی بولا تھا تیار ہونے کو۔

ولید آیا ہے؟

لیکن منا حل؟

اس نے ہی بلوایا ہے۔

دانیال چلو میرے ساتھ ابھی اور اسی وقت۔

ارے یار زین۔

چلو ابھی۔

زین کو اس طرح کرتے دیکھ ولید بھی دونوں کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔

کیا ہوا ہے بھائی؟

میری بات غور سے سنو دانی۔

کیا بات بولیں۔

کیا ٹھیک کہہ رہی تھی؟

مناحل کو...!!

مناحل کو کیا؟

ولید کی آواز آئی۔

ہاں بھائی بولیں مناحل کو کیا ہوا ہے؟

مناحل کو برین ٹیومر ہے۔

ولید کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔

ٹیومر!!

ہاں۔۔ ٹیومر ڈاکٹر نے کہا ہے جلد از جلد سرجری کرنی ہے

ورنہ...

ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

مناحل۔۔۔

میں ابھی جاتا ہوں یہ سب روکتا ہوں۔

نہیں دانی۔۔۔رک جاؤ ابھی۔

لیکن کیوں؟

کیونکہ یہ اسکی خواہش ہے آج کی بات ہے بس اس کے بعد اسے لے کے چلیں گئیں ڈاکٹر کے پاس۔

مناحل کو یہ کیسے ہو سکتا ہے زین بھائی۔۔

دانی بی اسٹرانگ، کچھ نہیں ہو گا اسے دیکھنا۔

میں عالیشبہ کو کیا بولوں گا۔۔۔ کل سے وہ بہت ٹوٹی ہوئی

ابھی کچھ بھی مت کہنا اسے جو بھی بات ہو گی نکاح کے بعد ہو گی۔

چلو اب نیچے۔

ولید وہیں کھڑا رہا۔

مناحل کو ٹیومر؟

How is that possible?

ولید چلو۔

زین نے پیچھے سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

صدمے کی حالت میں نیچے آیا، دانی کی آنکھیں لال تھی لیکن اس نے کسی کو بتایا نہیں تھا کیوں ہو رہی ہیں عالیشبہ

نہیں چل رہا تھا کے نکاح رکوا دے لیکن مناحل کی شکل دیکھ کے رک گئی۔

دانیال ظفر ولید احمد ظفر آپکا نکاح عالیشبہ عمران ولد عمران درانی کے ساتھ حق مہر ایک لاکھ روپے سکئہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا اپکو اپنے نکاح میں قبول ہے؟

جی قبول ہے۔

ایک نظر عالیشبہ کو دیکھا جس کی نظریں اس پر ہی تھی پھر دوسرے ہی پل مناحل کو دیکھا جو ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

کیا اپ نے نکاح قبول کیا؟

جی قبول ہے۔

کیا اپکو قبول ہے؟

جی قبول ہے۔

دستخط کے لیے نکاح نامہ آگے بڑھایا گیا دستخط ہوئے اب عالیشبہ کی باری آئی۔

عالیشبہ عمران ولد عمران درانی آپکا نکاح دانیال ظفر ولد احمد ظفر حق ایک لاکھ روپے سکئہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپ نے اپنے نکاح میں قبول کیا؟

دانیال کی طرف دیکھ رہی تھی دانیال نے حوصلہ دینے والے انداز میں سر کو خم دیا۔

گھونگھٹ کے پیچھے سے آنسوں کا ایک ریلا بہے گیا لیکن کسی کو اصل حقیقت معلوم نہیں تھی وجہ کیا ہے سب نکاح کی وجہ سمجھ رہیں تھے۔ بھرائی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

قبول ہے۔

کیا اپکو قبول ہے؟

قبول ہے۔

کیا اپکو قبول ہے؟

قبول ہے۔

عمران صاحب نے نکاح نامہ آگے کیا تو مناحل نے اسے پین پکڑایا۔ مسکراتے ہوئے دیکھا۔ دستخط ہو گئے۔ مناحل

ارے پاگل کیا ہوا ہے؟ ابھی تو نکاح ہوا ہے بس رخصتی نہیں۔

I am sorry api..

عالیشبہ ششششش!! بس دانیال کیا سوچے گا، سارا میک اپ خراب ہو گیا بھوت لگ رہی ہو تم۔

ہنس کے کہا۔ الگ ہوئی ٹیشو پیپر سے آنکھوں کو صاف کیا دانیال اسکے سامنے بیٹھا ہوا تھا عالیشبہ کو دیکھ کے سمجھ گیا تھا کے اس طرح رونے کی وجہ نکاح نہیں تھا بلکہ مناحل تھی دانیال نے آنکھوں کے اشارے سے اسے تسلی دی دونوں کے درمیان سے پردہ ہٹا دیا گیا سامنے بیٹھا دانیال اب اسکے

رپورٹس کا کیا ہوا دانیال؟

کافی حد تک خود کو سنبھالتے ہوئے کہا گیا۔

ابھی اس بارے میں بات کرنا مناسب نہیں ہے بس آج کا دن بلکہ یہ تقریب پھر سب کچھ بتا دونگا۔

اتنے میں مناحل آگئی۔

سفید چوڑی دار اور انار کلی میں کافی خوبصورت لگ رہی تھی، لال ڈوپٹہ ایک کندھے پر موجود تھا جیسے وہ ٹھیک کرتے ہوئے قریب آئی۔

ارے صبر کرلو کتنی باتیں کرتے ہو۔

کیا اب تو او فیشلی حق ہے ہمارا۔

ہاں ہاں لیکن

لیکن ویکن چھوڑو، یہاں بیٹھو تم طبیعت ٹھیک نہیں ہے نا تمہاری آرام سے بیٹھو۔

عالیشبہ نے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

میں ٹھیک ہوں بلکل رکو کھانے کا انتظام دیکھنا ہے مجھے۔

آپی..!!!

عالیشبہ آتی ہوں نا بیٹھو تم۔

ہاتھ کی گرفت چھوڑا کے چلی گئ۔

دانیال مناحل کو بہت تیز بخار ہے۔

وہم ہو گا۔

اٹھی اور مناحل کے پیچھے پیچھے چل دی، گئی تو دیکھا کھانس

کھانس کے براحال ہے لیکن پھر بھی کاموں میں لگی ہے۔

اسکے سامنے جب کھانسی تو ہتھیلی پر خون کے نشان آ گئے

جسے دیکھ کر وہ پہلے حیران ہوئی اور پھر سامنے رکھے ٹیشو

باکس میں سے ٹیشو نکالے ہاتھ صاف کیا ٹیشو ڈسٹ بن میں

ڈالا اور کیچن سے باہر آ کے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش

کی۔

عالیشبہ وہیں کھڑی سارا تماشہ دیکھتی رہی اسکا شک اب

یقین میں بدل رہا تھا بس ایک قدم کی دوری تھی اور پھر

ایک زوردار چیخ کے ساتھ چلائی اور آگے بڑھی۔۔

اسکی آواز سن کے دانیال اسے دیکھنے لگا زین ولید سب بھاگے اسکی طرف۔

مناحل اٹھو کیا ہوا ہے پلیز اٹھو آنکھیں کھولو ہونٹوں کے کناروں پر خون کے دھبے ظاہر تھے۔

ولید آیا گود میں اٹھا کے گاڑی تک لے گیا عالیشبہ ولید اور دانیال ایک گاڑی میں گئے باقی سب پیچھے سے آئے۔

ایمرجنسی وارڈ میں لے جایا گیا۔

کیا ہو گیا میری بچی کو کیوں نہیں سنبھلتی اس کی طبیعت۔

پھوپھو عمران انکل مجھے کچھ بتانا ہے آپ لوگوں کو۔

عمران صاحب آگے بڑھے۔

وہ۔!

وہ کیا بتاؤ کیا بات کے۔

انکل مناحل ٹھیک نہیں ہے بلکل بھی ٹھیک نہیں ہے۔

کیا ہوا ہے بتاؤ۔

برین ٹیومر تھرڈ اسٹیج۔

عالیشبہ یہ سن کے وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی دانیال کی یہ بات سن کے اسکے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔

چھوٹے قدموں کے ساتھ دانیال کے پاس آئی دلہن کا جوڑا پہنے۔

مجھے کیوں نہیں بتایا دانیال؟

کیوں کے مجھے خود ابھی پتہ چلا تھا اور اسکے بعد مجھے موقع نہیں ملا۔

دیکھو کیا ہو گیا

عمران صاحب کھڑے سب کچھ سنتے رہے اور پھر کہا۔

ڈاکٹرز کیا کہتے ہیں؟

کہتے ہیں فوراً سرجری کرنی ہو گی ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

سرجری کے بعد تو...

نہیں انکل سرجری کے بعد بھی ڈاکٹرز کچھ کہہ نہیں سکتے۔

ایسے کیسے کچھ کہہ نہیں سکتے۔۔

اتنے میں ڈاکٹر باہر آئیں۔

دانیال جلد از جلد سرجری کرنی ہوگی ورنہ مناحل کا بچنا نا ممکن ہے۔

ہاں تو کریں نا سرجری کس بات کا انتظار ہے اپکو۔

دیکھیں عمران صاحب میں آپ سے کچھ چھپانا نہیں چاہتا میں جانتا ہوں آپ پریشان ہے لیکن میرا فرض ہے کے اپکو سچ سے آشنا رکھوں۔

بتائیں کیا بات ہے ڈاکٹر؟

Manahil is not well Mr imran

جس اسٹیج پر وہ کھڑی ہے وہاں پر سے واپس آنا بہت مشکل ہے۔۔۔

ڈاکٹر کی یہ بات سن کر سب سن سے ہو گئے کسی کی کچھ بولنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی یا شاید الفاظ نے ساتھ نا دیا۔

عمران صاحب آگے بڑھے۔

آپ میری بیٹی کو جانتے نہیں ہے شی اس آ فائٹر ہر جنگ سے باخوبی لڑنا جانتی ہے۔ پھر یہ تو بس معمولی سی بیماری ہے، دیکھئے گا کیسے جیت کے باہر آئے گی۔ آپ بس آپریشن کی تیاری کریں۔

انشااللہ لیکن ایک بات اور ہے اس سرجری کے بعد مناحل کی یاداشت جا سکتی ہے بھی اور نہیں بھی وقت کے ساتھ واپس آئے گی بھی یا نہیں کہنا مشکل ہے یا تو ماضی یا حال

بہتر ہے ڈاکٹر کے ماضی کی کڑوی یادیں اسکے ذہین سے مٹ جائیں۔ اسکی یہ حالت ہوئی ہی اسکے ماضی کی وجہ سے ہے۔

ولید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر میں ایک دفع آپی سے ملنا چاہوں گی۔

وہ ہوش میں۔۔۔

مجھے معلوم ہے کے وہ ہوش میں نہیں لیکن میں پھر بھی ملنا چاہوں گی۔

اوکے۔

عالیشبہ اندر آئی تو دیکھا ہاتھوں میں کینولہ لگا ہے کچھ دیر پہلے جو لڑکی خوشی خوشی اپنی بہن کے نکاح کے انتظامات

دیکھ رہی تھی اب وہ زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی ہے۔

مناحل کے پاس بیٹھی اسکے ہاتھ کو نرمی تھاما۔

کیا یار اس طرح کیوں؟ میں تھی نا تمہارے ساتھ اپنی تکلیف مجھ سے تو شیئر کرتی۔ کیوں خاموش رہ رہ کر اپنا یہ حال کرلیا۔ میں تمہیں اس حال میں نہیں دیکھ سکتی یار۔۔

ماتھے کو ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

کیا بتاتی کے کونسا لاوا پک رہا ہے میرے اندر۔

عالیشبہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔ جو کے ایک مطمئن نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

بتا کے تم سب کو بھی اس لاوے میں کیسے جلا سکتی تھی جب
کے مجھے معلوم تھا کے اس میں جلنے کے بعد کوئی بچتا نہیں۔

اسلیئے میں نے خود کو جلانا مناسب سمجھا۔

عالیشبہ اسے دیکھتی رہی۔

تم جانتی ہو تمہیں ہوا کیا ہے؟

ہاں جانتی ہوں برین ٹیومر تھرڈ اسٹیج۔

پر سکون لہجے میں کہا گیا، اور سامنے بیٹھی لڑکی اسے حیرانی
سے دیکھتی رہی۔

کب سے؟

پتا نہیں۔

ایک مہینہ پہلے۔

اور تم نے بتایا بھی نہیں۔

کیا بتاتی؟ یہی کے میں کس بیماری میں مبتلا ہوں میرا علاج کروایں۔ نہیں عالیشبہ میں سب کو پریشان کرنا نہیں چاہتی تھی۔

اور اب جو حال ہے تمہارا اسے دیکھ کر جو سب پریشان ہیں اسکا کیا؟

اسکا یہ کے یا تو میں بچ جاؤں گی یا پھر ایک پر سکون نیند سو جاؤں گی اور ویسے بھی تمہاری بہن بہت تھک چکی ہے اب سکون کی نیند سونا چاہتی ہے۔

اس طرح سونا چاہتی ہو کے کبھی جاگ ہی نا سکو؟ میرا سوچا

ہے؟ اماں بابا کا سوچا ہے؟

ہاں سوچا ہے جب ہی تو آج تک زندہ ہوں نہیں سوچتی تو

کب کی سو چکی ہوتی۔

ششششش.! بس بہت شکوے کر لیے اب میری بات غور

سے سنو۔

آپی۔۔۔

چپ عالیشبہ بس میری بات سنو۔

رکی جملہ وہیں سے جڑا۔

سرجری کے دوران یا اسکے بعد اگر مجھے کچھ ہو جائے تو سب

کینولہ لگا ہاتھ آگے بڑھایا۔ عالیشبہ بس اسے آنسو سے بھری نگاہوں سے دیکھتی رہی۔

وعدہ کرو عالیشبہ۔

نہیں یہ تمہارا کام ہے میرا نہیں اور تمہیں معلوم ہے میں کسی کے کام نہیں کرتی پھر چاہے وہ کام آپکا ہی کیوں نا ہو۔

جانتی ہوں لیکن میں تو اب نہیں ہوں نا اپنا سوچو اب بس گھر کی ساری زمہ داری اب میری چھوٹو سی بہن پر ہے اپنی بڑی بہن کی ذمہ داری لے گی اب۔

نہیں آپی ہرگز نہیں میں نہیں لونگی کیوں کے یہ تمہاری ذمہ داری ہے، اور میں جانتی ہوں تم اپنی ذمہ داری خوشی

جملہ آدھا ادا کیا اور پھر

ہمیں درد میں تکلیف چھوڑ کے تم خوشی جا پاؤ گی؟ سکون کی نیند سو پاؤ گی؟ ہمیں تکلیف میں دیکھ کے تمہیں چین ملے گا؟ بتاؤ مجھے تم اس طرح سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔

لیکن میں ہٹنا چاہتی ہوں اب۔

نہیں تم نہیں ہٹ سکتی۔

قدرت یہی چاہتی ہے۔

نہیں ایسا نہیں ہو گا۔

مجھے خوشی خوشی جانے دو۔

جانتی ہوں کے یہ سب ٹھیک نہیں ہے لیکن میں تھک چکی ہوں بہت زیادہ تھک گئی ہوں عالیشبہ اب اور نہیں سہا جاتا مجھ سے ہمت ختم ہو گئی ہے۔

ہمت ختم ہو گئی ہے؟ تم نا میری وہ بہن ہو ہی نہیں جو ایک با ہمت لڑکی تھی کسی بھی لڑائی سے ہار نا ماننے والی۔ تم وہ نہیں ہو، تم کوئی ایک تھکی ہوئی لڑکی لگ رہی ہو جو حالات کی ماری ہوئی ہے اور تھک ہار کے ایک مرض میں مبتلا ہو گئی ہے جس کا علاج بھی ممکن نہیں ہے۔

مناحل ہمت کر کے اٹھ کے بیٹھی تھوڑی آگے ہوئی عالیشبہ کا ہاتھ پکڑا۔

تمہاری بہن ایک باہمت لڑکی ہے عالیشبہ لیکن جس حالات سے میں گزری ہوں نا وہاں سے واپس آنا بہت مشکل ہے، لیکن تمہاری اس بہن نے بہت کوشش کی ہے اور ابھی تک کوشش کر رہی ہے ہمت ہاری نہیں لیکن شاید وقت کو رحم آگیا ہے۔

مناحل تمہیں کچھ نہیں ہو گا دیکھ لینا تم بلکل ٹھیک ہو جاؤ گی یہ تمہاری بہن کا وعدہ ہے تم سے۔

مناحل یہ بات سن کر مسکرائی۔

تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں۔

چلو تم آرام کرو میں ڈاکٹر سے بات کر کے آتی ہوں۔

یہ بول کے عالیشبہ اٹھی مناحل نے اسکی بات مانی۔ عالیشبہ کو جاتا دیکھ مناحل نے اسے پیچھے سے آواز دی

عالیشبہ اپنی اور دانیال کے رشتے میں کبھی بھی شک مت آنے دینا، یہ شک کا بیج بہت زہریلا ہوتا ہے، ایک دفع رشتے میں آجائے تو رشتے کی موت کے بعد ہی ختم ہوتا ہے۔

عالیشبہ یہ سن کے وہیں کھڑی رہ گئی پھر اسکی بات پر چونک کے سر کو اثبات میں ہلایا۔

میں کوشش کرونگی۔

کوشش نہیں یہ کرنا ہے ہر حال میں کیوں کے عالیشبہ

ہمارے جیسا ہے تم دونوں کا ساتھ اللہ نے طے کیا تھا جو کے ہمیشہ ساتھ رہے گا۔

مناحل تم دونوں کا ساتھ بھی اللہ نے ہی طے کیا تھا۔

ہاں بلکل لیکن اس ساتھ میں پائداری نہیں تھی بس۔

ویران آنکھیں زرد چہرے کے ساتھ کہا گیا۔

ھمم.

سر کو خم دے کے کمرے سے باہر نکل گئی ولید وہیں کھڑا ہوا تھا اسے اس طرح دیکھ کے آگے بڑھا۔

مناحل ٹھیک ہے نا؟

یہ سوال سن کے طیعش بھری نظر سے اسے دیکھا۔

ایسا نہیں بولو۔

حقیقت ہے جب ہی اپکو برا لگ رہا ہے ولید بھائی۔

عالیشبہ میں بہت پچھتا رہا ہوں اپنے کئے پر۔

دونوں ہاتھوں کو آپس میں باندھا اور چبھتی ہوئی نگاہوں سے ولید کی طرف دیکھا۔

واہ مسٹر ولید ظفر۔۔۔یہ بلکل ٹھیک ہے پہلے ایک انسان کو جیتے جی مار دو اور پھر پچھتاوے کا دیکھاوا کرو اور پھر بار بار اس انسان کے سامنے جا کے اسے پل پل مارو۔

عالیشبہ میں کبھی بھی مناحل کو اس طرح نہیں دیکھ سکتا نا ہی آج اور نا ہی کبھی۔

دیکھیں ولید بھائی میں ابھی ویسے ہی مناحل کی طبیعت کو لے کر بہت پریشان ہوں بہتر ہے تم بار بار آکر مجھے اپنی شکل مت دیکھاو۔

لیکن۔۔۔

لیکن کیا ہاں مجھے نہیں دیکھنی آپکی شکل نا ہی میں یہ چاہتی ہوں کے مناحل بھی دیکھے اپکو، جب جب اپکو دیکھتی اسکی زندگی اور کم ہو جاتی ہے۔۔۔

چباتے ہوئے الفاظ ادا کئے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کے وہ زندہ رہے تو اپنی شکل مت دیکھنا اسے پلیز۔

ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا گیا۔ ولید یہ سن کر وہیں کھڑا رہا لیکن وہ وہاں سے چلی گئی۔

تم لوگوں کو حقیقت کا تو پتہ ہی نہیں ہے کے میرے اس حرکت کے پیچھے کون تھا یہ پوری کہانی لکھی کس نے میں اور مناحل تو بس مہرے تھے جس کے ذریعے اس نے مناحل کو چھننے کی کوشش کی تھی مجھے سب کے نظر میں مجرم بنا دیا مناحل کو میری نظر میں گناہ گار بنا دیا کیا کروں میں اب کس کو بتاؤں کے میں مجرم نہیں ہوں مجھے مجرم دیکھایا گیا اور کہیں نا کہیں بنا بھی دیا گیا۔

دانیال اسکے بلکل پیچھے کھڑا سب سنتا رہا۔

ولید پیچھے مڑا بوکھلاہٹ میں دانیال کی طرف دیکھا۔

کس نے کہا یہ سب کرنے کے لیے؟

کسی نے نہیں۔

جھوٹ نہیں بولنا میں نے سب سن لیا بس اب بتاؤ تمہارے منہ سے حقیقت سننا چاہتا ہوں۔

حقیقت؟ کیسی حقیقت ہے جو بھی ہے سب کچھ سامنے ہے۔

دانیال آگے آیا۔ کندھے سے پکڑ کے اپنی طرف کیا۔

مسٹر ولید ظفر اپکو اندازہ بھی نہیں ہے کے کسی کو بچانے کے چکر میں تم نے خود کو کس مقام پر پہنچادیا ہے؟

مجھے بخوبی اندازہ ہے کے میں کس مقام پر ہوں دانیال۔
اپنا مقام تمہیں معلوم ہے اور ساتھ جڑے لوگوں کا مقام؟

کوئی جواب نہیں آیا۔

تمہارے اس دن کے فیصلے کی وجہ سے سب لوگ بکھر کے رہ گئے ولید،

دادو چلی گئی خاندانوں کے درمیان ایک کھچاؤ آگیا، اور اب مناحل بھی زندگی اور موت کے درمیان پہنچ گئی لیکن آپ اپکو کیا ان سب سے اپکو تو کوئی فرق پڑھتا ہی نہیں ہے پھر چاہے کوئی مرے یا جیئے۔

خاموش ہوا۔

ابھی تو مناحل مر رہی ہے پھر پھپھو کی باری اسی طرح انکل کی باری آئے گی اس طرح ایک ایک کر کے سب لوگ مر جائیں گے اور زندہ رہے گا تو صرف یہ۔

The most silence and egoistic person

Mr Waleed Zafar.

خاموشی سے سنتا رہا

کچھ بولو ولید خدا کا واسطہ ہے کچھ بولو

تنگ آکے بولنا شروع کیا۔

بولو۔۔۔ بولو۔۔۔ بولو ارے کیا بولوں میں ہاں کیا سننا ہے تمہیں بتاؤ مجھے کیا بتاؤں میں تمہیں؟ یہی کے اپنی شادی

یہ کے پچھتاوا کیا ہوتا ہے؟ یا پھر یہ کے مناحل کو قصوروار ٹھہرا کے کس سزا کا منتظر ہوں؟ یا پھر یہ بتاؤں کے ان سب کے پیچھے تھا کون؟

ان سب کے پیچھے کون تھا ولید؟ ایسا کونسا شخص تھا جو گناہ گار ہو کے بھی شریف بن کے گھوم رہا ہے؟ بتاؤ مجھے۔

کیا فائدہ دانیال؟ ان سب باتوں کا حقیقت جاننے کا، فیکٹ یہی رہے گا ناکے ولید ظفر نے مناحل عمران کو سب کے سامنے طلاق دی۔ فیکٹ تو یہی رہے گا نا کے ولید کو اگر کسی نے بہکایا بھی تو وہ بہک کیسے گیا۔ کسی نے اسے استعمال کیا تو وہ استعمال کیسے ہو گیا۔

میں مجرم ہوں مناحل کا دانیال سب کا مجرم ہوں تمہارا اور عالیشبہ کا بھی ہوں۔

دانیال ولید کے قریب آگیا اپنے دونوں ہاتھوں کو ولید کے چہرے پے رکھا۔

کسی کا مجرم نہیں ہے میرے بھائی بس ہمارا وقت تھا مجرم۔

ولید یہ سن کے مسکرایا اپنے دونوں ہاتھوں سے دانیال کا ہاتھ پکڑ کے چہرے سے ہٹایا

یہی تو ہمارا مسلہ ہے بھائی اپنے کئے کا سارا ملبہ ہم وقت پر ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ کے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس غلطی کا کرتا دھرتا کون ہے۔ اس نقصان کا ذمہ دار کون

ہے اس گناہ کا گناہ گار کون ہے، لیکن پھر بھی بچارہ وقت

مجرم اور سزا کا حق دار ٹھرا دیا جاتا ہے۔

دانیال سنتا رہا آگے آیا اور اسکا ہاتھ اٹھا کے اپنے سر پر رکھ

دیا۔

اگر مجھے زندہ اور خوش دیکھنا چاہتے ہو تو حقیقت پر سے پردہ

اٹھاؤ ولید ورنہ آگے کیا ہو گا اس بات کی ذمہ داری میں

نہیں لے سکتا۔

ولید کھڑا اسے دیکھتا رہا اپنا ہاتھ اسکے سر سے ہٹایا۔

چلتا ہوا تھوڑا آگے گیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

تمہیں معلوم ہے دانیال زندگی ایک ایسی کہانی جسے بیاں

نم آواز سے کہا گیا۔

میں نے تمہاری بہن کو سچے دل سے چاہا تھا بھائی بلکہ ابھی بھی چاہتا ہوں۔ حیات سے شادی کرنے کے بعد احساس ہوا ہے مجھے کے میں نے اسے اور خود کو سزا دی ہے، کسی اور کو سلگانے کے لیے میں نے ایک اور زندگی برباد کر دی۔ مناحل کو ناکردا گناہ کی سزا دی ہے اس بیچاری کو معلوم بھی نہیں تھا کے اسے تحفے میں طلاق ملے گی۔

گردن جھکائے بیٹھا شاید رو رہا تھا۔۔

میں تھک گیا ہوں دانیال مناحل کو اس حال میں دیکھتا ہوں تو خود کو کوستا ہوں اس وقت کو کوستا ہوں اپنے جذبات کو

کوستا ہوں اور اس انسان کو کوستا ہوں جس کی وجہ سے یہ سب ہوا۔

کون ہے وہ ولید؟

زین رضا۔

کون ہے؟

زین رضا۔

زین رضا؟ ولید نہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی تمہیں۔

ہاں دانیال زین رضا ہے۔ یہ سب کچھ اس نے ہی کیا ہے۔ مناحل کی ایلرجی سے لے کر ہماری طلاق تک کی پوری کہانی زین نے لکھی تھی۔ نا صرف لکھی اسے پایا تکمیل تک

بھکت رہے ہیں۔ بلکے تمام گھر والے بھکت رہے ہیں۔ اور اب جب سے حیات میری زندگی میں آئی ہے میں خود کو اسکا بھی گناہ گار سمجھتا ہوں میں نے اسکی زندگی بھی برباد کر دی ہے۔

زین بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟

کر سکتے نہیں ہیں کر دیا ہے، لیکن اس میں نا غلطی میری ہی ہے بھلے ہی سب سوچا اس نے کوشش کی اور کامیاب بھی ہو گیا لیکن میں میں ولید ظفر اسکی باتوں میں کیسے آگیا کیوں آیا۔ اس لڑکی پر شک کیسے کر لیا جو مجھے دلوں جاں سے چاہتی تھی آج سے نہیں بچپن سے، کیوں میں نے اسکی

جواب مانگا اسے راہ راست پر چھوڑ دیا سب کے سامنے اسکے نام سے جڑا اپنا نام الگ کر لیا۔

آنکھوں سے آنسوں راوں تھے ناک کو صاف کرتے ہوائے گردن اٹھائی لمبی سانس لی۔

مناحل کو یہاں تک پہچانے میں میرا ہاتھ ہے

یہ بول کر تھکے ہوئے انداز میں گردن دوبارہ جھکالی۔ دانیال قریب آیا اسکے برابر میں بیٹھ گیا۔

مناحل کو معلوم ہے یہ سب؟

خود کو سنبھالا آنسوں صاف کیا۔

نہیں اور میں چاہتا بھی نہیں ہوں اسے یہ سب پیچھلے ایک

معلوم ہو گا کے اسے یہاں تک پہچانے میں کچھ حد تک ہاتھ اسکا ہے تو اسکو رشتوں پر سے یقین اٹھ جائے گا۔

لیکن ولید زین کی اصلیت اسے بتانا ضروری ہے۔

نہیں دانیال جب کیچڑ پہنے ہوئے لباس پر پڑتی ہے تو ہم پاگل تھوڑی ہے کے اس گندے کپڑے کو صاف کپڑوں کے ساتھ رکھ کے ان پر بھی داغ لگائیں۔

دانیال سنتا رہا۔

عالیشبہ تم سے نفرت کرتی ہے ولید موم ڈیڈ بھی تمہیں اب پسند نہیں کرتے اب پھپھو کتنا چاہتی تھی تمہیں وہ بھی دور ہو گئی ہے تم سے۔

تم نہیں بتاؤ گے لیکن میں بتاؤ گا لیکن سب سے پہلے مناحل کو بتاؤ گا۔

ولید وہیں بیٹھا رہا کچھ نہیں کہا دانیال اٹھا اور چل دیا لیکن فایدہ کچھ نہیں ہو گا دانی دیکھ لینا۔

ہو گا ولید بہت مجرموں کی طرح جی لیا تم نے اب کسی اور کی باری ہے

کس کی باری ہے اب؟

تمہارے، ہمارے اور مناحل کے گناہ گار کی باری ہے اب۔

نہیں دانیال کوئی ضرورت نہیں ہے ایک انسان جب اپنے سر پر گناہ لیے جی رہا ہے تو دوسرے انسان کی زندگی برباد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

ولید تم کس کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو اسے جس کی وجہ سے تمہاری زندگی برباد ہو گئی، مناحل کو برباد کر دیا اس شخص کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو؟

کیوں کے مناحل یقین کرنے لگی ہے اس پر۔

پلٹا دانیال کی طرف دیکھا۔

سنو دانیال میں نہیں چاہتا کے مناحل کو اور تکلیف ہو، اس کو اگر یہ سب کچھ پتہ چلا تو اسکا بھروسہ ختم ہو جائے گا۔

دانیال نے آگے بڑھ کر اسکے جڑے ہوئے ہاتھ نیچے کئے وعدہ کرو کے تم یہ بات مناحل کو نہیں بتاؤ گے۔

ولید۔۔۔

اسکو اس طرح دیکھ اس سے رہا نا گیا سامنے کھڑے شخص کو گلے سے لگا لیا آنکھوں سے آنسوں رواں تھے، پیچھے کھڑی عالیشبہ نے دونوں کی ساری باتیں سن لی اور دم سادے کھڑی رہی۔

یہ سب کچھ زین کا کیا دھرا ہے اور میں ولید بھائی کو ذمہ دار ٹھراتی رہی۔ مجھے یہ سب کچھ مناحل کو بتانا ہو گا اسکا ضروری ہے یہ سب کچھ جاننا کہ جس گھٹیا انسان کو وہ اپنا

دوست سمجھ رہی ہے دراصل وہ ہی اصل مجرم ہے۔ مجھے

اسے سب کچھ بتانا ہو گا۔

مناحل کی وارڈ کی طرف بڑھی ہی تھی کے دانیال نے

بازوں سے پکڑ کے کھینچ لیا۔

کیا کرنے جا رہی تھی تم؟

مناحل کو سب کچھ بتانے اسکا سچ جاننا بہت ضروری ہے

دانیال۔

نہیں عالیشبہ ابھی نہیں۔

ابھی نہیں تو پھر کب؟

اسکی سرجری ہو جانے دو پہلے پھر۔

بازوں کو اسکی گرفت سے چھوڑوایا

تمہیں معلوم سرجری میں کیا ہو گا؟ مر جائے گی تو پھر کس کو بتاؤ گے؟

ابھی بتاؤ گی تو اسکا یقین مر جائے گا۔

مر جانے دو کم از کم وہ تو زندہ رہے گی۔

ولید نہیں چاہتا۔

I don't care.

وہاں سے آگے بڑھی رکی اور پیچھے مڑی۔

تمہیں میری بہن کا پتہ نہیں ہے دانیال جسے اپنی بیماری کا ہم سے پہلے معلوم تھا پھر تو یہ ایک چھوٹی سی بات ہے۔

ہاں اسنے ہمارا نکاح ہی صرف اس لیئے کروایا تاکہ اپنی زندگی میں ہمیں ایک ہوتا دیکھ سکے۔ اپنی مسکراہٹ کے پیچھے اپنی موت کے دن گن رہی تھی میری بہن اور میں مجھے معلوم ہی نہیں تھا۔

وہ ٹھیک ہو جائے گی۔

نہیں دانی وہ ہار چکی ہے آج کہہ دیا ہے اس نے اسکے لفظوں میں وہ تھکاوٹ وہ ہار تھی جو آج سے پہلے کبھی بھی محسوس نہیں کی تھی میں نے۔

اور تم اسے یہ بات بتا کر اور تھکانا چاہتی ہو؟

عالیشبہ خاموش ہوئی۔

میں ولید سے چھوٹا ہوں عالیشبہ لیکن میں نے اسکی آنکھوں میں وہ دکھ درد دیکھا ہے جو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آج میں نے اسے ایک بڑے بھائی کی طرح سنبھالا ہے اب تمہاری باری ہے۔

وہیں کرسی پر بیٹھ گئی دانیال قریب آیا۔

تم ایک بہت اچھی بہن ہو عالیشبہ لیکن آج چھوٹی بہن نہیں بڑی بہن ہونے کا فرض نبھاؤ مناحل کو سنبھالو اس سے پہلے وہ پوری طرح بکھر جائے۔

خالی نگاہوں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو کچھ دیر پہلے ہی اسکا ہمسفر بنا تھا پھر وہ مناحل کے پاس نہیں گئی۔

مسٹر عمران مناحل کی رپورٹس ٹھیک نہیں ہیں لیکن ہمیں سرجری کرنی ہوگی ہر حال میں ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

آپ سرجری کریں ڈاکٹر زندگی دینے والی ذات اوپر بیٹھی ہے۔

کنسنٹ فارم پر سائن کر دیا گیا۔

عمران صاحب اٹھے اور پھر سیدھا مناحل کے پاس گئے۔

بابا آئیں۔

انھیں دیکھ کے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

کیسا ہے میرا بچہ؟

بلکل ٹھیک ہوں بابا۔

رکے۔

معلوم ہے نا اج سرجری ہے اپکی۔

جی بابا۔

ہاتھ پکڑا۔

میں جانتا ہوں میرا بچہ بہت اسٹرانگ ہے کسی چیز سے نہیں ڈرتی لیکن بیٹے یہ سرجری کامپلیکیڈ ہے،

You have to be strong.

ولید کے بارے میں سوچنے سے بہتر ہے اپنے اس باپ کے بارے میں سوچنا جو آپریشن تھیٹر کے باہر تمہاری سلامتی کی امید لیے کھڑا ہو گا۔ اپنے اس باپ کو، اپنی ماں کو اور

جائے گی اب آپ ان پچیس سالوں میں، آج تک آپ نے ہمیں نہیں رلایا ان سالوں کے بجائے زندگی بھر کے آنسوں تو نہیں دیں گی نا آپ؟

مناحل سنتی رہی اس باپ کا چہرہ دیکھتی رہی جسکے چہرے پر فکر تھی خوف تھا کے کہیں اپنی بیٹی کو کھو نا دیں۔ مناحل نے عمران صاحب کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

بابا زندگی موت کا خدا کو معلوم ہے۔ ہمیں صرف جینے کی چاہ ہوتی ہے۔ آپکی بیٹی نے جب اپکو 25 سال نہیں رلایا تو مجھے خدا پر یقین ہے کے وہ آگے بھی اپکو میری وجہ سے رونے نہیں دیگا۔ مجھے یقین ہے کے وہ آپکے انتظار کو اداسی

ہی ملے گی۔ میں وعدہ نہیں کروں گی کے زندگی کے
درخت سے میرے نام کا پتہ گرتا ہے یا نہیں وہ اللہ پاک
جانتے ہیں۔ لیکن ہاں ہم نا امید پر ہی جیتے ہیں اور مجھے امید
ہے کے میں باہر ضرور آؤ گی اور ہاں میں بیٹی کس کی ہوں
مسٹر عمران درانی کی میرے لیے دعا کیجیے گا۔ جو میرے
لیے بہتر ہو۔ مجھے میرے رب پر پورا یقین ہے وہ کسی بھی
باپ کی دعا کبھی بھی رد نہیں کرے گا

انشاللہ۔۔

بس بابا آپ اسٹرانگ رہیے گا آپ میری طاقت ہیں بس
مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔

آپ کے بابا کل بھی اسٹرانگ تھے اور ابھی بھی اسٹرانگ رہیں گے۔

دونوں کی آنکھیں نم تھی پیچھے سے سمیہ بیگم اور عالیشبہ بھی آگئی۔

میں بلکل بھی نا امید نہیں ہوں دونوں سن لیں، آپکی بیٹی اور تمہاری بہن بہت اسٹرانگ ہے یہ بیماری کچھ نہیں بگاڑ سکتی میرا

ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

انشاء اللہ۔۔

دونوں گلے لگے۔

جی بابا۔

عالیشبہ۔

پیچھے مڑی۔

تھوڑی دیر کے لیے رک جاؤ۔

عمران صاحب نے اشارے سے رکنے کا کہا۔

دونوں باہر چلے گئے، دروازہ بند ہو گیا۔

کیا ہوا منا حل۔

مریم کو بلوا دو۔

کیا ہوا آپی؟

کچھ نہیں ہوا بس سر جری سے پہلے ملنا چاہتی ہوں.

اتنے میں مریم آجاتی ہے۔

میں اپکو ہی کال کرنے والی تھی۔

کیوں خیریت؟

ہاں آپی بلوا رہی تھی اپکو۔

کیا ہوا امنا حل۔

مریم۔۔۔

چلیں آپ دونوں باتیں کریں میں آتی ہوں۔

بول کر کمرے سے چلی گئی۔

کیا ہوا؟

مریم میں زندہ بچ جاؤں گی نا؟

مریم مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ اتنا خوف مجھے تب نہیں آیا تھا جب مجھے اسکا معلوم ہوا تھا لیکن آج جب سے بابا نے مجھ سے امید لگائی ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔

تب خوف اسلیئے نہیں تھا کیوں کے تم نا امید ہو گئی تھی، انکل کی چاہ کو دیکھ کے تم نے امید کا دامن دوبارہ پکڑا ہے اسلیئے تمہیں اب ڈر لگ رہا ہے، بٹ ٹرسٹ می سب کچھ ٹھیک ہو گا تم بس پر امید رہنا۔

مریم کے گلے لگی خود کو حوصلہ دیا۔ دوست تھی سب سے اچھی دوست غم میں خوشی میں ہر لمحہ ساتھ رہنے والی ساتھی جس نے مناحل کا مشکل وقت دیکھا اسکا ہنستا ہوا

ہوئی خود بھی تھی لیکن سامنے حوصلہ دینے کو تیار تھی۔ خود پر قابو ہے تا کہ وہ بے قابو نا ہو جائے۔ الگ ہوئے چہرے پر آئے آنسو انگلی کی پوروں سے صاف کیا۔

میں ہوں تمہارے ساتھ، تمہارے پاس۔

کبھی مت جانا مجھے چھوڑ کے کہیں بھی نہیں۔

کبھی نہیں اب تم آرام کرو۔

سر کو اثبات میں ہلایا۔

مریم بڑے بڑے قدموں کے ساتھ باہر نکل آئی۔ بھاگ کر اسکے کمرے سے دور گئی رکی سانس ایسے چل رہی تھی جیسے سانس بند ہو گیا ہو اسکا مریم کو اس طرح بھاگتا دیکھ

کیا ہوا آپی؟

وہ منا۔۔۔ مناحل۔

بلکل ٹھیک ہو جائے گی۔

لیکن۔

ڈونٹ وری آپی ہم دعا کریں گے میں روزہ بھی رکھوں گی اسکی سرجری کے بعد اللہ پاک ہماری ضرور سنیے گے دیکھ لیجیے گا۔

آنکھوں سے بہے آنسوں صاف کیے۔

ہم طاقت ہیں مناحل کی اسکے سامنے اس طرح کمزور نہیں پڑھ سکتے نا؟

پانچ بج گئے ڈاکٹرز سرجری کے لیے مناحل کو لینے آئیں۔
ولید بھی وہیں کھڑا تھا لیکن قریب نہیں آیا اس سے پوچھنا چاہتا تھا کے اتنی تکلیف اکیلے کیسے سہہ رہی تھی؟

کوری ڈور کے کونے پر ولید کو کھڑا دیکھ حیات بھی وہیں آگئی۔

کندھے پر ہاتھ رکھا تو چہرے پر آئے آنسوں فورا صاف کر کے پلٹا۔

ولید۔

حیات آپ یہاں؟

جی وہ مجھے آنٹی نے بتایا ہے مناحل کی سرجری ہے تو مجھے لگا

کے مجھے ہونا چاہیے یہاں آفٹر آل آپکی کزن ہے وہ اور

ایک زمانے میں بیوی تھی اپکی۔

کندھے پر سے ہاتھ ہٹایا۔

حیات وہ میری بیوی نہیں تھی صرف میری چاہت بھی تھی

اور وہ چاہت ابھی بھی ہے لیکن چاہت جتانے کا حق کھو بیٹھا

ہوں۔

حیات یہ سن کے اس کا ہاتھ نرمی سے تھام کے وہاں سے

باہر لے جاتی ہے

****

****

****

عمران صاحب ملے مناحل سے باقی سب بھی ملیں۔

ڈونٹ وری میں بلکل صیحح واپس اونگی۔

انشاء اللہ۔

ظفر صاحب دور کھڑے دیکھ رہے تھے مناحل نے انھیں پکارا۔

آپ اپنی بیٹی کو دعا نہیں دینگے؟

ظفر صاحب قریب آئیں انھیں اس طرح پکارنے سے

میری دعائیں ہمیشہ اپنی بیٹی کے ساتھ ہیں لیکن تمہارے تایا شرمندہ ہیں اپنے بیٹے کے کیے پر میں خود کو قصوروار ٹھہراتا ہو بیٹا اپنے تایا کو معاف کر دو۔

تایا کیا کر رہیں ہیں یہ آپ؟ ایک جنگ کے لیے جب کوئی جاتا ہے تو اسے خوشی خوشی بھیجتے ہیں اس طرح نہیں اور ویسے بھی آپ کہتے ہیں نا کے گزرا ہوا وقت سارے زخم بھر دیتا ہے آپکی بیٹی کے زخم بھی بھر جائیں گے بس آپ اس طرح نہیں کریں حوصلہ دیں۔

آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔

اور ویسے بھی میرے ساتھ دوست سے لے کر سب گھر

بلکل۔

چلیں اب ہنس کر مجھے فی امان اللہ کہیں۔

مریم کا ہاتھ ضرور سے تھامے رکھا ٹھیٹر کے باہر پہنچ کر گلے ملی

See you soon

گرفت مضبوط ہوئی۔

Inshallah be strong..

الگ ہوئی آپس میں سر ہلایا اندر چلی گئی آپریشن شروع ہوا سب کی دعائیں ساتھ تھی ولید اندر آیا۔

* *

* *

* * * * * * * * * * * * * * * *

حیات ولید کو ہسپتال سے باہر لے گئی پکڑا ہوا ہاتھ چھوڑا۔

یہاں کیوں لے کے آئی ہو؟ اندر سرجری کے لیے ڈاکٹر آنے والے ہی۔

I have to be there.

کیوں کس حثیت سے اپکو وہاں ہونا چاہیے؟ مناحل کے گھر والے وہاں موجود ہے ایون کے آپکی فیملی بھی وہاں ہے پھر اپکو کیوں ہونا ہے وہاں؟

کیا حیات؟

آج مجھے بتا دیں ولید ایک ایسا رشتہ جو آپ میں اور مناحل کے درمیان ہو سوائے اس ٹوٹے ہوئے نکاح کے.

ولید خاموش رہا۔

ہمارے نکاح کے دن آپ مجھے وہیں چھوڑ کے چلے گئے میں نے کوئی گلہ نہیں کیا ہمیشہ میرے اوپر مناحل کو فوقیت دی میں نے کچھ نہیں کہا لیکن آج مجھے جواب چاہیے۔

کیسا جواب۔

کیا ہے آپ دونوں کے درمیان؟ کیا طلاق دے کر پچھتا رہے ہیں اپ؟ کہیں دوبارہ تو محبت نہیں ہو گئی ہے اپکو اس

ولید ابھی بھی خاموش تھا۔

ٹھیک ہے ولید آپکی اس خاموشی کو میں ہاں سمجھتی ہوں۔

کیا لڑکی ہے وہ ہاں کیسی لڑکی ہے جو طلاق کے بعد بھی آپ سے رشتے میں ہے۔ معلوم ہے آپ کسی اور کے شوہر ہیں پھر بھی آپ سے چکر چلا رہی ہے

حیات بس ایک اور الفاظ منہ سے مت نکالنا۔

انگلی کے اشارے سے کہا۔

کیوں نا کہوں کچھ ہاں تکلیف ہو رہی ہے؟ یہاں تکلیف ہو رہی ہے؟

سینے پر انگلی مارتے ہوئے کہا

تمہیں معلوم ہے ہمارے درمیان کیا ہے؟ تو سنو ہمارے درمیان رنجشیں ہیں، ہمارے درمیان غلط فہمیاں ہیں۔

نہیں ولید آپ دونوں کے درمیان ان دیکھی محبت ہے۔

ہاں ہے لیکن وہ ہمیشہ مناحل کی طرف سے رہی ہے میری طرف سے تو اسے محبت کے نام پر صرف تکلیف ملی ہے۔ ایسی تکلیف جو تم اور میں برداشت بھی نہیں کر سکتے۔ اس تکلیف کے بارے میں اگر میں ایک فیصد بھی سوچتا ہوں تو میری روح کانپ اٹھتی ہے پھر تو اس نے یہ سب کچھ سہا ہے۔

جب آپ اسکے ساتھ ایسا کر رہے تھے تب روح نہیں کانپی آپکی؟ تب اپکو خیال نہیں آیا کے اپکو بھی محبت ہے اس سے؟ وہ تین الفاظ بولتے ہوئے زبان نہیں لڑکھڑائی اپکی؟

ولید مسکرا کر اسکی طرف پلٹا۔

جب دغا بازی اور فریب کی پٹی آنکھوں پر بندھ جاتی ہے نا تب کچھ نظر نہیں آتا، اس وقت سامنے والا مجرم نظر آتا اور اسے زندگی بھر کے لیے سزا سنانے کو کھڑے ہوتے ہیں۔

ایسی سزا جو سزائے موت سے بھی بدترین ہوتی ہے۔

حیات نے اسکا جملہ پورا کیا۔

ہاں وہ زندہ تھی لیکن وہ ایک سال اس نے صرف سانس لی ہے۔ تمہیں معلوم ہے اس نے مجھ سے جتنی محبت کی ہے نا اسکا دو فیصد بھی میں نے نہیں کی میں کر بھی نہیں سکتا تھا، اسکی سچائی اسکی پاکیزگی اسکی آنکھوں سے صاف ظاہر ہے۔ وہ اگر مجھ سے بات کرتی ہے تو طلاق کے بعد بھی اپنی محبت چھپا نہیں پاتی۔

حیات آگے آئی۔

اسے حقیقت بتادیں ولید.

حقیقت؟ کیسی حقیقت؟

وہ ہی حقیقت جو آپ نے دفن کر رکھا ہے اس غلط فہمی کی

کو وہ گناہ گار سمجھ رہی ہے دراصل وہ مجرم نہیں اور جسے دوست سمجھ رہی ہے وہ ہے مجرم۔

تمہیں کس نے بتایا یہ؟

آپکی نظروں نے، ولید نکاح کے بعد محبت ہو جاتی ہے یہ سنا تھا میں نے لیکن آج دیکھ بھی لیا، خیر آپ جائیں اسکی سرجری سے پہلے اسے ساری حقیقت بتا دیں۔

نہیں حیات اگر ایسا ہوا تو اسکا بھروسہ اٹھ جائے گا سب سے دوستی سے بھی وہ زین کو اچھا دوست مانتی ہے.

ایسا دوست ہونے سے بہتر ہے نا ہو۔ جائیں ولید ساری غلط فہمی دور کر کے اسے جنگ پر بھیجیں ضروری ہے یہ۔

گناہ گار میں بھی ہوں اسکا حیات اس لیے میں کوئی صفائی دینے کا حق نہیں رکھتا اور ویسے بھی میں اسے یہ موت نہیں مار سکتا۔

Waleed do you still love her?

وہ سوال آیا جس کی امید نہیں تھی، دیکھتا رہا۔

Answer me Waleed do you still love her?

اثبات میں سر ہلایا۔

بس جائیں پھر اور جا کے اس سے معافی مانگے اپنے کیے کی اور سب کچھ بتا دیں

ولید کھڑا دیکھتا رہا اور پھر اندر گیا وہ اندر پہنچا تو پتہ چلا اسے سرجری کے لیے لے جا چکے ہے۔ دانیال اسے اس طرح دیکھ قریب آیا

سب کچھ ٹھیک رہے گا دیکھنا

انشاءاللہ۔

سرجری کے دوران سب وہیں رہتے ہیں ولید الگ تھلگ دور بیٹھا سر ہاتھوں میں گرائے ہوئے تھا۔ تب ہی عالیشبہ چھوٹے قدموں کے ساتھ اسکے پاس پہنچی اور دونوں ہاتھوں کو پکڑتی ہے۔

ولید بھائی۔

نم آنکھوں سے اسکی طرف دیکھ کر کہتی ہے۔ ولید خشک نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتا ہے۔

سب کچھ ٹھیک ہو گا نا اندر؟

ہاں میں سر ہلاتے ہوئے سامنے بیٹھی اپنی بہن کے آنسوں صاف کرتا ہے.

سب کچھ ٹھیک رہے گا دیکھنا تمہاری جو آپی ہے نا وہ فائٹر ہے ہارنا سیکھا ہی نہیں ہے اس نے ہر چیز میں ہمیشہ جیتی ہے پھر چاہے تکلیف ہی کیوں نا ہو۔ ہر حالات کو ہرا کر آگے بڑھی ہے پھر تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ سب ٹھیک رہے گا اسے ٹھیک ہونا پڑے گا ہر حال میں۔

پھر آواز دیتی ہے۔

اپنی اس بہن کو معاف کر دیں۔

ہاتھ جوڑ کے کہتی ہے۔

بہن کے آنسوں کو دکھ بھائی کی تکلیف کو نظر انداز کر دیا تھا میں نے بھائی مجھے معاف کر دیں۔ مناحل کو تکلیف میں دیکھ کے میں بھول گئی تھی کہ آپ بھی تو تکلیف سے گزرے ہونگے۔

ولید جلدی سے اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کے نفی میں سر ہلاتا ہے۔

نہیں میرا بچہ نہیں میں نے جو کیا تھا اس پر تمہارا ری ایکشن

میں آکر تمہاری بہن کی وفاداری پر شک کیا اس سے وہ سوال کیے جس کے کوئی معنی نہیں تھے۔

مناحل ٹھیک ہو گی نا؟

بلکل ٹھیک ہو جائے گی میرا بچہ۔

گلے لگاتے ہوئے کہا۔ دور کھڑا دانیال سارا منظر دیکھ کر مسکرا رہا تھا اور دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا۔

یا اللہ تیرا شکر ہے کے ان دونوں بہن بھائی کے درمیان سے غلط فہمی ختم ہوئی۔ ایک پریشانی ختم کر دی ہے مالک اب میری بہن کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا۔

اوپر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

چھ گھنٹے کی لمبی سرجری کے بعد جب ڈاکٹرز باہر آئیں تو سب سے پہلے زین آگے بڑھا اسے آگے بڑھتا دیکھ ولید کے قدم وہیں رک گئے

کیسی ہے مناحل؟

دیکھیں سرجری تو کامیاب رہی، ہم نے ٹیومر نکل دیا ہے لیکن اس بات کی گارنٹی نہیں ہے کہ سرجری کا اثر کتنا ہوا ہے۔

کیا مطلب کوئی گارنٹی نہیں ہے؟

اب کی بار عمران صاحب آگے آئے۔

دیکھیں مسٹر عمران جس جگہ پے ٹیوم تھا وہ یاداشت والا

بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ سرجری کے دوران دو دفعہ ایسا ہوا کہ انکی سانسیں جا کر واپس آئی ہے انکے اس ری ایکشن پے ہم یہ نہیں کہہ سکتے فلحال کہ ان پر سرجری کا کتنا اثر ہوا ہے۔

ہوش کب تک آیئے گا؟

کم از کم 2 سے 3 گھنٹے میں آجانا چاہیے اس دوران نہیں آیا تو۔۔۔

تو؟

تو وہ کومہ میں چلی گئی ہے۔

کیا۔۔۔؟؟؟

کندھے پر ہاتھ رکھ کے آگے بڑھ گیا۔

آپ لوگ گھر جائیں ہم ہیں یہاں۔

دانیال نے کہا۔

نہیں ہم۔!!

بابا ہم ہیں یہاں سب سنبھال لیں گے اور مریم آپی بھی تو

ہے نا یہاں،

We can handle the situation.

آپ لوگ جائیں آرام کریں اور مناحل کو دعاؤں میں یاد

رکھیں۔

عالیشبہ نے سب کو سمجھایا۔

انکل جائیں آپ لوگ میں ہوں یہاں بھروسہ رکھیں اپنی اس بیٹی پر۔

چلیں میں چھوڑ کر آتا ہوں۔

ولید بھی چل دیا۔

ولید بھائی آپ رکیں زین بھائی آپ جائیں اور واپس مت آیئے گا۔

لہجے سے طنز صاف عیاں تھے۔

لیکن؟

لیکن کیا؟ گو۔۔۔۔

اوکے۔

چلا گیا لیکن واپس آیا سب کو چھوڑ کے منا حل کو آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھا سب تھے وہاں سوائے ولید کے وہ دروازے تک ہی کھڑا اسے بس دیکھتا رہا. ہوش میں آنے کا انتظار کرتا رہا سر پر بال نہیں تھے۔ پورے سر پر بینڈ تج تھی پورا بدن تاروں میں گھرا ہوا تھا۔ ایک طرف مریم تھی دوسری طرف عالیشبہ ولید دروازے پر کھڑا تھا دانیال ڈاکٹر کے پاس تھا اور زین اندر نہیں آیا تھا دو گھنٹے گزر گئے لیکن ہوش نہیں آیا۔

دانیال ہوش نہیں آیا۔

آجائے گا چلو باہر چلتے ہیں تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہے

دونوں کو زبردستی لے گیا مریم وہیں بیٹھی رہی۔ بیٹھے بیٹھے کب آنکھ لگ گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔ مناحل کو ہوش تین کے بجائے چار گھنٹے میں آیا مریم کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا جب پکڑ مضبوط ہوئی تو اس کی آنکھ کھول گئی۔

منا۔۔ مناحل تم ٹھیک ہو نا؟ رکو میں ڈاکٹر کو بلواتی ہوں۔

مر۔۔ مریم رکو۔

لفظوں کی ادائیگی ہوئی۔

ہاں۔۔۔ رک جاؤ مناحل ڈاکٹر کو بلانا ضروری ہے۔

موبائل اٹھایا اور دانیال کو کال کی۔

جی مریم آپی۔

دانیال ڈاکٹر کو لے کر فورا روم میں آؤ مناحل کو ہوش آگیا

ہے جلدی۔

اچھا میں آیا۔

دانیال فورا اپنی جگہ سے اٹھ گیا اسے دیکھ عالیشبہ اور ولید

بھی اٹھ گئے۔

کیا ہوا؟

مناحل کو ہوش آگیا ڈاکٹر کو لے کے جانا ہے چلو۔

دونوں دانیال کے ساتھ نکل گئے۔ڈاکٹر کو بلا کے سیدھے

آئی سی یو وارڈ میں پہنچے۔

مریم آپی۔

ڈاکٹر دیکھیں پلیز۔

ڈاکٹر آ گئے چیک اپ کیا کچھ سوالات پوچھے جس کے جواب ملے کیا ہوا. ڈاکٹر سب ٹھیک ہے نا؟

فلحال تو سب ٹھیک ہے۔ اللہ کا کرم ہے ان پر کے اتنی مشکل سرجری ہے بعد بھی انھیں کچھ نہیں ہوا۔

Take care manahil get well soon.

بول کے نکل گئے وہاں سے۔

عالیشبہ کو دیکھا آنکھوں کے اشارے سے بلایا۔

کیسا ہے میرا بچہ؟

بیمار سی آواز میں کہا گیا۔

بابا کہاں ہیں؟

سب گھر چلے گئے ہیں آرام بھی تو ضروری ہے نا سب کے لیے اس لیے سب کو گھر بھیج دیا۔

دانیال نے کہا۔

چلو آپ دونوں رکیں یہاں ہم باہر جاتے ہیں۔

زین کہاں ہے؟وہ نہیں آیا؟

نہیں باہر ہے ابھی۔
ہممممم۔۔۔مریم؟

ہمم۔۔

دیکھو میں جیت گئی نا۔

That you're a fighter.

مناحل نے ہلکا سا مسکرا دیا۔

نانو ٹھیک ہے نا؟

نانو؟

عالیشبہ نے یہ بات سن کے سیدھا مریم کی طرف دیکھا۔

مناحل نانو کی تو۔۔۔

ہاں ہاں مناحل نانو بلکل ٹھیک ہیں، ابھی کچھ دیر تک یہیں تھی ابھی دانیال اور ولید گھر چھوڑ کر آئیں ہے انھیں۔

ہمم میں یہی سوچ رہی تھی کے وہ آئی نہیں ابھی تک ورنہ سب سے پہلے وہی ہوتی ہیں میرے پاس۔

چلیں اب آپ دونوں باہر جائیں پیشنٹ کو آرام کرنے دیں۔

نرس آئی اس نے مناحل کو انجیکشن دیا جس سے وہ سو گئی، اسے غنودگی میں جاتے دیکھ مریم الٹے قدم ہی روم سے بھاگ کے باہر آ گئی۔عالیشبہ بھی اسکے پیچھے پیچھے گئی۔

آپی۔۔۔!!

عالیشبہ مناحل کی یاداشت چلی گئی ہے؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

ڈاکٹر سے بات کرتے ہیں۔

چلو۔

ایسا ہوتا ہے ایسی سرجری میں اب ہم اس بات کی گارنٹی نہیں دے سکتے کے سب کچھ یاد کب تک آئے گا یاد آئے گا بھی یا نہیں لیکن ہاں ایک بات کا دھیان رکھنا ہوگا کے اسکے سامنے کوئی بھی ایسی بات نا کی جائے یا کوئی بھی بات یاد دلانے کی کوشش نہیں کی جائے جو بھی یاد آئے گا انھیں خود آئے گا۔

لیکن کب تک؟

اس بات کا بتانا مشکل ہے ایک مہینہ، ایک سال یا اس سے بھی زیادہ۔

ایک سال؟ یا پھر اس سے بھی زیادہ۔

It is possible miss mariyam,

یہ سرجری ایسی ہی ہوتی ہیں اور مناحل کی رپورٹس کے مطابق انکاٹیومر میموری پورشن میں تھا،

After surgery it is surprising for me too that she is still breathing and trust me mariyam.

میرے کرئیر کی سب سے بڑی سرجری اور کامیاب سرجری تھی۔

یااللہ۔

اب بس دعاکریں کے اسکے حق میں بہتری ہو۔

چلیں آپی۔

ہمم۔

ڈسچارج ہوئی گھر آئی سب ملے لیکن زبیدہ بانو نہیں تھی۔

اماں نانو کہاں ہے؟

خاموشی لگ گئی سب کو

وہ مناحل دراصل۔

دراصل کیا میں دو ہفتے ہسپتال میں رہی ایک دفع بھی وہ مجھ سے نہیں ملی جب بھی میں نے پوچھا یہی کہا گیا کے ابھی گئی ہیں یہ وہ کیوں کہاں ہے وہ؟

سمیہ آگے بڑھی۔

بیٹا نانو عمرہ پر گئی ہیں، بہت پریشان تھی تمہیں لے کے لیکن جانا تھا بلوا تھا اس لیے۔

مناحل گہری سوچ میں سوچتی رہی۔

اچانک کیسے؟ کس کے ساتھ گئی ہے؟

زین کے ساتھ میں پچھ بھول گئی ہوں؟

رکی۔

اپنے کمروں میں چلے گئے مریم اور مناحل اکیلے تھے کی

اچانک.

مریم کیا ولید نے مجھے طلاق دے دی ہے؟

مریم نے فوراپلٹ کے مناحل کی طرف دیکھا۔

مجھے کچھ آوازیں سنائی دیتی ہے لیکن وہ باتیں یاد نہیں ہے، کچھ دھندلی سی شکلیں نظر آتی ہیں لیکن وہ صاف نہیں ہوتی ہے۔

مریم جو پودوں کو پانی دے رہی تھی مناحل کے پاس آئی اسکی طرف دیکھتی نہیں ہے لیکن بہت پاس بیٹھی ہے۔

تمہیں معلوم ہے مناحل جو جیسا دیکھتا ہے باز اوقات ایسا ہوتا نہیں ہے، اور کبھی کبھی تو ہمیں ایسا بھی لگتا ہے کے شاید یہ انسیڈنٹ ہماری زندگی میں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ حقیقت میں ہوتی ہوئی بات ایسا لگتا ہے کے شاید ہم ان سب سے گزر چکے ہیں۔

ان سب باتوں کا مطلب یہ ہے کے یہ سب تمہارا وہم ہے جو ہم سوچتے ہیں ویسے ہی امیجن کر لیتے ہیں بس اور بعد میں وہی امیجینشن ہمیں دکھتی ہے اور ہمیں لگتا ہے کے ہم یہ سب پہلے بھی دیکھ چکے ہے یا ایسا پہلے بھی ہوا ہے ہمارے ساتھ.

نہیں مریم میرے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ میرا وہم نہیں ہے۔

کیا ہو رہا ہے تمہارے ساتھ۔

نظریں اب مناحل پر تھیں۔

آنکھیں جب بھی بند ہوتی ہے پھر چاہے وہ سونے کے لیے ہو یا سوچنے کے لیے مجھے طلاق کے وہ تین بول سنائی دیتے

مریم مناحل کو گلے سے لگا لیتی ہے۔

کچھ مطمئن ہوئی دوسری طرف زین کو فون کر کے سختی سے منع کر دیا گیا کے جب تک بلوایا نا جائے یہاں نا ائے۔

اسی طرح ٹائم گزرتا گیا کچھ بیتی یادوں کے ہلکی سی پرچھائی تھی لیکن کھولی اور صاف تصویر نہیں تھی۔

مریم

ہاں.

واقعی میں سب کچھ ٹھیک ہے؟

ٹرسٹ می مناحل سب کچھ بلکل ٹھیک ہے اور اگر نہیں بھی ہے تو ٹھیک ہو جائے گا فلحال ڈونٹ ٹیک اسٹریش آرام

لیکن۔۔

لیکن ویکن نہیں ہم سب ولید دانیال عالیشبہ میں اور تم ٹور پر جا رہے ہیں ٹیکٹ بک ہو چکی ہیں اب بس جانا ہے۔

کب جانا ہے؟

رات کو نکلیں گے۔

اوکے۔

مناحل وہاں سے چلی گئی لیکن مریم وہیں بیٹھی رہی اپنے دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے بینچ کو پکڑ کے خود کے جذبات ضبط کرنے کی کوشش کی۔

آئی ایم سوری مناحل میں تمہیں چاہ کے بھی حقیقت نہیں

در حقیقت وہ سچ ہے وہ سب تمہارا ماضی ہے ایک تکلیف دے اور پر اسرار ماضی جسے کچھ دن کے لیے تم سے دور رکھا جائے تو بہتر ہے۔

بلکل آپی مناحل سے جتنا سچائی دور رکھیں اتنا بہتر ہے۔

مریم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے آگے آئی۔

آج یہ سوال آگیا ہے عالیشبہ اسے اب کچھ یاد نا سہی لیکن آوازیں محفوظ ہے اسکے ذہن کے ایک حصے میں اس نے آج جس طرح مجھ سے سوال کیا اپنے طلاق کے بارے میں جس کنفیڈینس سے پوچھا ہے میں بہت ڈر گئی ہوں، ابھی تو میں نے اسے سنبھال لیا بٹ ٹو بی آنیسٹ عالیشبہ میں اس

ماضی اس سے چھپا کے اس سے آج میں نے جھوٹ کا سہارا دیا ہوا ہے ہم نے

میں جانتی ہوں لیکن اسکے لیے یہ سب اسکی جان بچانے میں آ رہا ہے آپی اور میں اسے مرتا ہوا نہیں دیکھ سکتی

کچھ نہیں ہو گا اسے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

انشاء اللہ

جاؤ جا کے کل کی تیاری کرو کل نکلنا ہے ہمیں۔

ھمم۔

عالیشبہ اٹھی اور اندر چلی گئی مریم وہیں بیٹھی رہی دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھرتی ہوئی پریشانی میں سوچتی

* *

* *

* * * * * * * * * * * * * * *

عالیشبہ کو اندر جاتا دیکھ دانیال اسکے پیچھے پیچھے آیا

کیا کر رہے ہو یہاں؟

کیا مطلب بیوی ہو میری اب میں تم سے مل بھی نہیں سکتا؟

مناحل کو یاد نہیں ہے ہمارا نکاح دانیال۔

کیا۔؟

ہاں اسے ماضی کی کوئی بات یاد نہیں ولید اور اسکی علیحدگی کا

ناہی نانو کی دیت کا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

ایسا ہو گیا ہے دانیال

دانیال پریشانی میں بیٹھ گیا۔

تو آگے کیا؟

آگے پتہ نہیں ابھی فلحال چینج کے لے باہر جائیں گے

سب، پھر دیکھتے ہیں آگے کیا کرنا ہے۔

دانیال اثبات میں سر ہلا کے اسکے کمرے سے نکل گیا۔

شام ہوئی اسی طرح رات ہو گئی سب نکلنے کی تیاری میں

حیات کو ان سب کہانی اور واقعات کے بارے میں کچھ بھی بتایا نہیں گیا تھا۔

ولید کہاں ہے دانی؟

یہاں ہوں.. چلیں؟

پیچھے سے کہا گیا۔

زندگی میں جب کوئی رشتہ ختم ہوتا ہے تو ان دو لوگوں کے درمیان ایک کھینچاو پیدا ہو جاتا ہے پھر چاہے وہ رشتہ دو دوست کے درمیان ہو، بھائی بہن کے درمیان ہو یا پھر میاں بیوی کے درمیان ہو۔ مناحل کو وہ کھینچاو وہ دوری محسوس ہو گئی تھی۔ ایک لمبے سفر کے بعد وہ لوگ اپنی

گی۔ ندی کنارے کھڑا ایک ہاتھ میں کوفی کا کپ پکڑے اور دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اتنے میں مناحل وہاں اس کے برابر میں کھڑی ہو جاتی ہے۔

کتنا خوبصورت منظر ہے نا؟

ولید چونک کے اسکی طرف دیکھتا ہے، پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کافی کا مگ منہ سے لگاتا ہے۔

ولید؟

ہاں۔

خفا ہے؟ یا میں نے کچھ کر دیا ہے؟

آپ وہ پہلے والے ولید نہیں ہے، ہمارا رشتہ بھی وہ پہلے والا نہیں ہے۔

نہیں ایسا بلکل بھی نہیں ہے۔

نہیں ولید ایسا ہی ہے میں جب سے گھر آئی ہوں تب سے فیل کر رہی ہوں نا صرف آپکا بلکے سب کا رویہ بدل گیا ہے مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کے آخر ایسی کیا بات ہے جو مجھے نہیں معلوم، جو آپ لوگ بتانا نہیں چاہتے۔

ولید پلٹا اسکی طرف ہاتھ میں موجود مگ نیچھے رکھا اور اسے دیکھنے لگا.

کچھ اگر ہوتا تو تمہیں پتا چلتا کیوں تم سے کچھ چھپائیں گے

مناحل آچنبھی نظروں سے دیکھتی رہی.

مناحل ؟ اس نام سے کب سے بلانے لگے اپ تو مجھے مسز ولید ظفر بلاتے تھے.

ولید یہ بات سن کے تڑپ کے رہ گیا. پچھتاوا ،دکھ درد تکلیف سب جاگ گئے تھے. نظریں جھکا کے بولا.

کچھ بھی ایسا نہیں ہے جیسا تم سوچ رہی ہو مسز...

الفاظ کی ادائیگی نہ ممکن سی لگنے لگی.

مسز ولید ظفر سب کچھ بلکل ٹھیک ہے.

کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.

چلو اب یہاں سے ورنہ ٹھنڈ بڑھ جائے گی تو طبیعت خراب

مناحل اثبات میں سر ہلاتے ہوئے وہاں سے چل دی.

دوسری طرف الشبا اور دانیال اداس نظروں سے دیکھتے ہوئے کہتے ہے.

کاش یہ سب کچھ سچ ہوتا، کاش ان دونوں کے درمیان سچ میں یہ خوبصورت تعلق ہوتا.

مجھے معلوم ہے الشبا یہ سب کچھ تکلیف دے ہے لیکن ہمیں اسٹرانگ رہنا ہو گا۔

الشبا نے اثبات میں سر ہلایا۔

باز اوقات زندگی میں کچھ واقعات ایسے ہوجاتے ہیں جنہیں ہم چاہ کر بھی نہیں بدل سکتے، کچھ حادثے ایسے ہو

لمحے ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں ہم جی کے زندہ تو ہو جاتے ہیں یا پھر پل پل مرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح سارا ٹائم گزر گیا لیکن رشتے میں فرق وہ دوری اب اسے بری طرح محسوس ہونے لگی تھیں مریم کے ساتھ بیٹھے سوال کیا سامنے ہی دانیال اور الشبا بھی بیٹھے تھے۔

تم سب سے ایک بات پوچھوں ؟.

تینوں نے سر اٹھا کے اسکی طرف دیکھا۔

جی پوچھیں۔

تم لوگ واقعی کچھ نہیں چھپا رہے نا؟

یہ بات سن کے تینوں خاموش ہو گئے، پھر ہمت کر کے

ہاں نا چھپا رہے ہیں۔
مناحل خاموشی سے دیکھتی رہی اسکی اس بات سے مریم اور الشبا دونوں نے اسکی طرف چونک کر دیکھا۔

کیا چھپا رہے ہو؟
یہی کے ہم آپ سے کیا چھپاینگے۔
دانیال بات نہیں بدلوں۔
بات نہیں بدل رہا اپکو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں، آپی ہم آپ سے کیا چھپائے گے آج تک جو بھی ہوا سب کچھ آپ کے سامنے ہے نا۔
پھر مجھے سب کچھ بدلا بدلا کیوں لگ رہا ہے؟

اس بار مریم کی آواز آئی۔

ایسا لگ رہا ہے یہ جو کچھ بھی ہے ایسا نہیں ہے حقیقت میں سب کچھ بدل چکا ہے۔

مریم آگے آئی آ کے اسکے پاس بیٹھی

باز اوقات ایسا لگتا ہے منا حل زیادہ مت سوچو اچھا نہیں ہے تمہارے لیے۔

میں بچی نہیں ہوں مریم سب کچھ سمجھتی ہوں محسوس ہوتا ہے، وہ خالی پن وہ خالی حصہ وہ یاد سب کچھ اور سب سے بڑی بات وہ یاد جو مجھے نہیں ہو کے بھی یاد ہے۔

تو تمہاری اس بات پر میں اتنا کہوں گی کے یاد کرنے کی کوشش کرو اگر یہ سب حقیقت ہوا تو یاد آجائے گا بات ختم۔

مناحل خاموش رہی۔

ہم واپس کب جائیں گے۔

ہیں ابھی تو آئیں ہیں۔

پھر بھی اندازہ کب تک؟

ارے آپی کم از کم دو ہفتے ہم یہی ہے پوری جگہ گھومنے ناران، کاغان، سوات، حنزا کشمیر ہر جگہ۔

گڈ۔

مناحل نے مسکرا کے کہا، دور سے ولید آتا دکھائی دیا دانیال بھاگ کے اسکے پاس گیا۔

بھائی مناحل کو شک ہو گیا ہے۔

کیسا شک؟

اسے یہی لگ رہا ہے کے وہ اپنی زندگی سے کچھ حصہ بھول چکی ہے

تو اب کیا کرنا ہے؟

مریم آپی نے کہہ دیا ہے یاد کرنے کی کوشش کرو حقیقت ہوا تو بھولی ہوئی یادیں یاد آجائیں گی اور اگر وہم ہوا تو تم اس بات کو نکال دینا ذہن سے۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے دانی مناحل جب میرے پاس آتی ہے میرے ساتھ شانہ باشانہ کھڑی ہوتی ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے کے یہ سب حقیقت ہے ایک ایسا سچ جو میرے خواب میں بھی پورا نہیں ہو سکتا۔ اسے دیکھتا ہوں تو خود کی نظروں سے گر جاتا ہوں۔جب جب اسکی زبان سے اپنانام سنتا ہوں تو وہ تین بول یاد آتے ہیں جو میں نے اسے بھرے ہال میں سب کے سامنے کہا تھا، اسکی آنکھیں اس کے الفاظ اسکا احساس سب مجھے چیخ چیخ کے کہتے ہیں کے میں ایک قاتل ہوں ایسا قاتل جس کی سزا دنیا کی نظر میں تو نہیں ہے جس میں کوئی پیشی نہیں کوئی تھانہ کچہری نہیں

بے شک ملے گی لیکن میں چاہتا ہوں مجھے ایک شخص اور سزا دے وہ شخص جس کے جذبات کا، اعتبار کا احساس کا بھری محفل میں قتل کر دیا تھا۔

ماضی کی باتیں یاد کر کے ولید کی آنکھیں نم ہوگئی تھی.

دانیال خاموشی سے کھڑا سب سنتا رہا.

میں تھک چکا ہوں یار میرے فیصلے کی وجہ سے کتنے لوگو کی زندگیوں میں طوفان آگیا.. دادو چلی گی تمہاری اور الشبا کی زندگی ہل کی رہ گی ہے اور سب سے بڑھ کر منا حل خود وہ بھی پل پل مرتی رہی.

ولید کیوں سوچ رہے ہو اتنا جو ہونا تھا اس میں نہ تمہارا قصور

روکا اتنے میں پیچھے سے آواز آئی.

اور سب سے بڑی بات اپ دونو کے نصیب میں جدائی طے تھی.

دونو نے پیچھے مڑ کے دیکھا تو الشبا کھڑی تھی. قریب آئی اور ولید کے بلکل سامنے اکر کھڑی ہو گئی.

بلکل بھائی ہم دونو سے زیادہ اس امتحان سے اپ گزریں ہے ور اپ سے بھی زیادہ وہ رشتہ گزرا ہے. مناحل آپی کی محبت نے وہ وہ امتحان دیے ہے جو اس سلیبس میں تھے بھی نہیں.

رکی،

خیر، بھائی اب آپکو سٹرونگ رہنا ہے یاد ہے نہ سرجری سے پہلے آپی نے کیا کہا تھا اپ سے.

وعدہ کرو مجھ سے کے وہ الفاظ جو مجھے کہے تھے اس لڑکی کو نہیں کہو گے. جسے اپنے نکاح میں قبول کیا ہے وعدہ کرو اپنے رشتے کو سر عام رسوا نہیں کرو گے.

ماضی کی خیال سے باہر آیا.

ہاں یاد ہے ہر وہ الفاظ یاد ہے مجھے ہر لمحہ حفظ ہے جو ہم نے ساتھ گزارے تھے.

بس اب اپ کچھ ٹائم کے لئے آپی کے ساتھ اپنا وہ رشتہ نبھاہیں جو نبھانا چاہتے تھے.

مڑا تو سامنے سے مناحل آتی دکھائی دی.

مسز ولید ظفر...

آواز پر چونکی..

کیا ولید ڈر گئی میں.

ارے اپ بھی ڈرتی ہے.

سوالیہ نظروں سے دیکھا گیا.

چلو نہ کہیں نکلتے ہے آج دوسرا دن ہو گیا ہم کہیں نکلے ہی نہیں.

چلیں میں نے منع کب کیا.

Okay guys let's get ready for the trip.

مناحل کی سرجری کو دو مہینے ہو چکے تھے لیکن وہ ابھی بھی حجاب میں ہی تھی بالوں کی وجہ سے ولید گاڑی چلاتے ہوئے مناحل کی طرف ہی دیکھ رہا تھا پیچھے بیٹھے دانیال الشبا اور مریم نے یہ بات نوٹ کی کافی ضبط کے بعد کہا.

کیا بات ہے بھائی جو کہنا ہے کہہ دو ہم پکّا نہیں دیکھ رہے.

ایک بات بولوں۔

ھمم۔

حجاب میں تم مجھے اور بھی زیادہ خوبصورت لگتی ہو.

میرا دل رکھنے کو کہہ رہیں ہیں؟

نہیں سچ میں مناحل آج سے پہلے میں نے تمہیں صرف

لیکن اس بیماری کے بعد سے میں نے تمہارا ایک الگ روپ دیکھا بھلے یہ ٹیمپرری ہے لیکن سچ میں یہ تم پر بہت خوبصورت لگتا ہے۔

مناحل نے مسکرا کے اسکی طرف دیکھا۔

جزاک اللہ۔

مسکرا کے سر کر خم دیا۔ گھومتے رہے پھرتے رہے پورا جہاں گھوما خوبصورت یادیں بنائی جس کا کوئی مول نہیں ان سب میں اسے حیات کا خیال آیا ندی کنارے کھڑا سوچ رہا تھا کے مریم ائی۔

کیا سوچ رہے ہو؟

ولید نے گردن موڑ کے اسکی طرف دیکھا تو دونوں ہاتھ میں کافی کے مگ لئے کھڑی تھی۔

کچھ نہیں

میں بتاؤں

جی بلکل

آپ حیات کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔

کیسے معلوم اپکو؟

پتہ ہے مجھے۔۔ میری ایک بات مانو گے۔

بولیں۔

اسے بتادیں سب کچھ کے آپ کہاں ہیں کیا کر رہیں ہیں

لیکن۔

لیکن کیا ولید۔۔ عورت ایک ایسی مخلوق ہے جسے سنبھالنا

اور سمجھنا بہت مشکل کام ہے خاص طور پر تب جب بات

اس کے شوہر اور سابقہ بیوی کی ہو۔

میں جانتا ہوں مریم لیکن اسے یہاں کے بارے میں کچھ

معلوم نہیں ہو گا فکر نہیں کریں اپ۔

لیکن۔۔۔

ٹرسٹ می۔۔۔

اوکے لیکن میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا ولید منا حل

بھلے ہی کزن ہے آپکی لیکن اسکا اچھا برا وقت میں نے دیکھا

الزامات برداشت کرنے کی ہمت نہیں ہے یاد رکھیے گا میری یہ بات۔

واپسی میں بس دو دن باقی تھے۔ آگے کیا ہونے والا تھا کسی کو کوئی خبر نہیں تھی، مناحل کی چند دن کی خوشیاں، ولید کا چھپا جھوٹ مریم، دانیال اور عالیشبہ کی محنت سب ختم ہونے کو تھی۔

آج کہاں چلنا ہے؟

الشبا نے کہا

اب گھر واپس چلنا ہے

مناحل نے فون میں دیکھتے ہوئے کہا۔

بس واپسی ہے کل تو آرام سے بیٹھو گھر میں۔

یار مناحل۔

چپ الشبا۔

یار تم بیٹھو گھر میں ہم تو جا رہیں ہیں

او کے جاؤ میرے لیے کچھ لے آنا کھانے کے لیے۔

چلو نا یار۔

مریم نے کہا۔

نہیں یار تم لوگ جاؤ میں دوائی لے کر سو نگی اب.

ٹھیک ہے مسز ولید ظفر اپ آرام کریں آپکے لئے کھانا لیتے

اونگا.

مسکرا کی ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر وہاں سے چلا گیا.

تینوں کے نکلنے کے بعد مناحل اپنے کمرے میں گئی دروازہ بند کیا اور جا کر لیٹ گی.... تقریباً ادھے گھنٹے بعد ڈور بیل بجی دواؤں کا اثر اتنا تھا کے کچھ آواز آتی تو کچھ نہیں آتی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تو سر گھومنے لگا. اسی حال میں اٹھی سہارا لے کر دروازے تک پہنچی، دروازہ کھولا تو سامنے کھڑی حیات نظر آئی.. مناحل کو اپنی بیماری کی وجہ سے یاد نہیں تھا کے سامنے کھڑی لڑکی کون ہے اور نہ ہی حیات کو مناحل کی بیماری کے بارے میں معلوم تھا. مناحل نے ہر ممکن کوشش کی کے اسے آتے چکّر رک جایں.

دروازے کو تھامے کھڑی پوچھا.

میں حیات.

حیات؟ کون حیات؟

تھوڑی آنکھیں کھولی.

میں حیات سکندر.

کس سے ملنا ہے آپکو؟

ولید سے؟

ولید سے کیوں؟

کیا مطلب کیوں؟

مطلب آپکو میرے شوہر سے کیوں ملنا ہے.

جی ولید میرے شوہر ہے ہمارا نکاح ہوا ہم میاں بیوی ہے،

حیات یہ بات سن کے ہسنے لگی.

میاں بیوی؟ اہ

sorry for my reaction..miss manahil.

منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا گیا.

مس مناحل ولید اور میرا نکاح ہوا آج سے کچھ مہینوں پہلے، آپکی بیماری کا معلوم تھا مجھے کے آپکو ٹیومر ہے لیکن یہ نہیں معلوم تھا کے اپ اس طرح اپنی بیماری کا فائدہ اٹھاینگی کسی کے شوہر کو اپنا شوہر بتا کر اسکے ساتھ رہینگی.

بیماری کا فائدہ اٹھایا میں نے؟ کسی اور کے شوہر کو اپنا شوہر

صحیح کہہ رہی ہوں میں مجھے شک تو پہلے سے تھا لیکن یقین آج ہوا.

کیسا شک؟

پردے ہٹنے کو تھے.

واو ایکٹنگ اچھی کر لیتی ہے اپ ویسے سابقہ مسز ولید ظفر

مناحل خاموش کھڑی سنتی رہی.

میں یہی بولوں جو لڑکی اتنی قابل، حسین ہے باصلاحیات ہے اسے اسکی رخصتی والے دن طلاق کیوں دی گی؟

طلاق؟

میں ولید ظفر آج اپنے پورے ہوش و حواس میں مناحل

میں ولید ظفر آج اپنے پورے ہوش و حواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں.

میں ولید ظفر آج اپنے پورے ہوش و حواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں.

شادی کینسل.

دماغ پر زور پڑھنے لگا، جھوٹ اور غلط فہمی کی بادل چھٹنے لگے.

ولید نے مجھے طلاق دے دی تھی.

حیرانی میں بولنے لگی.

بہت بدذات لوگ دیکھیں ہے میں نے لیکن تم جیسا نہیں

مناحل کھڑی سنتی رہی، حیات قریب آئی.

کس مٹی کی بنی ہو تم؟ اس انسان کے ساتھ رہ رہی ہو جو

تمہارے اوپر حرام ہے اب، اس انسان کے ساتھ ہو جس

نے تمہیں طلاق دے دی ہے اس شخص کے ساتھ ہو جو

اب کسی اور کا شوہر ہے.

کی.... کسی اور کا شوہر ہے؟

واہ واہ ویسے آسکر ملنا چاہے آپکو.. اتنی اچھی ایکٹنگ کوئی

نہیں کر سکتا..

تالی بجاتے ہوئے کہا گیا.

مجھے نا شک شروع سے تھا لیکن ہسپتال روم میں تم دونوں

بارے میں اس دن تو بہت کہہ رہی تھی تم ولید سے کے جو میرے ساتھ کیا وہ اب کسی اور کے ساتھ نہیں کرنا اب کیا ہوا اہاں کہاں گئی تمہاری غیرت کہاں گئی تمہاری وہ ساری باتیں۔۔

غصے میں آگے آئی اسکے بازوں کو پکڑا اور موبائل میں لگا والپیپر دیکھایا جس میں ولید اور حیات دلہا دلہن بنے کھڑے تھے۔

یہ دیکھو مس مناحل دیکھو یہ ہے ولید اور حیات۔

In short I am his wife, I am Mrs. Waleed Zafar not you understand.

مناحل پیچھے کی طرف ہوئی دماغ پر زور پڑھنے لگا ساری خوفناک یادیں وہ بھولا یں ہوئے لمحات، تکلیف دے دن اور رات سب یاد آنے لگی۔

ولید عالیشبہ اور مریم مال میں گھوم رہیں تھے کے اتنے میں اسکے پاس گھر سے کال آئی۔

اسلام و علیکم مام۔۔۔

و علیکم السلام ولید۔

پریشان آواز میں کہا گیا۔

کیا ہوا امام؟

وہ۔۔۔۔حیات۔۔۔

حیات تم لوگوں کے پیچھے نکلی ہے سوات کی طرف۔

واٹ؟ اسے کس نے بتایا کے ہم سوات میں ہے؟

تمہارے ٹریول ایجنٹ نے، ولید اسکو روک لو مناحل کے بارے میں نہیں معلوم اسے اس کی کنڈیشن کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم ہے۔۔ کہاں ہے مناحل؟

وہ تو گھر پے؟

مام کیا اسے معلوم ہے ہم کہاں رکے ہیں؟

ہاں ولید اسے سب کچھ معلوم ہے میں کل سے تمہیں کال کر رہی تھی لیکن سگنل ایشوس تھے شاید میری مناحل کو بچا لو ولید ایک دفعہ اسے موت کے منہ میں جاتا دیکھ چکی ہوں

بغیر کچھ بولے فون کاٹ دیا گیا۔

دانیال

ولید چیخا۔

حیات کو سب پتہ چل گیا ہے کہ ہم کہاں گئے ہے اور کہاں رکے ہیں۔

واٹ ؟

تینوں حیرانی میں آگے آئے.

ہمیں گھر چلنا ہو گا.

ہاں چلو ہمیں گھر چلنا ہو گا۔ حیات کسی بھی وقت پہنچتی ہو گی اس سے پہلے مجھے اسے سب کچھ بتانا ہو گا۔

نہیں اٹھارہی ہے یار۔

چلو گھر چلو فوراً۔

گاڑی میں بیٹھے لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ولید گاڑی سے اترا اور بھاگنے لگا بھاگتے بھاگتے روڈ پر پہنچا ٹیکسی کی اور گھر کی طرف نکل گیا۔ اس دوران مستقل وہ حیات کو کال اور مناحل کو کال کرتا رہا لیکن کسی نے کال نہیں اٹھائی۔

کہاں پہنچے؟

بس گھر پہنچ گیا۔ تم لوگ؟

ہم بھی بس۔

بول کر فون رکھا دروازے کے باہر اترا اور بھاگتے ہوئے اندر کی طرف گیا۔

دروازے پر پہنچا تو دروازہ آدھا کھولا تھا۔ مناحل سامنے سر پکڑے بیٹھی تھی ولید دبے پاؤں اسکے پاس گیا ماتھے کو پکڑے ہاتھ کو نیچے کیا اور خود اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا۔ آنکھیں نم تھی چہرے پر پریشانی آیاں تھی سانسوں کو قابو میں کیا۔

مسز ولید؟

چہرہ اٹھا کر اوپر دیکھا۔

کیا ہوا ہے؟ کسی چھوٹے بچے سے پوچھ رہا تھا۔ سامنے بیٹھی

رکو میں پانی لاتا ہوں۔

ولید؟

جاتے جاتے رکا۔

ہماری طلاق ہو گئی ہے؟

اسے دیکھتا رہا۔ کھڑی ہوئی۔

بولیں ولید۔

کس نے کہا تم سے یہ؟ میں نے پہلے بھی کہا ہے نا کے ایسا؟

مجھے سب کچھ معلوم ہے ولید اس لیے جھوٹ کی کوئی گنجائش نہیں

ولید یہ سن کر خاموش ہو گیا اپکو معلوم ہے ولید میں نے

میں نے خود سے زیادہ آپ پر بھروسہ کیا۔ لیکن آپ نے ہمیشہ مجھے ختم کرنے کا ارادہ کیا۔ ہمیشہ میرے بھروسے جو چکنا چور کر کے رکھ دیا۔ مجھے جیتے جی مار دیا اور ایسا مارا کے دوبارہ زندگی پانے کی چاہت ہی ختم ہو گئی۔

میں نے یہ سب کچھ جان بوجھ کر نہیں کیا منا حل۔ تمہاری زندگی کے خاطر یہ سب کچھ کیا۔ تمہارے خاطر یہ سب کیا۔

میرے خاطر؟

کیوں کس حق سے؟ جب جب مسز ولید ظفر کہا اپکو تکلیف نہیں ہوئی؟ ایسا نہیں لگا کے کسی کو دھوکا دے رہیں ہیں؟

رہیں ہیں؟ جب جب میں نے آپکے کندھے پر سر رکھا اپکو احساس نہیں ہوا کے ایک لڑکی جس سے آپ جھوٹ کہہ رہیں ہیں وہ آپکے انتظار میں بیٹھی ہے اور دوسری جسے کچھ یاد نہیں اس کے بھروسے کے ساتھ کھیل رہیں ہیں؟

ابھی بات چل ہی رہی تھی کے پیچھے سے سب آ گئے۔ مناحل انھیں دیکھ کے وہیں رک گئی۔ مسکراتے ہوئے الشبا اور دانیال کے پاس آئی۔

آئی ایم سوری میری وجہ سے تم دونوں کو دور دور رہنا پڑا۔

الشبا کھڑی دیکھتی رہی۔

آپی تمھیں سب یاد آ گیا؟

دونوں ہاتھوں سے اسکے چہرے کو پکڑتے ہوئے کہا۔
مناحل نے کچھ کہا نہیں بس اسکی ہتھیلیوں کو چوما اور گلے
سے لگالیا.

ہاں میرا بچہ مجھے سب کچھ یاد آگیا۔
کچھ کہا نہیں کہا گیا بس گلے لگی رہی۔ الگ ہوئے
مجھے خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کے میری چھوٹی بہن بڑی ہو گئ
ہے۔ اتنی بڑی کے اس نے اپنی اس بہن کو سنبھالا جس کے
بغیر وہ کھانا بھی نہیں کھاتیں تھی۔

بہت مس کیا میں نے آپی اپکو، کھانے کے دوران ہر اس
کام کے دوران جو اپ کے بغیر ناممکن سا لگتا تھا لیکن بس

کر پاونگی صرف یہ سوچ کے کر پائی کے آپ میری جگہ
ہوتی تو اسے کس طرح کرتیں۔

آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔ مناحل نے دونوں کو
دیکھا اور ساتھ کھڑا کر دیا

Look perfect mashAllah.

چکر کا ایک جھونکا آیا خود کو سنبھالا۔ مریم آگے بڑھی تو
اسے روک دیا۔

منا۔۔۔

نہیں مریم پہلے میں، آج میں پوچھوں گی۔

مریم وہیں کھڑی ہو گئی۔

کیوں؟ میرا حال، میرے حالات، میری تکلیف سب معلوم تھی نا تمہیں؟

ہاں۔

پھر جھوٹ کا دلاسہ کیوں دیا؟ کیوں نہیں سچ بتایا؟

خاموش کھڑی اسے دیکھتی رہی۔

کیوں کے تم مضبوط ہو منا حل تمہاری یہ دوست نہیں۔ یہ پیچھلے کچھ مہینے مجھے صدی کی طرح لگی ہے۔ میں یاد ہو کر بھی کہیں نہیں تھی۔ ماضی کی کچھ باتیں اور حال کی کچھ باتیں تم بھول گئی تھی۔

مجھے یاد تو دلاتی۔

ڈاکٹرز نے صاف صاف منع کر دیا تھا کے تمہیں اسٹریس نہیں دینا ہے جو بھی ہو گا خود ہو گا۔ اگر یاد دلانے کی کوشش کی تو تمہاری جان بھی جا سکتی ہے۔

مناحل یہ سن کر ہنسنے لگی۔

میں تو زندہ کھڑی ہوں یہاں دیکھو مجھے۔

دو قدم پیچھے ہوئی۔

کیوں کے تمہیں سب کچھ خود یاد آیا ہے۔

نہیں مریم مجھے خود یاد نہیں آیا مجھے یاد دلایا گیا ہے، زندہ شاید اسلیئے ہوں کیوں کے مجھے اپنوں نے نہیں غیر نے یاد دلایا۔

جی وہ آئیں تھی یہاں اس نے سب کچھ بتایا مجھے۔

کیا کہا ہے اس نے۔

اب وہ ولید کے پاس جانے کو مڑی لڑکھڑاتے ہوئے اس تک آئی۔

چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں

کیوں؟ ڈاکٹر کے پاس چل کے کیا ہو گا؟

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

میں بلکل ٹھیک ہوں اور ڈاکٹر کے پاس چلے بھی گئے تو کیا کرلیں گے۔ میں اوپر سے بلکل ٹھیک ہوں تکلیف یہاں ہے یہاں اسکا علاج کون کرے گا۔

مناحل۔

مریم قریب آئی۔

کیا ہوا ہے؟

مریم آج پھر تمہاری دوست پر الزامات لگے ہیں گھناؤنے

الزام۔

الزام؟.

ہاں الزام۔

مسٹر ولید ظفر آپکی پیچھلی غلطی پر میں نے اپکو معاف کر بھی دیا تھا لیکن اب بات میرے کردار کی ہے اور اس بات پر مناحل عمران مر بھی سکتی ہے اور مار بھی سکتی ہے۔

آوو سوری اس میں آپکی کوئی غلطی نہیں ہے آپ تو نیکی کر رہیں تھے۔

گریبان چھوڑتے ہوئے کہا۔

لیکن اپکو چاہیے تھا کے آپ حیات کو سب کچھ بتا دیتے تا کہ وہ یہاں آکر مجھے زمین میں زندہ دفنا کرنا جاتی۔

کیا کہا ہے اس نے؟

قریب آیا اسے کندھوں سے پکڑا۔ مناحل نے چھوڑنے کے لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کے۔

ایک دوست کی حثیت سے چھوا ہے آج، کسی کا حق نہیں مارا میں نے، آج تمہیں پکڑا ہے تو احساس ہوا ہے کہ ایک

سکتا یہ حق خود کھویا ہے میں نے لیکن مس مناحل عمران کہہ سکتا ہوں۔ میری پھوپھو کی بیٹی ہو میری کزن ہو اس حساب سے چھوا ہے آج۔

مناحل کھڑی سنتی رہی۔

ایک عزیز دوست ہونے کی حثیت سے کزن کی حثیت سے میرا حق بنتا ہے کے مجھے پتہ ہو میری بیوی نے تمہیں ایسا کیا کہا، تمہارے کردار پر کیا تہمت لگائی۔

مناحل دیکھتی رہی۔

بولو۔

آج کے بعد سے ہم نہیں ملیں گے ولید۔

کیوں کے ایک پاک ذات مرد بدذات عورت سے نہیں مل سکتا۔

بول کر آنکھیں بند کی تو آنسو نکل پڑے۔ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

تمہیں معلوم ہے ولید جس لمحے حیات نے مجھے بدذات کہا ہے نا اس لمحے میں ہزار موت مری ہوں۔ ہر سانس مجھے ایک بوجھ لگی ہے۔ اس سے بھی زیادہ تکلیف مجھے یہ سوچ کے ہوئی ہے کہ میں اسکے شوہر کے ساتھ اتنے دن رہی اتنا وقت میں نے اس شخص کے ساتھ گزارہ جس کا مجھ سے تعلق بہت پہلے ہی ختم ہو چکا ہے۔

مناحل

نہیں ولید ہاتھ مت لگانا کیوں کے ایک بدذات کی صحبت میں پاک ذات مرد اپنے نفس اور ایمان پر قابو نہیں رکھ سکتا۔

وہیں بیٹھ گیا اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں جوڑے تھا بلکل اسکے سامنے ٹھنڈ کی وجہ سے گوری رنگت گلابی پڑھ گئی تھی۔

تم نفس کی بات کر رہی ہو؟ صحبت کی بات کر رہی ہو؟ حیات کو تمہارے بارے میں معلوم ہی نہیں ہے کچھ مناحل اس لیے وہ تمہیں بدذات بول گئی۔۔ اسے یہ نہیں

ہے کہ آج وہ جہاں ہے صرف تمہارے اس وعدے کی وجہ سے ہے۔

مناحل خاموشی سے سامنے بیٹھی سنتی رہی۔

مناحل تمہیں چھوڑ کے میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی آج تک میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔

نم آنکھوں کے ساتھ کہا گیا۔

کل آج اور ہمیشہ شرمندگی وہ پچھتاوا میرے ساتھ رہے گا۔

مناحل نے اسکی طرف رخ کیا۔

شرمندہ رہنے کا کیا فائدہ اب! جو ہونا تھا ہو چکا بہتری اسی

رشتہ ہمارے درمیان ہے نا ہونے کے برابر وہ بھی ختم

کر دیا جائے

اٹھی اور جانے لگی۔

مناحل ہم کزنز بھی ہیں۔

معلوم ہے۔۔

تو کزن اس طرح کیسے رہ سکتے ہیں؟

کچھ کزن زندگی سے چلے بھی جاتے ہیں۔

مطلب؟

سامنے کھڑے دانیال، عالیشبہ اور مریم نے اسکی طرف

دیکھا۔

کبھی کبھار ایسا لگتا کے زندگی میں سب کچھ ٹھیک ہے لیکن ٹھیک نہیں ہوتا اور کبھی کبھار زندگی کے اندھیرے میں ہمیں بس ایک سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے اور مجھے اس اندھیرے میں اجالے کی اس سیڑھی کی ضرورت پہلے بھی تھی اور آج بھی ہے بلکے پہلے سے زیادہ آج ضرورت ہے۔

مناحل اٹھی۔

بس اب اور نہیں بہت ہو گیا میں نہیں رہ سکتی یہاں اب

مطلب۔

کچھ نہیں بس اب یہاں سے جانا ہے مجھے۔

پیکنگ کرنے کے لیے اپنے کمرے میں گھس گئی۔

مریم کی آواز کو نظر انداز کیا۔

مناحل میری بات سنو

ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے کہا گیا۔

آرام سے بیٹھو۔

ٹکٹس کرواؤ ہم واپس جائینگے میں واپس جاؤ گی۔

مناحل خاموشی سے بیٹھو یہاں پر۔

آواز بلند ہوئی۔ کندھے سے پکڑ کر جھنجوڑا تو ہوش میں واپس ائی، بیٹھی

مجھے نہیں رہنا یہاں مریم بس اب اور نہیں رہ سکتی میں یہاں۔حیات بلکل صحیح کہہ کر گئی ہے میں کیسے کسی اور کے

یہاں صرف اسکا شوہر تو نہیں ہے نا؟ میں ہوں دانیال ہے عالیشبہ ہے رہی بات حیات کے شوہر کی تو وہ کزن بھی ہے تمہارا اسکے آنے سے پہلے تمہارا اور اسکا ایک رشتہ تھا اور ایک رشتہ ہے۔

لیکن؟

لیکن کیا ہاں اسے تمہارے بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا نا تمہاری میڈیکل کنڈیشن کا معلوم تھا بس اتنا معلوم تھا کے تم کینسر جیسی بیماری میں مبتلا ہو۔

رکی۔

میں مانتی ہوں کے ہم سب نے غلط کیا ہمیں حیات سے کچھ

کیوں کے اگر کسی اپنے کی جان بچانے کے لیے جھوٹ بول
بھی دیا تو اس سے نقصان تو کسی کا نہیں ہوا نا، بس غلطی یہ
ہوئی کے ہمیں حیات کو بھی کانفیڈینس میں لینا چاہیے تھا
مناحل بس خاموشی سے سنتی رہی دونوں ہاتھوں کو آپس
میں جوڑے بیٹھی رہی ایک گہری سوچ میں گم۔

مناحل ولید سے ایک گناہ ہوا ہے ایسا گناہ جسے چاہ کر بھی
اسکا ازالہ نہیں کر سکتا لیکن اب اس نے جو کچھ بھی کیا وہ
ہمارے کہنے پر کیا تمہاری حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا۔

مناحل خاموش رہی۔

ہاں اسکی غلطی یہ تھی کے اسے حیات کو سب کچھ بتا دینا

وہ اب بھی خاموش تھی۔

کچھ تو بولو۔

مجھے واپس جانا ہے بس اس سے زیادہ کچھ نہیں بول سکتی

میں۔

اٹھی دوبارہ بیگ کے پاس چلی گئی اور پیکنگ شروع کر دی

مریم جب باہر آئی تو سب اسکے منتظر تھے۔

کیا ہوا امانی؟

نہیں بہتر ہے کے پیکنگ کر لی جائے۔

دو دن بعد بھی تو جانا تھا تو کل ہی صحیح۔

یہ بات سن کر سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے. رات

کر وہاں سے چلی گی. کسی سے کچھ کہے بغیر اپنی کچھ سنائے بغیر وہ اندھیرے میں نکل گی. صبح جب مریم اٹھی تو اسکے برابر والی ٹیبل پر خط رکھا تھا. نظر پڑی خط اٹھایا اور پڑھنا شروع کیا جیسے جیسے نظریں اگے بڑھتی گی چہرے کے تاثرات فکر مندی میں بدلنے لگی..

السّلام و علیکم....!!

جب تک تمہیں یہ خط ملے گا میں یہاں نہیں ہو نگی، میں جانتی ہوں مریم کافی پریشان ہو جاؤ گی مجھے نا دیکھ کے لیکن میرا یقین کرو میں اگر وہاں رات رک جاتی تو بہت مشکل ہو جاتی میرے لیے۔ وہ چند لمحے جو میں نے گزارے جس

خدا جانتا ہے کے کیسے گزرے۔ مجھے معلوم ہے یہ مسلئہ تم لوگوں کے لیے اتنا بڑا نہیں لیکن میرے لیے بہت بڑا مسلہ بن چکا ہے خاص طور پر اس یاداشت کے بعد سے خاص طور سے آج جو ہوا میرے لیے بھلانا مشکل ہو رہا ہے۔ میں جانتی ہوں میرے اور ولید کے درمیان ایسی ویسی کوئی بات نہیں ہوئی اس دوران لیکن وہ لمحات جو ہم نے گزارے جنہیں میں چاہ کر بھی خود کی ذات سے الگ نہیں کر سکتی اس لیے انھیں اپنے ساتھ ایک خوبصورت اور لاحاصل یاد کی طور پر ساتھ لے کر جا رہی ہوں۔ آئی ایم سوری کے میں تمہیں بغیر بتائے جا رہی ہوں، کیونکہ اگر بتا کر جاتی تو تم

سچ تم اگر نا ہوتی میری طلاق سے لے کر میری سرجری تک تو شاید ہی میں زندہ ہوتی شاید ہی میں دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو پاتی۔ اللہ کا احسان ہے مجھ پر کے انھوں نے مجھے تم جیسا دوست الشبا جیسی بہن اور دانیال جیسا پیارا اور سمجھدار بھائی دیا۔ میری طرف سے دونوں کو پیار دینا اور سنبھال لینا اور ولید سے کہنا کے میں نے انھیں ہمیشہ کی طرح معاف کر دیا ہے لیکن میں اب ان سے ملنا نہیں چاہوں گی نا ہی کبھی ملوں گی۔ اپنا بہت سارا خیال رکھنا اماں بابا کی ذمہ داری اب الشبا کی ہے اسے کہنا جو وعدے سرجری سے پہلے لیا تھے وہ نبھانے کا وقت آ گیا ہے۔

مناحل عمران۔

آنسوں کے دھبے خط پر موجود تھے۔ اپنی انگلی سے ان دھبوں کو چھو رہی تھی آنکھیں نم تھی دم سادے بیٹھی رہی۔ الشبا اسکے کمرے میں آئی۔

مریم آپی کہاں ہے مناحل؟ اپنے روم میں نہیں ہے پتہ نہیں صبح صبح کہاں چلی گئی ہے اپکو؟

چلی گئی ہے وہ۔

چلی گئی ہے؟ کہاں؟ کب؟ کیوں؟

پتہ نہیں کسی کو کچھ نہیں کہا نا تمہیں نا مجھے بس جاتے جاتے یہ چھوڑ گئی۔

خط آگے بڑھاتے ہوئے کہا، الشبا نے جھٹ سے وہ خط اسکے ہاتھوں سے لے لیا۔

وہ ٹوٹ چکی ہے الشبا سب کچھ چھوڑ کے چلی گئی ہے کہاں گئی کس طرح گئی ہے کسی کو کچھ نہیں معلوم کس حال میں ہے کسی کو کچھ نہیں معلوم کیا کروں میں۔ کہاں ڈھونڈو اب کہاں جاؤں کس سے پوچھوں؟

سر کو ہاتھوں میں گرائے بول رہی تھی۔ ولید اور دانیال بھی آ گئے۔

Let's go guys,let's have some breakfast.

اسکے بعد ہمیں نکلنا بھی ہے۔ جاؤ الشبا مناحل آپی کو بلا لاؤ۔

عالیشبہ اٹھی اور خاموشی سے ولید کے پاس جا کر کھڑی ہوگئ۔ ہاتھوں میں تھاما ہوا خط آگے بڑھایا، ولید بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ بڑھایا ہوا خط پڑھنا شروع کیا۔ چلی گئ۔

یہ الفاظ سن کر دانیال نے خط ولید کے ہاتھ سے لیا اور پڑھنا شروع کیا اور پھر حیرت، فکر مندی، شرمندگی، ملامت سب اسکے چہرے سے ظاہر ہونے لگے۔

ایک بار پھر میری بہن مجھ سے دور ہوگئ ولید بھائی۔

خاموشی ٹوٹی ولید سامنے کھڑا اسے دیکھتا رہا وہ سمجھ چکا تھا کے آج پھر اسکی پیشی ہوگی آج پھر عدالت لگے گی رشتوں

میں ان سب حالات کا ذمہ دار اپکو نہیں ٹھہراؤ گی بھائی۔ سچ تو یہ ہے کے شاید میری بہن کی زندگی میں سکون ہے ہی نہیں۔ صرف بھاگنا اور برداشت کرنا لکھا ہے۔پہلے آپکے نا جائز الزام برداشت کئے پھر آپکے بولے ہوئے وہ تین لفظ برداشت کیے۔ اس کے بعد موو ان کے نام پر کبھی اس شہر تو کبھی اس ملک صرف بھاگتی رہی اور جب واپس آئی تو اپنی بیماری برداشت کی۔

ولید کی طرف مڑی۔

اب آپ مجھے صرف اتنا بتائے کے اس پوری کہانی میں اسکے لیے سکون کا ایک لمحہ بھی آیا؟

میں بتاؤں اسکی زندگی میں وہ سکون کے لمحے کب تھے؟
آپ دونوں کی منگنی سے لے کر شادی والے دن تک، اور اسکی بربادی کے لمحات کی شروعات بھی شادی والے دن سے ہوئی اب آپ دیکھیں اور تولیں کے خوشیوں کا پلڑا بھاری ہے یا غموں کا؟
ولید ایسے کھڑا تھا کے جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔
آج آپ کی بہن آپکے سامنے ہاتھ جوڑ کر کچھ مانگنے جا رہی کیا آپ وہ مانگ پوری کریں گے؟
ٹراؤزر اور ٹی۔شرٹ میں ملبوس کھڑا نوجوان اب اسے دیکھ رہا تھا۔

مجھے میری بہن لا دیں ولید بھائی پلیز مجھے اور کچھ نہیں

چاہیے۔

ولید قریب ایا۔

میں مناحل کو واپس لے کر آؤنگا الشبا ہر حال میں لے کر

آؤنگا چاہے کچھ بھی ہو جائے بہت دکھ سہہ لیے اس نے

اب اور نہیں۔

ہاتھوں کو تھامے کھڑا تھا آنکھیں نم تھی اسکی بھی تکلیف

اسے بھی تھی لیکن ظاہر کرنا ناممکن تھا۔ شرمندگی کے اس

دلدل میں تھا جہاں سے نکلنا ناممکن سا تھا۔ اوپر سے اسے

معاف کر کے اور احساس دلا دیا گیا تھا۔ تینوں اس ہی دن

کراچی واپس آگئے مریم وہاں سے اپنے گھر چلی گئی جب

کے الشبا، دانیال اور ولید گھر پہنچ گئے

کہاں ہے مناحل؟

سوال آیا۔ لیکن خاموشی برقرار تھی۔

تم بولو دانی کہاں ہے مناحل؟

معلوم نہیں۔

معلوم نہیں؟

آجائے گی۔

یہ بات بول کر دانیال الشبا کو لے کر اندر چلا گیا۔ ولید وہیں

کھڑا رہا۔ سب کی باتوں کو نظر انداز کیے اسکا صرف ایک

حیات کہاں ہے؟

سب خاموش رہے۔

میرے سوال کا جواب دیں حیات کہاں ہے؟

آواز بلند ہوئی۔

اندر کمرے میں۔

سن کر اندر کمرے میں گیا جب پہنچا تو دیکھا وہ موبائل میں کچھ کر رہی تھی۔ اسکی طرف بڑھا بازو سے پکڑ کر اسے اٹھایا۔

تمہیں معلوم ہے تم نے کیا حرکت کی ہے؟

گرفت اتنی مضبوط تھی کے اسکی کراہٹ نکل گئی۔

چھوڑا دیا.

تکلیف اسے تکلیف کہتی ہو تم؟

بازو کو پکڑے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

میں صرف تم سے اتنا پوچھ رہا ہوں کے کیا بکواس کر کے آئی ہو تم؟

میں نے کیا بکواس کی ہے اور کس سے کی ہے؟

میری ایک بات سنو حیات کان کھول کر سن لو، آج یہ جو رشتہ ہمارے درمیان موجود ہے نا یہ صرف اس لڑکی کی وجہ سے جس کو تم آج مار کر آئی ہو۔ اس لڑکی کی وجہ سے ہم ابھی تک ساتھ ہے، اس لڑکی کی وجہ ہم ابھی تک الگ

تھا۔ تم سے نکاح میں نے صرف مناحل کو تکلیف دینے کے لیے کیا تھا مجھے اس وقت بلکل معلوم نہیں تھا کے میں اس رشتے کو نبھا پاونگا بھی یا نہیں، حیات صرف مناحل کے اس وعدے نے مجھے مجبور کر دیا کے میں یہ رشتہ نبھاؤں۔ آج ہم میاں بیوی کی حثیت سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں، لیکن اگر مناحل نہیں ہوتی تو میں کبھی نہیں نبھاتا۔ دنیا کی نظر میں صرف میاں بیوی کہلاتے لیکن در حقیقت ہم کبھی بھی میاں بیوی نا ہوتے میں وہ حق تمہیں کبھی نہیں دیتا جو صرف مناحل کا تھا۔

خاموش ہوا پھر چلتے ہوئے کھڑکی تک گیا تنے تاثرات

تم جس کو آج پیچ بد ذات اور گھٹیا کہہ رہی ہو در حقیقت اس سے زیادہ پاک دامن عورت میں نے نہیں دیکھی۔ تم نے اس کو ایک بات اور بولی تھی کے اتنی حسین خوبصورت، پڑھی لکھی لڑکی کی طلاق شادی والے دن کیوں ہو گی؟

پوچھا تھا نا؟

پلٹا اور اسے دیکھنے لگا، حیات نے اثبات میں سر ہلایا۔

تم نے وہ حدیث سنی ہے کے جیسا مرد ہو گا ویسی ہی عورت ملے گی۔

سچ کہوں تو میں بد ذات ہوں میں بد کردار ہوں میں لائق تھا ہی نہیں منا حل کے جب ہی تو ہمارا رشتہ نہیں چل سکا کیوں

کے ہم ایک دوسرے کی طرح نہیں تھے کیوں کے ہمارا
نصیب ایک سا نہیں تھا
حیات بس خاموشی سے سنتی رہی۔
رہی بات تم سے چھپانے کی تمہیں انتظار کروانے کی تو اسکے
لیے میں شرمندہ ہوں لیکن ضروری تھا کے یہ نا چاہتے
ہوئے بھی مجھے مناحل کے ساتھ رہنا پڑا میں نے اسکے
ساتھ وہ لمحات گزارے جو میں حلال رشتے میں گزارنا چاہتا
تھا لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا
رکا۔

ہمارے رشتے کی اصل بنیاد مناحل تھی حیات جو آج میں تم سے بات کرتا ہوں تمہارے ساتھ رہتا ہوں ہم ہنستے ہیں وہ سب اسکی وجہ سے ہے.

رکا اور پھر جملہ وہیں سے جوڑا۔

تمہارا گناہ گار میں تھا حیات نا کہ مناحل تم نے اسکو اتنا کچھ سنا کر ٹھیک نہیں کیا اگر اسے کچھ ہوا تو میں اسکے وعدے کا مان بھی نہیں رکھوں گا۔

اسے کیا ہو گا کچھ نہیں ہوتا ایسے لوگوں کو اور آپ کون سے وعدے کا ذکر کر رہیں ہیں ایسا کون سا وعدہ کر لیا تھا اس نے۔

ہمارے رشتے کو قائم رکھنے کا وعدہ اسے ختم نا کرنے کا وعدہ ایک ساتھ ہنسنے کا وعدہ، اپنے رشتے کو آگے بڑھانے کا وعدہ۔

آنکھوں کے گوشوں پر آنسوں آنے لگے تھے۔ انگلی سے صاف کیا۔

خیر اگر اسے کچھ ہوا تو ہمارا یہ رشتہ بھی زندہ نہیں رہے گا۔

بول کر کمرے سے چلا گیا۔

مناحل وہیں کھڑی رہی اسے جاتا دیکھتی رہی۔

کیا میں واقعی غلط تھی؟

کمرے سے باہر نکلا تو دانیال اسکے کمرے کی طرف ہی آرہا

بھائی؟

ھمم بولو.

کیا کرنا ہے اب؟

کس بات کے لئے؟

مناحل کے لئے.

ہاں دیکھتے ہے اب..

بھائی ٹھیک ہو گی نہ وہ.

انشاللہ..

بول کے باہر کی طرف جانے لگا.

بھابھی سے بات ہوئی آپکی؟

کچھ کہا تو نہیں نہ اپ نے؟

نہیں.

شکر.

بس اتنا کہا ہے کے اگر اسے ایک خروچ بھی آئی تو میں اپنے وعدے کا پاس نہیں رکھونگا.

بول کے گاڑی میں بیٹھ گیا.

کہاں جا رہے ہو؟

اپنا وعدہ نبھانے.

بول کر گاڑی اسٹارٹ کی اور وہاں سے چلا گیا. جگہ جگہ گھومتا رہا. پرانی یادیں سوچتا رہا.

ارے الجیکل کیا بات کہی میں نے.
دانی لوجیکل باتیں وہ کرتا ہے جس کے پاس دماغ ہو.

what do you mean mrs. waleed?

آپکو لگتا ہے کے میرے پاس دماغ نہیں ہے؟
میں نے اپکا نام کب لیا؟
یہ بات بول کر دانیال کے ساتھ ہسنے لگی.
ٹھیک ہے بیٹا ہنس لو جتنا ہنسنا ہے ایک دن ایگا جب سب میرے ساتھ ہونگے اور اپ اکیلے ہونگی تب پوچھونگا اپ سے.
دیکھا جائیگا مسٹر ولید.

اور یہ بات بول کر ہسنے لگی. ولید بس پیار بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہا.

مجھے انداز نہیں تھا منا حل کے اس طرح اکیلی ہو جاؤ گی تم جہاں بھی ہو واپس اجاؤ پلیز منا حل واپس اجاؤ.

سٹیرنگ پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا گیا. کسی چھوٹے بچے کی طرح اس ان دیکھے انسان سے ضد کر رہا تھا. ٹریول ایجنٹ کی پاس پہنچا تو ولید کو دیکھ کر احترام کھڑا ہو گیا.

اسلام و علیکم ولید

وعلیکم اسلام ریحان.

یہ بول کر ہاتھ میں موجود موبائل اور چابیوں کو ٹیبل پر رکھ

yes sir how may i help you?

اگے ہو کر بیٹھا کافی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا.

rehan i just wanted to know about manahil.

وہ پتہ نہیں سوات سے کہیں چلی گی ہے. مجھے صرف یہ پتہ کروانا ہے کے اگر وو شہر سے باہر گئی ہے تو کہاں؟ اور اگر ملک سے باہر تو کہاں؟

ریحان بس خاموشی سے سنتا رہا. کچھ کہنے کو منہ کھولا لیکن ولید نے کہنے نہیں دیا.

لسٹین ریحان مجھے دلاسے نہیں چاہے اوانٹ رزلت میں

جانتا ہوں کی ہم اچھے دوست ہے لیکن آج میں ایک دوست نہیں ایک باس کی حثیت سے کہہ رہا ہوں.

بلکل ولید میں جانتا ہوں میں اپنی پوری جی جان لگا دونگا مناحل بھا.... مناحل کو ڈھونڈنے میں.

ولید نے کچھ کہا نہیں بس گردن کو جنبش دی..

دو دن ہے تمہارے پاس.

اٹھتے ہوئے کہا.

دو دن بہت زیادہ نہیں ہے؟

اچھا چلو پھر آج کا دن ہے کل تک مجھے جواب چاہیے.

ولید کیا ہو گیا ہے یار دو دن بہت کم ہے.

ایک دن میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہے تو دو دن میں اڑتالس گھنٹے ہوئے؟ تو اتنا وقت بہت ہوتا ہے کسی کا پتا لگانے کی لئے سمجھیں اپ.

بول کی باہر چلا گیا. پہنچا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تو پیچھے سے سوریہ نے آواز لگا کے روکا.

ولید.

جی امی.

یہاں او مجھے تم سے بات کرنی ہے.

جو زینے چڑھے تھے اتر کر واپس آیا نیچے بہت تعبداری کی ساتھ اکر بیٹھ گیا.

کچھ پتا چلا مناحل کا؟

اس کے اس سوال پر ولید نے نفی میں سر ہلایا.

سمیہ کو تو جیسے چپ سی لگ گی ہے، اور عمران بھائی بھی بس اپنے میں رہتے ہے. نہ بات کرتے ہے نہ ہی ملاقات ہوتی ہے..

ولید بس خاموشی سے سنتا رہا.

کچھ کرو ولید پتا نہیں کیسے ہمارے ہنستے کھلتے گھر کو نظر لگ گی ہے.

سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا امی اپنے بیٹے پر یقین رکھیں، میں سب کچھ صحیح کر دونگا بس کچھ وقت چاہیے

انشاء اللہ۔۔

اداسی میں کہا گیا۔

کہاں ہے پھوپھو اور عمران انکل؟

سمیہ تو اپنے کمرے میں ہے اور عمران بھائی آفس۔

میں مل کر آتا ہوں ان سے۔

ھمممم۔

ولید وہاں سے اٹھا اور سیڑھیوں کے بجائے سامنے کی طرف چلا گیا۔

کمرے کے باہر پہنچا تو دروازہ بند تھا۔ دستک دی اور اندر کی طرف جانکا تو سمیہ جائے نماز پر بیٹھی تھی دعا کے لیے ہاتھ

اٹھائے تھے تو چہرے پر پریشانی عیاں تھی البتہ آنکھیں بند تھیں۔

چہرے پر ہاتھ پھیرا اور پلٹ کر ولید کو دیکھنے لگی۔ آنکھوں کے اشارے سے اسے اندر آنے کو کہا پہلے کے مقابلے میں وہ زیادہ کمزور اور نڈھال لگ رہی تھی واقعی اولاد کا غم انسان کو اندر تک مار دیتا ہے اور یہ بات سمیہ کو دیکھ کر کہی جا سکتی تھی۔ ولید انکے اشارے پر اندر گیا۔

بیٹھو بیٹے کھڑے کیوں۔

جائے نماز موڑتے ہوئے کہا گیا۔

کیسی ہیں آپ پھوپھو؟

نرمی سے مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

عمران انکل؟

پتہ نہیں وہ کیسے ہیں.

ولید انکی اس بات پر حیران ہوا۔

پتہ نہیں مطلب؟

مطلب یہ ہے کہ مناحل کی بیماری سے لے کر آج تک عمران میں بہت بدلاؤ آگیا ہے۔پہلے بات کرتے تھے اب وہ بھی نہیں کرتے، مسائل ڈیسکس کرتے تھے اب وہ بھی نہیں کرتے۔ آفس سے گھر، گھر سے آفس۔۔ اب تو دیر سے بھی آتے ہیں، آنے کے بعد گھنٹوں کسی سوچ میں میں

گم صم سے بیٹھے رہتے ہیں۔ صحت بھی پہلے کے مقابلے میں گر گئی ہے۔

ولید سامنے بیٹھا سب کچھ سن رہا تھا۔

بہت زیادہ پریشان ہے لیکن ظاہر نہیں کرتے اندر ہی اندر گھل رہیں ہیں۔ بیٹی کی تکلیف واقعی ناقابل برداشت ہوتی ہے ولی مائیں پھر بھی اپنی تکلیف غم دیکھا دیتی ہے لیکن باپ تو وہ بھی نہیں دیکھا سکتے۔

سمیہ کی آنکھیں اب نم تھی۔

میری سمجھ سے باہر ہے ولی سب کچھ ایسے ریت کی طرح ہاتھ سے پھسل رہا ہے ساری خوشیاں گھر کی خوش حالی سکھ

چین سب ختم ہوتا جارہا ہے کیا کروں میں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے۔

سر کو ہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی۔

پھوپھو۔

آواز پر چہرہ اٹھایا

اپکو مجھ پر یقین ہے؟

سمیہ نے خالی آنکھوں سے اسکی طرف دیکھا۔

میں جانتا ہوں پھوپھو میرے گناہ معافی کے قابل نہیں ہے، میں یہ بھی جانتا ہوں میں نے جو کیا اس وجہ سے میں اعتبار کے قابل بھی نہیں رہا، لیکن پھوپھو آپ مجھے اپنے

جو بھی میں نے کیا آپکی بیٹی کے ساتھ اس حساب سے تو مجھے آپکے سامنے انا بھی نہیں چاہیے لیکن میرا اور آپکا رشتہ داماد اور ساس سے پہلے کا ہے پھوپھو اور بھتیجے کا رشتہ بھی ہے اس رشتے کے ناتے مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہے نا؟

سوالیہ نظروں سے اب وہ اپنی پھوپھو کی طرف دیکھ رہا تھا۔

بولیں پھوپھو؟ کیا میں آپکے بھروسے کے لائق ہوں اب بھی؟ کیا میں اب بھی آپکا وہی پرانا والا ولی ہوں جس پر آپ آنکھ بند کر کے بھروسہ کر سکتی ہیں؟

سمیہ اسے دیکھ رہی تھی۔

بولیں پھوپھو۔

ولی میرا بھروسہ تم پر سے کبھی بھی ختم نہیں ہوا تھا نہ ہی ہو گا بس دل دکھا تھا۔ جب اولاد کو نا کردا گناہ کی سزا ملتی ہے تو ماں باپ اندر سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ سوچتے ہیں کے میری اولاد کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا۔

ولید شرمندگی تھی یا ملال سے سر جھکائے سب کچھ سنتا رہا۔ میں واقعی پھوپھو آج تک پچھتا رہا ہوں خاص طور پر تب سے جب سے مجھے حقیقت کا پتہ چلا ہے، میں گناہ گار ہوں آپ لوگوں کا خاص طور پر مناحل کا۔

کہہ رہا تھا پچھتاوا لفظوں سے صاف ظاہر تھا

اپکو معلوم ہے پھوپھو حیات کے جانے کے بعد جب میں

رکا سمیہ دم سادے بس اسے دیکھتی رہی۔

مجھ سے اس نے کہا تھا کے جب جب اپنے مجھے مسز ولید کہہ کر پکارا اپکو احساس نہیں ہوا کے آپ کسی کے ساتھ غلط کر رہیں ہے جب جب میں نے آپکے کندھوں پر سر رکھا تب بھی اپکو یہ احساس نہیں ہوا کے یہاں میری جگہ آپکی بیوی کو ہونا چاہیے تھا۔ خدا کی قسم پھوپھو اس کے ساتھ گزارا ہر ایک لمحہ میرے لیے خوبصورت لمحات میں سے ایک ہے.

نظریں جھکائے وہ کہہ رہا تھا۔

لیکن پھوپھو اس دوران میں پل پل مرا ابھی پچھتاوے کی

نظریں اٹھائی تو آنکھیں نم تھی۔ سمیہ اسے دیکھتی رہی خاموشی سے بس کچھ کہا نہیں۔

مجھے معاف کر دیں پھوپھو۔

آنسوں اب رخسار پر تھے۔

مجھے معاف کر دیں پھوپھو میں بہت برا انسان ہوں میں اپنے رشتے کو نہیں سنبھال سکا آپکی بیٹی کو خوش نہیں رکھ سکا، اپنی دادی کی خواہش کی لاج نہیں رکھ سکا۔

سمیہ آگے بڑھی ولی میں جانتی ہوں اس دن جو کچھ بھی ہوا اچھا نہیں ہوا اس رات اس گھر سے ایک رشتہ ختم نہیں ہوا تھا کئی سارے رشتے ختم ہوئے تھے اس رات اس گھر کسی

نظریں ولید پر مرکوز تھی لیکن وہ گردن جھکائے بیٹھا تھا۔
میں قصوروار تمہیں شروع دن سے نہیں ٹھراتی۔ مناحل
کا مجرم صرف ایک ہے اور وہ ہے وقت۔ وقت کسی کا سگا
نہیں ہوتا۔ آج میرا ہے تو کل تمہارا ہوگا اسی طرح اس دن
وہ وقت میری بچی کا نہیں تھا اور نا ہی تمہارا تھا۔ میرے
دونوں بچوں کی زندگی برباد ہوگئی۔
ولید نے نظریں اٹھائی تو آنکھیں بلکل لال سرخ ہو رہی
تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے آنکھوں میں خون اتر آیا ہو۔
آنسوں رواں تھے کسی چھوٹے بچے کی طرح بے آواز رو رہا
تھا۔

ہتھیلیوں سے آنسوں صاف کئے آگے کو ہوا آواز روندی سے تھی کہا نہیں جا رہا تھا لیکن پھر بھی کہا۔

پھو پھو میں وعدہ کرتا ہوں منا حل کو ہر حال میں ڈھونڈ کر آپکے سامنے لے کر آؤنگا پھر چاہے کچھ بھی ہو جائے زندہ سلامت آپکے سامنے لا کر کھڑا کر دونگا پھر اس سے پوچھیئے گا کے کیوں کیا اس نے ایسا کیا قصور تھا ہمارا، میرے کیے کی سزا پورے گھر کو کیوں دی۔

بلکل ایک بار آ تو جائے سامنے دیکھنا میں کیسے اسکی ڈانٹ لگاتی ہوں۔

پھوپھو کیا میں پہلے کی طرح آپکی گود میں سر رکھ سکتا ہوں؟

سمیہ نے اثبات میں سر ہلایا تو ولید انکی گود میں لیٹ گیا لیٹا تو انکھو سے آنسوں کا ایک ریلا بہے گیا.

بہت مس کیا ہے میں نے اس گود کو پھپھو پچھلا ایک سال میں نے اس سکوں کو یاد کیا ہے جو مجھ سے دور رہا. امی سے زیادہ آپکی گود میں سر رکھ کر سویا ہوں. اپنی خوشی کی لمحات ہو یا غم کے اس ہی گود میں لیٹ کی آپکو بتائے ہیں.

سمیہ اسکے سر کے بالوں میں اپنا ہاتھ پھیرتی تھیں اور وہ اپنی ساری باتیں بتا تھا۔۔ ساری پرانی باتیں یاد کر کے کہہ رہا تھا اور وہ بس بیٹھی سن رہی تھیں۔

لیکن پھوپھو پچھلا ایک سال میری زندگی میں بہت بد سکون رہا ہوں۔ مجھے سکون کہیں نہیں ملتا تھا۔ نا نماز نا تہجد میں کہیں بھی نہیں، واقعی کسی کا دل جب آپ سے دکھتا ہے نا تو آپ کی زندگی سے سکون چلا جاتا ہے۔۔۔

پھر اٹھا۔

چلتا ہوں پھوپھو مجھے کچھ کام ہے پھر آؤنگا آپکے پاس پہلے کی طرح میری مالش کیجیے گا ضرور.

میرا بیٹا۔

ایک نرم مسکراہٹ کے ساتھ اٹھا۔ انسو اب تھم چکے تھے البتہ آنکھیں لال ابھی تک تھی۔ اٹھا اور جانے لگا تو پیچھے

ولید۔

جی پھوپھو

جو بد سکونی پہلے لائے ہو اپنی زندگی میں اس میں مزید اضافہ مت کرنا۔ میں اپنے بیٹے کو اس سے زیادہ بد سکون نہیں دیکھ سکتی۔

اپکو پتہ ہے پھوپھو مناحل بلکل آپکی طرح ہے، بلکل آپکی پرچھائی۔

یہ بولا تو سمیہ اسے دیکھ کر مسکرانے لگی، اسے مسکراتا دیکھ ولید بھی مسکرا دیا، اور پھر آستینوں کے کف کو کھولتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے تک چلا گیا۔

****

****

****

باب نمبر:۱۰

سرد موسم میں پہاڑوں کے درمیان شال کندھے پر ڈالے ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے بیٹھی تھی۔ سامنے بچوں کو کھیلتے کودتے دیکھ بس ہلکا سا مسکراتی پھر ایک گھونٹ کافی کا لیتی۔

آرام سے حنین۔

نرمی سے بولی

اسکی نظریں ابھی بھی بچوں پر ہی تھی جو سامنے ایک الگ

انھیں دیکھ رہی تھی کبھی کسی کی چھوٹی سی حرکت پر مسکرا دیتی تو کبھی نرمی سے ڈانٹ دیتی، اتنے میں پیچھے سے کوئی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے پلٹ کر دیکھتی ہے تو سامنے کھڑا شہیر اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

اکیلے اکیلے کافی؟

کافی کی طرف دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔

نہیں اکیلے کہاں دو تین لوگ اور ہیں میرے ساتھ۔

کہاں

یہ میرے برابر میں بیٹھے ہوئے ہیں.

مس مناحل آپ انسانوں والے جواب کیوں نہیں دے

مسٹر شہیر انسان کو انسانوں والے جواب دیے جاتے ہیں

نا؟

پچھلے ایک سال سے نا میں ترس گیا ہوں آپ سے انسانوں

والے جوابات سننے کے لیے۔

تو انسان بنائے نا

تو ابھی کیا میں بندریوں؟

یہ سن کر وہ ہسنے لگی شہیر کھڑا اسے دیکھتا رہا۔ رکی۔

ویسے کسی نے یہ بات بلکل صحیح کہیں ہے کہ انسان پہلے بھی

بندر تھا انسان آج بھی بندر ہے۔۔۔ اور یہ بات آپ کو

دیکھ کر کہی جا سکتی ہے۔

بول کر مسکراتی ہے اور پھر کافی کا مگ منہ سے لگا کر ایک گھونٹ بھرتی ہے۔

واہ جناب کیا بات ہے بلکل درست فرمایا آپنے.

اچھا نا اب اس طرح نہیں دیکھیں میں کافی منگواتی ہوں آپکے لیے بھی۔

ھمم۔

بول کے اسکے برابر میں بیٹھ گیا۔

تاج بی شہیر کے لیے ایک کپ کافی لادیں جلدی سے

تاج بی سر کو خم دے کر اندر کی طرف چلی گئ۔ مناحل کو آئے ہوئے پورا ایک سال ہو چکا تھا۔ شہیر اور مناحل ایک

فیملی ٹرمز بھی اچھے تھے۔ مناحل کی زندگی کے بارے میں
اسے سب کچھ معلوم تھا سوائے اسکی بیماری اور اسکی اور
ولید کی علیحدگی کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔
اس ایک سال میں یہ بھی نہیں پوچھا کے اس طرح یہاں
کیوں آئی۔ بس ذہن میں یہ تھا کے شاید دونوں میں کچھ
پریشانی ہے جس کی وجہ سے کچھ ٹائم کے لیے یہ یہاں سب
کچھ چھوڑ کر آگئی ہے۔ اپنے گھر کو چھوڑ کر ایک NGO میں
کام کر رہی ہے اپنا آرام دہ کمرہ چھوڑ کر ایک گھر میں رہائش
پذیر ہے۔ جو شہیر نے اسے ایک سال پہلے دیا تھا رہنے کے
لیے۔

کراچی میں بھی سب کچھ بظاہر ٹھیک تھا لیکن اندر کے حالات کچھ اور تھے ولید کے گھر اب ایک پیارا سے بیٹا تھا دانیال اور الشبا کا نکاح کا رشتہ وہیں تک تھا دونوں نے رخصتی نہیں لی تھی۔ ولید ابھی بھی مناحل کی تلاش میں تھا لیکن کچھ پتہ نہیں چل سکا تھا۔

شہیر کی کافی آئی۔

جزاک اللہِ۔

مسکراتے ہوئے کہا وہ بھی مسکرا کے وہاں سے چلی گئی۔

شہیر اصل حقیقت میں بہت سنجیدہ مزاج تھا ساتھ ہی ساتھ سب کی تکلیف کو مد نظر رکھتا تھا۔ اسکا مناحل کو دیکھ

واقف تھا اسکے حال زندگی کو بھانپ چکا تھا۔ اسکو آئے ہوئے ایک سال ہو چکا تھا لیکن اس نے آج تک کچھ نہیں بتایا نا اپنے آنے کے بارے میں وجہ بتائی۔ پچھلی باتیں یاد کر رہا تھا۔

****

****

****

تقریباً رات کے چار بجے کے قریب شہیر کے گھر کا دروازہ بجتا ہے۔ آنکھوں کو مسلتے ہوئے اپنے کمرے سے نکل کر

ایک لڑکی کھڑی ہوتی ہے جو چہرے سے تو مطمئن اور پر سکون نظر آ رہی تھی لیکن آنکھوں سے اسکی تکلیف ظاہر تھی۔ شہیر کی نظر بس اس پر پڑھنے کی دیر تھی آنکھیں ایسے کھلی جس کی حد نہیں تھی بس بے ساختہ ایک ہی جملہ نکلا۔

مناحل تم؟

مناحل بس اسے دیکھتی ہے۔

اندر آنے کی اجازت ہے؟

وہ نرمی سے پوچھ رہی تھی اسکے اس سوال پر شہیر ہڑبڑا کر سائیڈ ہوا۔

بیگ لیے اندر داخل ہوتی ہے

چھوڑ دو میں لے کر آتا ہوں۔

مناحل بیگ وہیں چھوڑ دیتی ہے لاونج تک پہنچتے ہیں تو سامنے رکھے صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

بیٹھو۔

اور پھر پانی کا گلاس لینے کیچن کی طرف چلا جاتا ہے۔ واپس آتا ہے تو وہ وہیں سامنے دونوں ہاتھوں کو جوڑے بیٹھی تھی کسی گہری سوچ میں گم۔ شہیر پانی کا گلاس آگے کرتا ہے تو لے لیتی کچھ کہتی نہیں ہے۔

بیٹھو۔

کچھ نہیں۔

مناحل رات کو اس وقت کوئی بھی بلا وجہ نہیں آتا بتاؤ کیا

بات ہے؟

شہیر مجھے ایک فیور دو گے۔

ہاں ہاں بولو۔

مجھے اس شہر میں رہنے کی جگہ چاہیے تم ارینج کر سکتے ہو؟

کتنے دن کے لیے؟

خاموشی نے جیسے ہونٹ سیل دیے ہوں.

مناحل کتنے دن کے لیے؟

عمر بھر کے لیے۔

شہیر یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ ایک گہری سانس لی اور آگے ہو کر بیٹھا۔

تم جہاں جس جگہ بیٹھی ہو آج سے یہ جگہ یہ گھر تمہارا، جتنے دن، مہینے، سال یا عمر بھر رہنا ہے رہو۔

لیکن شہیر؟

لیکن ویکن کیا ہاں تم نے مجھ سے کہا کے تمہیں رہنے کی جگہ چاہیے جہاں تم عمر بھر رہ سکو۔

ھمم

تو بس میں نے تمہارا کام کر دیا۔

تم کہاں رہو گے؟

میں مام ڈیڈ کے ساتھ، دراصل بات یہ ہے کہ میرا آفس یہاں سے قریب ہے تو صبح یہاں سے جانے میں آسانی ہوتی ہے۔ واپسی میں گھر چلا جاتا ہوں کھانا کھا کر آتا ہوں ویک اینڈ موم ڈیڈ کے ساتھ گزارتا ہوں تو یہ خالی رہتا ہے

اچھا ہے اب آپ رہیں گی تو آباد رہے گا۔

شہیر آئی ایم سوری۔۔

کس بات پر سوری؟

تمہیں پریشان کرنے کے لیے۔

نہیں یار یہ میرا فرض اور تمہارا حق ہے اور میں تو خوش ہوں کے تم نے مجھ پر بھروسہ کیا۔ چلو اب جاؤ جا کر فریشن

روم؟

امم آج کے لیے اس روم میں رک جاؤ دراصل میرا سامان بکھرا ہوا ہے کل ماسٹر روم میں شفٹ ہو جانا۔

نہیں نہیں یہ بھی اچھا ہے۔

چلو اچھا ہے فریشن اپ ہو جاؤ میں کھانا ارڈر کرتا ہوں۔۔

ھمم۔

سر کو اثبات میں ہلا کے اندر چلی گئی اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ باہر کھڑا لڑکا اب فون پر کچھ کہہ رہا تھا۔ کپڑے وغیرہ بدل کر جب باہر آئی تو دیکھا کے شہیر سامنے صوفے پر بیٹھا ہے اور ٹی وی پر چینل بدل رہا ہے اسے آتا دیکھ

آئیں مس مناحل۔

اپنی جگہ سے اٹھا۔

ارے کیا ہوا بیٹھو میں وہاں بیٹھ جاؤں گی۔

ارے نہیں آپکا گھر ہے آپ یہاں بیٹھے ہم وہاں بیٹھ جائیں گے۔

کہتے ہوئے بیٹھ گیا۔

اس طرح بول کر مجھے شرمندہ مت کرو پلیز۔

ارے شرمندگی کی کیا بات۔۔۔ خیر بیٹھو میں نے ڈینر آرڈر کیا ہے بس ڈیلور ہو تا ہی ہو گا۔

کیوں منگوالیا مجھے بھوک نہیں تھی۔

ارے آپ تو صرف ایک بہانا ہے، اصل میں بھوک مجھے بھی لگی تھی تو منگوا لیا۔

اتنے میں ڈور بیل بجی۔

آہ! آ گیا ہمارا کھانا۔

اٹھا دروازے کی طرف گیا

Ohh! Thank you boy...

My pleasure sir...

دیلوری بوائے مسکرا کر وہاں سے چلا گیا جب کہ شہیر مسکراتے ہوئے چھوٹے بچے کی طرح کھانا اندر لے گیا۔

آجاؤ میڈم کھانا آ گیا ہے۔

مناحل مسکراتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ شہیر نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا۔

کیا بات ہے میڈم؟ اس طرح دیکھتی رہی تو پیار ہو جائے گا۔

مناحل اس ہی طرح قریب آئی۔

جزاک اللہ شہیر تم نا ہوتے تو میرے لیے بہت مشکل ہو جاتی۔

او نہیں جی نہیں وہ ہے نا وہ اپنے بندے کے لیے کبھی کوئی مشکل ہونے نہیں دیتا میری یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔

آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

جانتی ہوں شہیر جب ہی تمہارے پاس آئی کیوں کے اللہ نے مجھے راستہ دیکھایا تھا۔

چلو اب کھانا کھالیں بھوک سے پیٹ میں چوہے بھانگڑا کر رہیں ہے۔

ہاں ہاں ضرور۔

آئی آ کے ٹیبل پر بیٹھی دونوں نے کھانا شروع کیا۔ کھاپی کر فارغ ہوئے تو شہیر کیچن کی طرف بڑھا۔

کہاں؟

کیچن۔

کیچن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

چائے کے لیے دراصل کھانے کے بعد چائے یا کافی چاہیے
ہوتی ہے مجھے.

میں بنادوں؟

تم بناؤ گی؟

ہاں کیوں؟

تمہیں چائے بنانی آتی ہے؟

کیا مطلب؟ مجھے پورے کھانے بنانے آتے ہیں۔

اچھا وہ دراصل کبھی کھلایا نہیں نا تم نے کچھ آج تک اتنے
سال یونیورسٹی میں ساتھ گزارے لیکن مجال ہو جو مس
مناحل عمران نے کچھ کھلایا ہو اس ناچیز کو۔

مناحل بس اسے گھورتی رہی، پھر دونوں ہاتھ باندھے اسے گھورتی ہوئی قریب گئی۔

کوئی بات نہیں مسٹر شہیر آج اپکو اپنے ہاتھوں سے کافی بنا کے پلاتی ہوں جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔

تاج بی میڈیسن میرے کمرے میں رکھ دیں۔

کن انکھیوں سے مناحل کو دیکھا اور پھر دونوں ہسنے لگے۔

مذاق کر رہا ہوں چلیں آج ہم آپکے ہاتھ کی کافی پی کر دیکھتے ہیں۔

ابھی لائی۔

بول کے کیچن میں چلی گئی۔

شہیر بس دور کھڑا اسے گم صم سا دیکھتا رہا جو کپ میں چمچ چلا رہی تھی، دیکھ کے واپس آگیا۔

پوچھوں کیا؟ یا رہنے دوں؟

ایک سوچ میں خود کلامی کی گئی۔

پوچھنا بہتر ہے۔

کہہ کر حتمی فیصلہ کیا۔ مناحل باہر آئی کیچن سے تو ہاتھ میں مگ تھے۔ شہیر کے سامنے لا کر رکھا تو اسے دیکھنے لگا اٹھا کر ایک گھونٹ بھرا۔

بہت ذائقہ ہے تمہارے ہاتھ میں۔

شکریہ

شہیر نے بات کی شروعات کی۔

مناحل کچھ سوالات ہے جو مجھے پوچھنے ہیں، جن کے جواب جاننا میرے لیے ضروری ہے۔

مناحل پرسکون انداز میں پیچھے ہو کر بیٹھی۔

میں جانتی ہوں شہیر کون سے سوالات ہیں جو تمہیں تنگ کر رہے ہیں جن کے جواب جاننا تمہارے لیے ضروری ہے۔

تو بتادو اگر جانتی ہو تو۔

یہی نا کہ میں رات گئے یہاں کیوں اور کیسے پہنچی؟ یہی نا کے میں گھر چھوڑ کر اس طرح یہاں کیوں آئی؟ یہی نا....

مناحل مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کے تم رات گئے یہاں کیوں آئی ہو اور کیسے آئی ہو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کے تم اپنے گھر کو چھوڑ کر کیوں آئی ہو. مجھے صرف اس بات سے غرض ہے کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے؟

مناحل خاموش رہی۔

شہیر آج میں تم سے ایک ریکویسٹ یا وعدہ چاہتی ہوں۔

بولو۔

چاہے کچھ بھی ہو جائے میرے بارے میں تم کسی کو کچھ بھی نہیں بتاؤ گے چاہیے میں مرنے والی ہی کیوں نا ہو۔

بس یہ وجہ میں نہیں بتا سکتی، شاید بابا، ولید یا الشبا میں سے تم سے کوئی رابطہ کرے لیکن تم کسی کو بھی نہیں بتاؤ گے وعدہ کرو۔

ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا گیا۔

وعدہ چاہے کچھ بھی ہو جائے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤنگا۔

جزاک اللہ۔۔

صبح ہوئی، شہیر اٹھا اور سیدھا مناحل کے کمرے کی طرف بڑھا آہستہ سے دروازہ کھولا تو دیکھا مناحل سو رہی ہے اسے سوتا دیکھ مسکرایا اور پھر دروازہ بند کر کے واپس اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا وہ شاید وقت سے پہلے آٹھ گیا تھا

کمرے سے باہر آئی تو دیکھا شہیر سامنے ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھا تھا اور تاج بیگم اسے ناشتہ دے رہی تھی۔ موبائل میں کچھ دیکھ رہا تھا۔ بلیک شرٹ اور مسٹرڈ پینٹ پہنے اور گرے ٹائے باندھے بیٹھا تھا۔ مسٹرڈ کوٹ کرسی کے پیچھے ٹنگا ہوا تھا مناحل کو دیکھا تو مسکرانے لگا۔

آئیں میڈم وہاں کیوں کھڑی ہیں؟ بیٹھے۔

مناحل آکر بیٹھی۔

تاج بی مناحل کے لیے بھی ناشتہ لے آئیں۔

نہیں تاج بی بس ایک کپ چائے پیو گی۔

نہیں پورا ناشتہ کرینگی اپ وہ بھی میرے سامنے.

ارے چپ کتنا بولتی ہو تم.

خاموشی سے ناشتہ ہوا، شہیر اب جانے کی لئے اٹھا کرسی پر ٹانگے کوٹ کو ہاتھ پر رکھا. پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر چابیوں کا گھچا نکلا اور ٹیبل پر رکھے سفید لفافے کو مناحل کی طرف بڑھایا.

مس مناحل یہ رہی آپکی گھر کی اور گاڑی کی چابی، یہ ہے اپکا اپپوانٹینٹ لیٹر اور ہاں تاج بی آپکے ساتھ رہینگی تا کے اپکوں کھانے پینے میں مسلہ نہ ہو.

شہیر ان سب کی کیا ضرورت تھی؟

ضرورت تھی مناحل زندگی بھر اپ ان سب آسائشوں

ھمم... تھنک یو شہیر.

مجھے نہیں اللہ کو بولو... انہوں نے تمہاری مدد کی ہے ہاں ذریع میں بنا تھا بس..

کہہ کر مسکرانے لگا.. مسکراتے ہوئے وہ اور بھی وجیہ لگتا تھا اور کپڑے تو اور قیامت خیز پہن رکھے تھے. ایک ہاتھ میں کوٹ تھامے دوسرا ہاتھ جیب میں ڈالے کھڑا تھا.

چلیں اب میں چلتا ہوں دیر ہو رہی ہے، ناشتہ ساتھ کر کے اچھا لگا. آتا جاتا رہونگا اور ہاں کوئی بھی مسلہ یا پریشانی ہو.

I am just one call away.

مناحل نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا، شہیر اپنا

****

****

****

مناحل...

ھمم...

ایک بات پوچھوں؟

جی پوچھیں..

تم ٹھیک تو ہو نہ؟

مناحل اسکے اس سوال پر اسے دیکھنے لگی.

کیوں تمہیں ٹھیک نہیں لگ رہی کیا.

بولیں مسٹر شہیر..

نرمی سے کہا گیا جب کے چہرے پر سنجیدگی موجود تھی اور اس سنجیدگی میں بھی نزاکت تھی.

سچ بولوں؟

جی ویسے بھی میں سچ ہی سنا چاہتی ہوں۔

تم بدل گئی ہو۔

اور یہ بدلاؤ کیا ہے میرے اندر؟

یہی سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

کچھ بدلاؤ اچھے کے لیے ہوتے ہیں۔

پیپر کو پلٹتے ہوئے کہا۔

جانتا ہوں لیکن یہ کچھ نہیں بہت کچھ ہے۔ مناحل تم پوری بدل گئی۔

شہیر بدلاؤ اچھے کے لئے بھی ہوتا ہے۔

لیکن اس قدر؟

زیادہ نہیں سوچو میں وہی ہوں بس کچھ چینجیز ہوئے ہونگے وہ بھی تم نے محسوس کیا ہے مجھے تو لگتا بھی نہیں ایسا۔

میں تم پر زور زبردستی نہیں کرونگا اور نا ہی کر سکتا ہوں، لیکن ہم پرانے اور اچھے دوست ہیں۔ تم مجھے یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تمہیں نہیں سمجھتا اور نا ہی یہ کہہ سکتی ہو کہ تمہیں سمجھنے کے لیے مجھے تمہارے لفظوں کی ضرورت

ہے۔ تمہیں باخوبی جانتا ہوں، مریم سے بھی زیادہ بس فرق یہ ہے کہ کبھی بتایا نہیں میں نے اور نا ہی دکھایا۔

نظریں ابھی بھی سامنے بچوں پر ہی تھی۔

جانتی ہوں تمہیں اور تمہاری اس نیچر سے اچھی طرح واقف بھی ہوں، خیر شہیر میں تمہاری احسان مند ہوں پیچھلے ایک سال تم نے مجھے جو سہارا دیا میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلے اسکے لیے شکریہ۔

رکی۔۔

تم نے میرا ساتھ اس وقت دیا تھا جب میرا سایا بھی مجھے چھوڑ گیا تھا۔ اگر کبھی کیسی نے مجھ سے یہ پوچھا ناکہ فرشتہ

دیکھا ہے؟ تو کہوں گی کہ ہاں دیکھا ہے بلکل دیکھا ہے اور

اسکا نام شہیر ہے۔

مسکرا کر شہیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا ہو گیا یار کیوں گناہ گار کر رہی ہو ایسے نہیں کہتے اور رہی

بات تمہارا ساتھ دینے کی تو اللہ نے میرا ساتھ چنا تھا تمہاری

مدد کے لیے۔

بول کر اسے دیکھنے لگا مناحل نے اسے دیکھا تو مسکرانے

لگا۔ مناحل اٹھی اور بچوں کے پاس چلی گئی۔

Let's go bacho it's lunch time...

نرمی سے کہا گیا۔ شہیر بس اسے دیکھتا رہا اندر جانے لگی تو

مریم کو معلوم ہے کے تم یہاں ہو؟

ہاں معلوم ہے۔

شہیر اٹھ کے اسکے پاس آیا دونوں ہاتھوں کو جیب میں ڈالے اب اسکے سامنے کھڑا تھا۔

ھمم۔۔ لیکن تم نے تو کہا تھا کے کراچی میں یہ بات ولید الشبا اور انکل کسی کو بھی نہیں بتانی پھر مریم کو کیسے معلوم؟

ان سب میں مریم شامل نہیں تھی میں نے اسے کال کر کے خود بتایا چھ مہینے بعد ہی سہی لیکن بتا دیا کیوں کے مجھے معلوم ہے وہ پاگلوں کی طرح مجھے ڈھونڈ رہی ہو گی۔ بغیر کسی کی مدد کے تو اس لیے میں نے ضروری سمجھا کے بتا دوں

اس نے ہر قدم پر ایون میری موت کے وقت بھی میری پرچھائی بن کے میرے ساتھ تھی۔

اپنے دونوں بازوں لپیٹے شہیر کے سامنے کھڑی تھی۔

تم دونوں میرے دونوں پیر جیسے ہو جن کی وجہ سے آج میں نے چلنا سیکھا ہے۔

شہیر مسکرا کر اسے دیکھتا رہا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو جیب سے نکال کر ہاتھوں کو ملائے کھڑا تھا۔

میری زندگی میں آنے کا شکریہ مناحل۔

اسکی اس بات پر مناحل نے اسے دیکھا۔ سوالیہ نگاہیں اسکی طرف مرکوز تھی۔

ایک اچھے دوست کی ضرورت تھی مجھے جو تمہارے آنے

سے پوری ہو گئی۔

اچھا چلو کوئی نہیں یور ویلکم۔

اس بات پر دونوں ہنسنے لگے۔ شہیر نے ایک نظر کلائی پر

بندھی گھڑی پر ڈالی۔

چلیں بھئی میں آفس نکلتا ہوں

اوکے باس۔

گیا چیئر پر لٹکا ہوا کوٹ اٹھایا اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

* *

* *

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

شہیر کیا سوچ رہے ہو؟

کچھ نہیں بس پرانی باتیں۔

جیسے کے؟

جیسے کے کس طرح آپ ہماری زندگی میں آئی۔

اچھا

جی۔

ایک سوالیہ نظروں سے اسکی طرف دیکھا۔

ایک بات پوچھوں؟

ھمم پوچھوں

کب تک گھر سے دور رہو گی؟

کب تک انکے بغیر زندگی گزارو گی؟ کب تک انھیں پتہ چلنے نہیں دو گی کے کہاں کو کس حال میں ہو؟

مناحل خاموشی سے سنتی رہی شہیر تھوڑا آگے ہوا۔

میں جانتا ہوں تمہارے ساتھ دو سال پہلے ایسا کچھ تو ہوا جس کی وجہ سے تم گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئیں ولید کو چھوڑنے پر مجبور ہو گئیں. انکل آنٹی کو چھوڑ آئی۔

خاموشی ابھی بھی موجود تھی۔

مناحل میری مانو تو ایٹ لیسٹ یہ بتادو کے تم ٹھیک ہو

بلکل۔

کیا فائدہ شہیر بتانے کا کے میں کہاں ہوں؟ کیا فائدہ بتانے کا کے میں کیسے جی رہی ہوں؟ کیا فائدہ بتانے کا کے میں زندہ ہوں بھی یا نہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ میرے بغیر خوش ہیں، اصل بات یہ ہے کہ میرے بغیر انکی زندگی میں سکون ہے۔

شہیر یہ بات سن کر ہنسنے لگا۔

سوری سوری۔۔۔

ہنسی رکی اور اب سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔

تو مس مناحل عمران اپکو لگتا اپ نے گھر چھوڑا ہے تو آپکے گھر والوں کی زندگی سکون میں ہو گی، اپکو لگتا ہے کے ولید کو یوں اس طرح چھوڑ کر آپ یہاں ہے تو وہ سکون میں ہو گا؟ خود کو اس طرح اس سے الگ کر دیا اپکو لگتا ہے کے وہ خوش ہو گا؟

ولید کو چھوڑنے کا غم نہیں ہے مجھے شہیر اس کو چھوڑ دینے کا غم ہو گا بھی کیوں کس حق سے غم کروں؟

کس حق سے مطلب تم اس کے نکاح میں ہو بیوی ہو اس کی غم نہیں ہو گا تمہیں؟

مناحل یہ سن کر اداس سی مسکرائی۔

کون سا نکاح وہ نکاح جو رخصتی والے دن طلاق میں بدل گیا تھا۔

طلاق؟

ہاں طلاق! اب تو ولید کی دوسری شادی بھی ہوگئی ہے اور دونوں ماں باپ بھی بن گئے ہونگے۔

شہیر یہ سن کر بس اسے دیکھتا رہا جو کسی ملال کے بغیر کہہ رہی تھی۔

پیچھلے دو سال تم نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کے میں یہاں کیوں آئی کس وجہ سے آئی کیا مسائل میں نے فیس کئے جس کی وجہ سے مجھے یہاں انا پڑا۔ شہیر تم ایک بہترین

کے تم نے پیچھلے دو سال مجھے یہاں رکھا اپنا اپارٹمنٹ دیا گاڑی دی جوب دلوائی اس کا شکریہ آخری دم تک تمہاری شکر گزار رہوں گی، اور آج اگر تم نے مجھ سے ایک سوال کیا ہے تو میرا فرض بنتا ہے کے اس سوال کا جواب دوں۔ آج میں تمہیں سب کچھ بتاؤں گی جو کچھ بھی ہوا میرے ساتھ اپنی زندگی کی پوری کہانی۔

رکی ایک گہری سانس لی اور پھر شروع ہوئی۔

شہیر میری عمر ستائیس سال ہے اور ان ستائیس سالوں میں سے پیچھلے پانچ سال بہت مشکل سے گزارے ہے میں نے، اتنے مشکل تھے کے میں بیان نہیں کر سکتی۔

جس انسان کو بچپن سے چاہا تھا پہلے اس کے سامنے اظہارِ محبت نا کر سکی جب محبت ملنے کا ارادہ کیا اور کچھ دنوں کے لیے ہمارا رشتہ بھی بنا تو اس سے خوشی کے دن میرے لیے نہیں تھے۔ اپنی زندگی کے سب سے خوبصورت لمحات اور سب سے پر سکون دن گزارے تھے میں نے۔ نانو کی وجہ سے ہماری منگنی ہوئی باہمی رضامندی سے بات نکاح تک جا پہنچی۔ سب کچھ بلکل ٹھیک تھا شہیر نا ہمارے درمیان کوئی غلط فہمی تھی نا ہی کوئی شک سب کچھ بلکل ٹھیک تھا، لیکن وہ کہتے ہیں نا کے زندگی کا لکھا کوئی نہیں جانتا کے کب کونسے موڑ لے لے گی۔

بات رخصتی تک جا پہنچی، شادی والے دن ہم دونوں بہت خوش تھے۔ ولید نے بھی اظہار محبت کر دی تھی ساتھ جینے مرنے کی قسمیں نہیں کھائی تھی لیکن ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا بس ایک وعدہ لینا بھول گئے تھے کے غلط فہمی میں ایک دوسرے کی سنیں گے غلط فہمی کو اپنے رشتے کے درمیان آنے نہیں دینگے

شہیر کی طرف دیکھا وہ بغیر کسی تاثرات کے بس اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کے مسکرائی۔

کیا دیکھ رہے ہو؟

اتنا کچھ؟

جملہ پھر وہیں سے جوڑا جہاں چھوڑا گیا تھا

کیا ہوا۔

کیا ہونا تھا بس طلاق کے تین بول میرے چہرے پر دے مارے

کیوں؟

ایک شک کی بنیاد پر۔

تو شک کو تو دور بھی کیا جا سکتا تھا نا؟

ہاں لیکن حالت نے، وقت نے اجازت نہیں دی۔ شہیر یہ شک ایسا زہر ہے جس سے رشتے کی موت چند سیکنڈ میں ہو جاتی ہے۔ جب ولید نے مجھ سے پوچھا تھا نا کے کون ہے

سامنے تم نے وہ ساری باتیں کی جو تم مجھ سے نہیں کہہ سکتی تھیں؟ وہ کون ہے جو اب مجھ سے زیادہ اوپر ہو گیا؟ شہیر جب ولید مجھ سے یہ سب پوچھ رہے تھے میں بیان نہیں کر سکتی کے میرے اوپر کیا گزری خاموش کھڑی رہی اور سامنے کھڑا میرا شوہر اپنی بیوی سے سوالات پوچھ رہا تھا۔ میں چاہتی تو اپنی صفائی میں کہہ سکتی تھی کے یہ وہ شخص ہے جس کے ساتھ آپ نے شادی کی تیاریاں کی تھی لیکن میں کیوں کہتی کیا کہتی کچھ تھا ہی نہیں کہنے کو۔

پھر؟

پھر کیا یہی ہوا کے وہ ہاتھ سے پکڑ کر سب کے سامنے باہر

تھے لیکن اس نے کسی کا بھی خیال نہیں کیا نانو تک کا نہیں، بھری محفل میں وہ بول دیا جس کا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ میرے بلکل مقابل کھڑا ہوا تھا وہ اس طرح۔۔

ہاتھ کے اشارے سے بتایا گیا۔

میں ولید ظفر اپنے پورے ہوش و حواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں۔

میں ولید ظفر اپنے پورے ہوش و حواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں

میں ولید ظفر اپنے پورے ہوش و حواس میں مناحل عمران کو طلاق دیتا ہوں

اسکی آواز تھوڑی بھرائی سی ہوئی شہیر کی آنکھیں بھی نم تھی۔خود کو سنبھالا۔

ایک جھٹکے میں میرا مان میرا بھروسہ، میرے یقین کو کرچی کرچی کر کے اپنے پیروں تلے روندتے ہوئے وہ وہاں سے چلا گیا۔

آنکھیں نم ہونے لگی تھی پرانے زخم دوبارہ تازہ ہو چکے تھے۔جن زخموں پر کئی سالوں سے مرہم لگا رہی تھی آج پھر اس سے خون رس رہا تھا۔وہی تکلیف تھی لیکن شدت شاید کم تھی یا وہ ظاہر نہیں کر رہی تھی۔

شہیر مجھے ولید سے کوئی گلا نہیں ہے ناہی مجھے اس سے کوئی شکایت ہے میں اسے معاف کر چکی ہوں، میں اسے بار بار معاف کر سکتی ہوں۔

پھر کس سے شکایت ہے؟

خود سے یا شاید وقت سے۔ تمہیں معلوم ہے آج سے پانچ سال پہلے بھی میرا وقت ٹھیک نہیں تھا اور آج سے دو سال پہلے بھی میرا وقت ٹھیک نہیں تھا۔ دو بار شہیر دو بار میں ذلیل ہوئی ہوں اور تمہیں معلوم ہے دو سال پہلے تو میں بد ذات بھی کہلائی گئی ہوں۔

بد ذات؟

ہنستے ہوئے کہا ہونٹوں پر تو ہنسی تھی لیکن آنکھوں میں درد تکلیف اور ایک سیلاب تھا۔

لیکن۔۔۔

ششششش!!! سن تو لیں پہلے کے یہ تہمت لگی کیوں تھی پھر فیصلہ کرنا کے میں بدذات، بدکردار واقعی ہوں یا صرف لوگوں کا وہم تھا.

ہنستے ہوئے کہا گیا

مناحل سنبھالو خود کو۔

ارے ٹھیک ہوں اب تو عادت ہو گئی ہے مجھے اس طرح زندگی گزارنے کی۔

ہنستے ہوئے کہا گیا۔ آنکھوں سے بہے ہوئے آنسوں کو صاف کیا گوری رنگت گلابی پڑھ چکی تھی۔ روندی سی آواز میں بات کی شروعات کی۔

ہاں تو ہوا یہ تھا کہ مجھے ٹیومر ڈائیگنوس ہوا تھا مجھے معلوم پہلے سے تھا لیکن جینے کی خواہش نہیں تھی اس لیے میں نے کسی کو بتایا نہیں بس ڈاکٹر کی دی ہوئی دوائی لیتی رہی لیکن آخر کب تک نہیں بتاتی کب تک علاج سے گریز کرتی سیمٹمز ظاہر ہونے لگے چاہتی تھی اپنی زندگی میں دانیال اور الشبا کا نکاح کروا دوں لیکن بابا خلاف تھے کیوں کے میری اور ولید کی شادی نہیں چل سکی تھی اسلیئے، بہت

سب کو میری بیماری کا پتہ بھی چلا، نا چاہتے ہوئے بھی مجھے زندگی کو دوبارہ گلے لگانا پڑا اسرجری ہوئی میری زندگی تو بچ گئی لیکن میں اپنا ماضی پوری طرح بھول گئی۔ ڈاکٹرز کے کہنے پر میرے گھر والوں نے میرے ساتھ ایڈجسٹ کیا اس حساب سے چلے جس حساب کی چیزیں مجھے یاد تھی۔ میری اور ولید کی طلاق، نانو کا انتقال سب کچھ میرے ذہن سے نکل گیا تھا ایسے نکلا تھا جیسے مجھے کچھ یاد ہی نا ہو وہ سب کچھ میرے ساتھ ہوا ہی نا ہو۔

کیسی میکانکی انداز میں بولے جارہی تھی اور شہیر بس کھڑا سنتا رہا۔ وہ اپنی زندگی کی کہانی ایسے سنا رہی تھی جیسے کوئی

لگی۔ چلتے ہوئے کھڑکی کی طرف بڑھی۔ آنکھیں بند کی تو آنسو کا سیلاب بہہ گیا۔ گہری سانس لی گال پر آئے آنسو صاف کئے اور پھر بات کی شروعات کی۔

ولید کو اپنا شوہر سمجھتی رہی، لیکن کچھ آوازیں تھی جو مجھے سنائی دیتی تھی وہ تین بول، وہ رونا دھونا نانو کی سب باتیں مریم سے پوچھا، الشبا سے پوچھا دانی سے پوچھا لیکن سب نے مجھے اندھیرے میں رکھا بیچارے کیا کرتے، پیار کرتے تھے اپنی بہن کو مرتا نہیں۔ دیکھ سکتے تھے۔ شہیر مجھے کسی نے کچھ بتایا نہیں کیوں کے انکی مجبوری تھی لیکن حیات کی تو کوئی مجبوری نہیں تھی نا اسے تو کوئی بیماری نہیں تو اسے

خیر ولید مجھ سے ویسے رہے جیسے رہتے تھے معلوم ہے نکاح کے بعد سے ایک دفعہ بھی انھوں نے مجھے میرے نام سے نہیں پکارا تھا۔

he called me Mrs Waleed Zafar

اور یہ ایک جملہ مجھے اتنا سکون دیتا تھا کے میں بتا نہیں سکتی ایک تحفظ سا احساس ہوتا تھا، لیکن اس بیماری میں بھی مجھے وہ جملہ سکون نہیں دے رہے تھا۔ پتہ ہے کیوں؟

سوال پوچھا گیا۔ سامنے بیٹھا لڑکے نے پوچھا۔

کیوں؟

کیوں کے طلاق میں اتنی طاقت تھی کے لفظوں میں سے

کئی زیادہ اثر اس طلاق کے تین بول میں ہوتا ہے۔ جس شدت سے نکاح میاں بیوی کو ایک کرتا ہے اس دوگنی شدت سے دونوں کو الگ بھی کر دیتا ہے۔ ہمارے ساتھ بھی یہی ہوا بظاہر ہم میاں بیوی تھے لیکن اندر سے ایک آواز آتی تھی کے یہ سب ایک دکھاوا ہے۔ لیکن کس پر بھروسہ کرتی؟ انسانی فطرت کے حساب سے آنکھوں دیکھی پر بھروسہ کیا گھومنا پھرنا سب کچھ ہوا

رکی.

شہیر قریب آیا کچھ کہا نہیں بس اسے دیکھا۔ مناحل نے بھیگی نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو اسکی آنکھیں بھی نم تھی کچھ کہا

نہیں بس اسے دیکھتا رہا۔ اس نے اسے کچھ کہے بغیر بات کی
شروعات دوبارہ کی۔

دو دن بعد ہمیں نکلنا تھا سب باہر گھومنے پھرنے گئے تھے
لیکن میں گھر پر تھی دواؤں کا اثر اتنا تھا کے مجھ سے جایا
نہیں گیا۔ سب کے جانے کے کچھ دیر بعد دروازہ بجا غنودگی
اتنی تھی کے اٹھا نا گیا مجھ سے لیکن دروازہ مستقل بجھ رہا تھا
سہاروں سے اٹھی آگے بڑھتی گئی دروازے تک پہنچی۔
دروازہ کھولا تو سامنے حیات کھڑی تھی غصے میں اندر داخل
ہوئی اور وہ وہ باتیں کہی جو ہر عورت اپنے شوہر کو کسی
دوسری عورت کے ساتھ دیکھ کے کہتی میں اسکی جگہ ہوتی

نہیں تھی ساری غلطی ولید کی تھی کیوں کے اس نے حیات کو بتایا نہیں تھا اسے بتانا چاہیے تھا۔ حیات کے وہ الفاظ آج بھی یاد ہیں مجھے بدذات عورت، یہی میں بولوں دیکھنے میں اتنی حسین اور پڑھی لکھی لڑکی ہو تو شادی والے دن طلاق کیوں ہوئی۔

بول کے آنکھیں بند کی۔ آنسوں صاف کیے اور آگے ہو کر شہیر کو دیکھا۔

اب مجھے بتاؤ کے ان سب میں میرا کردار کہاں مشکوک ہوا؟

کہاں تمہیں لگا کے میں بدذات ہوں؟ کہاں تمہیں ایسا لگا

بس مناحل بیٹھو۔

کندھے سے پکڑ کر اسے کاوچ پر بیٹھایا۔ پانی لے کر آیا اور اسکے سامنے پنجوں کے بل بیٹھ گیا اپنے ہاتھوں سے اسے پانی پلایا ہاتھ کانپ رہے تھے وہ پوری کانپ رہی تھی لیکن ظاہر تب ہوا جب شہیر اسکے سامنے گلاس لیے کھڑا ہوا۔

بتاؤ شہیر کہاں ہوں میں مشکو۔۔۔

ششششش! میں تمہیں آج سے نہیں یونیورسٹی سے جانتا ہوں صرف میں نہیں میرا پورا خاندان جانتا ہے تمہیں۔ مناحل میں نے آج تک اپنی زندگی میں تم جیسی پاک دامن لڑکی نہیں دیکھی۔ اپنی اس انیتس سالہ زندگی میں آج تک

جتانے والی، یہی میں بولوں دیکھنے میں حسین اور پڑھی ہو تو شادی والے دن طلاق کیوں ہوئی۔ یہ سب جملے واقعی انسان کو ختم کر دینے والے تھے۔ اس سب میں کسی کی کوئی غلطی نہیں تھی تمہاری تو بلکل بھی نہیں ولید غلط تھا اسے چاہیے تھا کے سب کچھ اپنی بیوی کو پہلے بتا دینا چاہیے تھا، مریم غلط تھی اسے پہلے بتا دینا چاہیے تھا۔ جانتا ہوں سب مجبور تھے، وقت اور حالات انسان کو ایسے ہی مجبور کر دیتے ہیں جیسے اس دن سب تھے.

تم نے مجھ سے پوچھا تھا کہ میں یہاں اس طرح کب تک رہوں گی؟ اپنوں سے دور گھر سے دور کس طرح رہوں

شہیر، یہ جو کچھ بھی میں آج کر رہی ہوں اسکی وجہ مجبوری ہے۔ تمہیں معلوم ہے میں بھاگتے بھاگتے تھک چکی تھی تم نے بھاگنے سے روکا مجھے۔

تم بھاگ اب بھی رہی ہو مناحل۔۔۔ پہلے ولید سے بھاگتی تھی اب خود سے بھاگ رہی ہو۔

نہیں ایسا نہیں ہے۔

ایسا ہے مناحل تم مانو یا نا مانو ایسا ہے تم خود سے بھاگ رہی ہو اپنے ماضی سے بھاگ رہی ہو۔

اسے دیکھتا رہا۔

میں تمہارا دوست ہوں مناحل اور میں چاہتا ہوں تم کراچی

سب سے بڑھ کر مریم سے ملو۔۔۔ یہ سوچو اس بیچاری کا کیا حال ہو رہا ہو گا۔ جسے یہ تو معلوم ہے کے اسکی دوست کہاں ہے لیکن وہ چاہ کر بھی تمہیں فون نہیں کر سکتی تم سے پوچھ نہیں سکتی کے کیسی ہو اسے تمہاری میڈیکل کنڈیشن کا معلوم ہوتے ہوئے بھی تم سے تمہارا حال نہیں پوچھ سکتی۔

مناحل خاموشی سے سنتی رہی۔

مناحل ہم کراچی جائیں گے مجھے ولید سے ملنا ہے کچھ سوالات ہیں جو پوچھنے ہیں۔

میں تمہیں نہیں روک سکتی شہیر لیکن میں کراچی نہیں جاؤں گی۔

لیکن کیا؟ میں نہیں جاؤنگی شہیر اب اگر میں کراچی گی تو میرا واپس آنا بہت مشکل ہو جاے گا. بابا یا اما کو دیکھا تو میرے لئے بہت مشکل ہو جاے گی. میں گمشدہ ہوں مجھے گمشدہ ہی رہنے دو.

بات وہیں ختم ہوئی، مناحل اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف بڑھی.

میں کھانے پر انتظار کرونگا.

مجھے بھوک نہیں ہے شہیر تم کھالو اور جاتے جاتے دروازہ بند کرتے جانا.

کمرے کا دروازہ بند ہوا شہیر کو یہ نہیں معلوم تھا کے

شہیر نے کھانا کھایا یا نہیں. مناحل کے جاتے ہی شہیر بھی چلا گیا. سارے راستے بس مناہل کے کہے الفاظ یاد کرتا رہا، اسکی آواز اسکے الفاظ سب کانو میں گونجھ رہے تھے. گھر جانے کے بجاے گاڑی ندی کنارے موڑ لی. گاڑی روکی پانی کی آواز اسکے کانو کو سکوں دے رہی تھی. اترا اور بونٹ پر اکر بیٹھ گیا. چہروں کو ہاتھوں میں چھپا کر بیٹھا تھا. صاف رنگت والا لڑکا رو رہا تھا گوری رنگت گلابی اور نیلی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی. چہرے کو صاف کیا.

بہت چاہا ہے تمہیں مناحل ایسی چاہت کی ہے کے میں بیان نہیں کر سکتا، لیکن ایسی چاہت کا کیا کروں جس میں تمہیں

نکاح میں تھی اس سے محبت کرتی تھی لیکن اسنے کیا کیا

تمہارے ساتھ؟ تمہیں اس طرح رسوا کیا.. اسے جیتے جی

مار دیا.

آسمان کی طرف دیکھتا رہا..

طلاق کے لفظوں میں بہت طاقت ہوتی ہے شہیر، جس

طرح نکاح میاں بیوی کو ایک کرتا ہے اس دگنی طاقت سے

طلاق دونو کو دور کر دیتا ہے...

سوچ سے باہر آیا.

میں نے اتنے سال صرف آپ سے مناحل کی خوشیاں مانگی

بس اپنے حصّے کی خوشیاں بھی اسکے لئے دے دی لیکن پھر

بھی آج وہ اتنی تکلیف میں ہے کیوں؟ اس بیچاری کی زندگی
کیا سے کیا ہو گئی دیکھ رہے ہیں آپ؟

آنسو صاف کیے.

اب میری باری ہے بہت ہو گیا.

اٹھا گاڑی میں بیٹھا اور واپس چلا گیا.

****

****

****

باب نمبر:11

اس بات کو ایک ہفتہ گزار گیا تھا سب کچھ معمول پر آگیا تھا۔ لیکن مناحل کو معلوم نہیں تھا کے آگے کیا ہونے والا ہے۔ مناحل NGO سے واپس گھر آئی دروازہ کھول کے اندر آئی تو جہاں کھڑی تھی وہیں کی وہیں کھڑی رہ گئی۔

اسلام وعلیکم مس مناحل عمران۔

بیلو شرٹ اور گرے ڈریس پینٹ پہنے وہ سامنے صوفے پر بیٹھا تھا آستینوں کو کوہنی تک موڑے مناحل کو دیکھے بغیر سلام کیا۔ مناحل وہیں شل سی کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر آگے بڑھی دروازہ بند کیا گاڑی کی اور گھر کی چابیوں کو جگہ پر رکھا اس لڑکے کو دیکھے بغیر وہ اپنے کمرے میں گئی

یہ یہ یہاں کیسے؟

خود کلامی کی گئی۔ خود کو سنبھالا ہمت جمع کی اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ سامنے پیر پر پیر چڑھائے بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وعلیکم السلام! کچھ لیں گے آپ؟

ہاں بلکل کچھ سوالوں کے جوابات۔

مناحل بظاہر پر سکون کھڑی تھی لیکن ذہن میں اٹھتے طوفان ہزاروں سوال جنہیں وہ نظر انداز کر رہی تھی۔

سوالوں کے جواب کے لیے آپ کراچی سے یہاں آئیں؟

ولید اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے پاس۔

ان سوالوں کے جواب کے لیے میں تمہیں پاگلوں کی ڈھونڈ رہا تھا۔ دو سال دو سال مناحل مجھے نا دن کا معلوم تھا نا ہی رات کی خبر تھی، نا کھانے کا ہوش تھا نا ہی پینے کا اور تم مجھ سے پوچھ رہی ہو کے سوالوں کے جواب کے لیے آپ یہاں تک آئیں۔

مناحل بظاہر خاموشی سے سنتی رہی۔ اندر اٹھتے طوفان کو تباہی سے روکے بیٹھی تھی۔

اپکو کس نے بتایا کے میں یہاں ہوں؟

یہ میٹر نہیں کرتا کے مجھے کس نے بتایا؟ میٹر یہ کرتا ہے کے تم اپنا گھر چھوڑ کر یہاں کیا کر رہی ہو کیوں رہ رہی ہو یہاں

اپنا گھر؟ کونسا گھر ولید؟ وہ گھر جہاں میں پہلے کی طرح سر اٹھا کر نہیں چل سکتی؟ وہ گھر جہاں میں کسی سے نظریں نہیں ملا سکتی؟ وہ گھر میرا تھا ہی کب ولید؟

تم بیٹھو یہاں؟

اسے برابر والے صوفے پر بیٹھایا۔

وہ گھر تمہارا تھا، تمہارا ہے اور تمہارا ہی رہے گا۔ تمہیں معلوم ہے مناحل پیچھلے دو سال میرے لیے کیا تھے کیسے گزارے ہیں۔ پھوپھو، عمران انکل، الشبا، دانیال اور خاص طور پر مریم کے لیے۔ جس گھر میں ہم سب رہ رہیں ہیں وہ گھر اب مکان بن چکا ہے جہاں لوگ تو رہتے ہیں، کام

سے تم گئی ہو تب سے لے کر آج تک مریم صرف دو دفع آئی ہو گی۔ الشبا ہسپتال میں مصروف رہتی ہے میں اس سے ایک ایک مہینہ نہیں ملتا دانیال آفس۔ اب مجھے یہ بتاؤ اگر یہ تمہارا گھر نہیں ہوتا تو تمہارے جانے کے بعد ہی ایسا کیوں ہوا؟

مناحل خاموش بیٹھی سنتی رہی۔

تمہارے جاتے ہی ہماری زندگی بکھر گئی سب کے رشتے بکھر گئے

آپکے تو صرف رشتے بکھرے ہیں میں تو پوری طرح بکھر گئی ہوں ان دو سالوں میں بس میں نے ایک کام کیا ہے خود

کو سمیٹنے کی کوشش۔ اب آپ بتائیں مجھے میں کہاں جاؤں کیا کروں کس سے کہوں اپنی کہانی کس کو سناؤں؟

مجھے سناؤ میں سنوں گا تمہاری تکلیف دور کرنے کی کوشش کروں گا۔

اس کی اس بات پر مناحل نے اسے دیکھا۔

کیوں؟ کس حق سے بتاؤں اپکو؟ کیا رشتہ ہے میرے اور آپکے درمیان؟

ہم دوست ہے مناحل اور سب سے بڑھ کر ہم کزنز ہیں ہمارا بچپن ساتھ گزرا ہے ایک دوسرے کو باخوبی جانتے ہیں۔

وہ روہانسی سا ہو کر بولا، مناحل نے اسکی وضاحت سنی اور پھر اداسی سے مسکرائی۔

اپ کہتے ہیں کے آپ مجھے جانتے ہیں سمجھتے ہیں لیکن میں نہیں مانتی۔ ولید ہم بھلے ہی اچھے دوست رہ چکے ہوں بھلے ہی ہم کزن ہوں، بھلے ہی ہمارا بچپن ساتھ گزرا ہو، بھلے ہی ایک وقت میں ہم نکاح جیسے خوبصورت بندھن میں بندھے ہو، لیکن ان تمام رشتوں کے دوران مجھے کہیں بھی نہیں لگا کے آپ مجھے سمجھتے ہیں نا ہی آج نہ ہی کل نا ہی ہماری دوستی میں اور نا ہی نکاح جیسے رشتے میں۔ ایک لمحہ بھی مجھے احساس نہیں ہوا۔ ہاں میں مانتی ہوں آپکو میری

کس حثیت سے کس رشتے سے یہ صرف ایک دوستی کا رشتہ نہیں نا ہی کزن کے لیے فکر مندی ہے یہ وہ ہے جس کی وجہ سے مجھے پھر وہ الفاظ سننے کو ملیں گے جو آج سے دو سال پہلے ملے تھے۔

مناحل صوفے پر سے کھڑی ہوئی تو ولید کی گردن بھی اٹھی۔ولید کے بلکل سامنے جاکر کھڑی ہوگئی۔

کیسی دیکھ رہی ہوں آج میں اپکو۔

مطلب ؟

مطلب ؟ اوہاں مطلب بھی بتانا ہوگا، مطلب یہ کہ میں آپکو ٹھیک لگ رہی ہوں ؟

ہاں بلکل ٹھیک۔

اوکے؟ کیا میرے چہرے کا سکون اور ہونٹوں پر موجود مسکراہٹ بھی ٹھیک لگ رہی ہے؟

کیسا سوال ہے یہ؟

بتائیں نا؟ لگ رہی ہے اچھے؟

نہیں۔

کیوں کیا کمی ہے؟

معلوم نہیں لیکن یہ وہ مسکراہٹ نہیں جو پہلے ہوا کرتی تھی ناہی یہ وہ سکون ہے جو پہلے ہوا کرتا تھا۔

پتہ ہے کیوں، کیونکہ میں پہلے والی مناحل ہوں ہی نہیں

بھری محفل میں مجھے طلاق دی تھی اور باقی جان اس دن نکل گئی جس دن مجھے بد کردار کہا گیا تھا۔

رکی سیدھے ہاتھ کی دو انگلیاں دیکھاتے ہوئے کہا گیا۔

یہ دو سال میں جانتی ہوں میں نے کس تکلیف میں گزارے ہیں یہ دو سال مجھے نہیں معلوم کے میں کھول کر کب ہنسی تھی. ان دو سالوں میں مجھے نہیں معلوم کے میں نے پیٹ بھر کر کھانا کب کھایا، مجھے یہ نہیں معلوم کے ان دو سالوں میں میں نے کونسی چیز دل سے پسند کر کے لی۔

ہاتھ نیچے کیے۔

میں تھک چکی ہوں ولید بس اب اور نہیں بہت ہو گیا، بہت

واپس چلو جب ہی کہہ رہا ہوں، اپنے رشتے سنبھالو سب کو ضرورت ہے تمہاری مناحل، عمران انکل سے لے کے مریم تک سب کو تمہاری ہی ضرورت ہے۔ تمہارے رشتے بکھر چکے ہیں انھیں سمیٹ لو خدا کے لیے۔ آج سے کچھ سال پہلے جو گھر تھا اب وہ محض مکان بن کے رہ گیا ہے۔ جہاں لوگ رہتے تو ہیں لیکن جیتے نہیں ہے بس زندگی گزارتے ہیں۔ کھانا بھی کھاتے ہیں تو لگتا ہے مجبوری ہے۔ مناحل واپس چلو اپنا ہمارا ابکھرا آشیانہ سمیٹ لو اپنے اجڑے رشتے پھر سے سنوار دو۔

اپکو معلوم ہے ولید رشتے کیسے ہوتے ہیں؟

رشتے زندگی کی کتاب کی طرح ہے اور غلطی اسکا محض ایک

پنہ۔

پلٹی۔

تو اب آپ مجھے بتائیں اس پنے کو پھاڑ کے کتاب سے الگ کر

دینا بہتر ہے یا پھر اس پنے کی وجہ سے پوری کتاب کو پھاڑ دینا

چاہیے؟

نم آنکھوں سے سامنے کھڑی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

میں اپنے رشتے نہیں سنبھال سکتی ولید اگر اماں بابا کے

سامنے گئی تو خود کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا بہت مشکل اور

الشباوہ تو مجھے دور سے ہی دیکھ کے سمجھ جائے گی کے ان دو

سالوں میں میرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ زندگی کیسے گزاری

ہے۔

سب منتظر ہے تمہارے۔

معلوم ہے۔

امید ہے کے تم آؤ گی۔

معلوم ہے۔۔۔ انکی امید پوری کر دیں۔

ولید نے اسے دیکھا۔

آپ کراچی واپس جائیں اور آپکے ساتھ میں بھی جاؤ گی۔

واقعی۔

موت کی خبر میں۔

میں جانتی ہوں اماں بابا میر 20 سال تک بھی انتظار کر سکتے ہیں۔ جب تک کر سکتے جب تک انھیں یہ نا معلوم ہو جائے کے انکی بیٹی اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔

ولید کی طرف گئی آج تک مجھے صرف تکلیف دی ہے آج سکون دے دیں۔ کراچی واپس جائیں تو سب کو بول دیجیے گا کے سوات میں ایک کار ایکسیڈنٹ میں میری اور انکی بیٹی کی دیت ہو گئی۔

بازو پر پکڑ اور مضبوط ہو چکی تھی۔

الشبا، دانیال سب کو یہی بولیں گے مریم سے بھی اسے معلوم تھا کے میں کہاں ہو لیکن اس سے بھی کہہ دینا کے

ولید اسے دیکھتا رہا اور پھر بولنا شروع کیا۔

کیا واقعی تمہیں لگتا ہے کے یہ بات سن کر سب یقین کر لیں گے؟

مناحل خاموش رہی۔

تمہارے جانے کے بعد میں کل پھوپھو کے پاس گیا تھا دو سال بعد۔۔۔ دو سال تک ان سے نظریں نہیں ملائی تھی. ہمت ہی نہیں ہوئی تھی خود کو گناہ گار جو مانتا ہوں لیکن کل ہمت کر کے انکے پاس چلا ہی گیا۔ اتنے سالوں بعد انکی گود میں اپنا سر رکھا تھا۔ ان سے وعدہ کیا تھا کے تم اس ہی کاوچ پر بیٹھی ان سے ایک روز باتیں کرو گی، تو اب بتاؤ میں واپس

ہو گئی۔ آپکا انتظار اور میری تلاش رائیگاں گئی۔ الشبا کو جا کر کیسے یہ بات کہہ دوں کے جس کے انتظار میں تم بیٹھی یہ سوچ رہی ہو کے وہ آئے گی تو تم اپنی ڈگری کھولو گی اسے دیکھاؤ گی اسکی موت ہو گئی ہے۔ دانیال کو جا کر کیا بولوں کے جس بہن کے انتظار میں تم ہو وہ کبھی نہیں آئے گی اور مریم اسکا کیا؟ عمران انکل وہ تو جیتے جی ہی مر جائیں گے۔

ولید پلیز۔

مجھے میرے بیٹے کی قسم ہے منا حل میں نہیں کہونگا کسی کو کچھ بھی اور یہ بات یاد رکھنا روحان کی جھوٹی قسم کبھی نہیں لے سکتا جانتی ہو کیوں؟

کیوں کے وہ تمہاری تاریخی پیدائش پر پیدا ہوا ہے۔ اسکی عادتیں تمہاری طرح ہے۔ڈیڑھ سال کا ہے لیکن سلیقہ اور عقل سب بڑوں جیسے ہیں اسے دیکھتا ہوں تو کبھی کبھی لگتا ہے تم سامنے کھڑی ہو۔ اس لیے بھول جاؤ کے میں کراچی جا کر سب کو یہ خبر دونگا۔ بلکل خاموش رہوں گا لیکن تمہاری موت کی خبر بھی میری موت کے برابر ہے۔

بول کر باہری دروازے کر طرف بڑھا۔

اپنا بہت خیال رکھنا بہت زیادہ۔۔۔ خدا حافظ۔

نظریں نیچے کی اور نکل گیا۔ مناحل اسکے پیچھے گئی دروازہ بند کیا اور وہیں بیٹھ گئی۔

دونوں ہاتھوں کو سر پر رکھتے ہوئے کہا۔ ولید سارے راستے بس مناحل کی کہی باتیں سوچتا رہا، اسٹرانگ پر ہاتھ رکھے گیئر پر گیئر چینج کرتا رہا۔

انسان واقعی بدل جاتا ہے۔ جس انسان کے لیے اسکی کل کائنات اسکا خاندان تھا۔ آج دنیا کی تھپیڑوں کی وجہ سے وہ خود ان سے دور رہ رہی ہے۔

خالی روڈ پر گاڑی چلاتے ہوئے سوچ میں گم تھا۔ گاڑی کو سڑک کنارے روکا اور اتر کر آگے بونٹ تک گیا اور پھر بیٹھ گیا۔

یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا ہے اب میں سب کچھ ٹھیک

تمہارے گھر اب میں لے کے جاؤنگا یہ میرا وعدہ ہے خود سے بھی اور تم سے بھی۔ گاڑی میں بیٹھا اور واپس اپنے راستے کی طرف چل پڑا۔ کراچی پہنچا تو سمیہ انتظار میں تھی جیسے ہی اندر آیا تو دیکھا وہ سامنے ہی بیٹھی ہے۔ دیکھے بغیر وہ آگے بڑھ گیا اسے اس طرح کرتا دیکھ پیچھے سے کہا۔

نہیں پتہ چلا نا منا حل کا؟

ولید کے قدم وہیں رک گئے۔ سمیہ اٹھ کے ولید کے پاس آئی اور اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگی۔

بولو ولید؟ نہیں پتہ چلا نا منا حل کا؟

نہیں پھوپھو فلحال پتہ نہیں چلا لیکن میں کوشش میں لگا ہوا

آپکی محنت پچھلے 2 سال سے دیکھ رہی ہوں آپکے ساتھ میں بھی انکی تلاش میں ہوں اور مجھے انکا پتا بھی معلوم ہے۔اب انھیں یہاں لانے کی ذمہ داری میری ہے بھائی اپ نے بہت محنت کرلی...

لیکن...

میں جاؤنگی اب وہاں جہاں وہ پچھلے دو سال سے رہ رہی ہے. ہم سے چھپ کے بیٹھی ہیں. اب انھیں میں لے کر آونگی.. ان دو سالوں میں میں ہزار دفع گری ہوں اور ہر دفع یہی سوچ کر اٹھی ہوں کی آپی میرے ساتھ ہے لیکن اب انھیں یہاں میرے ساتھ ہونا ہوگا. تاکہ اب میں گروں تو

ولید کی طرف بڑھی.

روحان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بخار ہے اسے کافی دیر سے بلا رہا ہے آپکو اسکے پاس جائے.

سر کو خم دے کے وہاں سے چلا گیا.

اماں ولی بھائی نے بہت کوشش کرلی اب میری باری ہے۔

الشبا اور دانیال سوات کے لیے نکل گئے۔ سارے راستے بس ایک ہی سوچ میں نکلا کے آخر وہ چھپ کیوں رہی ہے۔

کیا سوچ رہی ہو؟

بس کچھ خاص نہیں، یہی کے سب کو ملا کے وہ خود اکیلے کیسے رہ رہی ہو نگی۔

میں وہ لمحہ نہیں بھولی ہوں دانی جب ہمارا نکاح کروا کر وہ خود میری گود میں زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہی تھی، اور نا ہی وہ لمحہ بھولی ہوں جب حیات نے انھیں سچ بتایا ہو گا کس تکلیف سے گزری ہو نگی وہ سوچتی ہوں تو کچھ ہونے لگتا ہے مجھے, میری نظروں سے انکی وہ حالت نہیں جاتی کیسے بھول سکتی ہوں؟ اور وہ رات جب وہ ہمیں محض ایک خط کے سہارے چھوڑ کے چلی گئی تھی۔

الشباوہ خط تھامے نم آنکھوں سے کہہ رہی تھی۔

بہت ساری باتیں ہیں، ہزاروں سوال ہیں جو مجھے ان سے پوچھنے ہیں اور انھیں ان ہر ایک سوال کا جواب دینا ہے۔

کراچی سے سوات تک کا سفر طے ہوا، دانیال اور الشبا آٹھ بجے کے قریب مناحل کے گھر کے باہر موجود تھے۔ دیوار پر ٹنگی تختی دیکھ الشبا خود کو روک نا پائی۔

عمران ہاؤس۔

دیکھا دانی یہ وہی لڑکی ہے جو اپنی موت کی خبر ہمیں دینا چاہتی تھی، لیکن حقیقت میں یہ زندہ ہی ہماری وجہ سے ہے۔

گال پر آئے آنسوں کو صاف کیا۔

جانتا ہوں لیکن آج اسے اپنی ضد چھوڑنی ہو گی، آج اسے ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔

الشبانے اثبات میں سر ہلایا اور قدم باقدم چلتی آگے بڑھی ساری یادیں سب ذہن میں آنے لگی۔ دروازے تک پہنچی تختی کو نرمی سے چھوا نم آنکھوں سے مسکرائی پھر ہاتھ نیچے ہوا۔ نگاہیں برابر میں کھڑے دانیال پر ڈالی تو اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا ایک گہری سانس لے کر اس نے بیل کی طرف ہاتھ بڑھایا. دوسرا ہاتھ دانیال نے تھام رکھا تھا۔ بیل بجی تو اندر سے مناحل کی آواز آئی۔

آرہی ہوں ویٹ آ سیکنڈ۔

الشبا کی آنکھیں بھیگ گئی، ہاتھ کی گرفت اور بھی مضبوط ہو گئی۔ دروازہ کھولا تو الشبا کو دیکھ کر مناحل جیسے سانس لینا

الش۔۔۔با

الفاظ ٹوٹ کے ادا ہوئے۔ سامنے کھڑی الشبا اسے دیکھ رہی تھی۔

اندر نہیں بلائیں گی؟

روندی سی آواز میں کہا۔ بغیر کچھ کہے راستہ دے دیا گیا۔ الشبا اندر آئی دانیال اسکے پیچھے ایا۔ نگاہیں اب بھی مناحل پر ہی تھیں جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ دروازے سے اندر آتے ہی اسکے گلے لگ گئی جو آنسوں رکے تھے وہ نکل پڑے۔ کچھ نہیں کہا تھا دونوں نے بس ایک دوسرے کو گلے سے لگا کر آنسوں بہا رہی تھیں تو لفظوں کی ادائیگی

I miss you, I miss you alot api

مناحل بس سنتی رہی۔۔۔ الگ ہوئی۔

دانیال اندر آو۔

مناحل کو ہاتھ سے پکڑ کر اندر کی طرف لے گئی۔ سفید رنگت گلابی پڑھ چکی تھی۔ آنکھوں میں غم کی جگہ اب غصے نے لی تھی۔ لاونج میں آئی تو ہاتھ چھوڑا اور اب دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

میں کون ہوں جانتی ہے آپ؟

مناحل خاموش کھڑی رہی۔

میں کچھ پوچھ رہی ہوں آپ سے مس مناحل عمران، میں

اب کی بار آواز تیز تھی۔

ہاں جانتی ہوں۔

میرا اور آپکا رشتہ کیا یہ معلوم ہے اپکو؟

ہاں معلوم ہے۔

یہ شخص جو پیچھے کھڑا اسے جانتی ہے کے کون ہے؟

اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا۔

ہاں جانتی ہوں۔

سمیہ عمران اور مسٹر عمران درانی کو جانتی ہے آپ؟

ہاں ہاں جانتی ہوں سب کو جانتی ہوں۔

کیا ہم سب آپکو یاد ہیں؟ ہمارا رشتہ یاد ہے؟

آپکو یہ یاد ہے کے آخری دفع ہم سب کب ساتھ بیٹھے تھے؟ کب ہم سب ساتھ ہنسے تھے؟ بولیں یاد ہے آپکو؟

خاموش رہی۔

آپ خاموش معلوم ہے کیوں ہے؟ کیوں کے آپکو خود بھی معلوم ہے کے پیچھلے دو سال آپ نے جو کیا وہ ٹھیک نہیں تھا، پچھلے دو سال آپ نے خود نہیں ہم سب کو بھی اذیت میں رکھا۔ یہ دو سال نہیں تھے یہ چوبیس مہینے نہیں تھے سات سو تیس دن نہیں تھے اور نا ہی ایک سو چار ہفتے تھے۔ وہ سو سال تھے پتہ نہیں کتنے مہینے تھے اور ہفتوں کا تو پتہ ہی نہیں ہے۔۔ ایک ایک لمحہ میں نے انتظار کیا کے اب آ

کی ایمرجنسی OT سب چیک کرواتی تھی یہاں تک کے یہاں بھی سب کو الرٹ کیا ہوا تھا لیکن۔ پتہ نہیں آپ کون سے کونے میں جا کے چھپ گئی تھی۔

مناحل نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہی۔

میں آپکو کبھی معاف نہیں کرونگی آپی کبھی بھی معاف نہیں کرونگی۔

ایک چھوٹے بچے کی طرح روتے ہوئے کہا گیا۔ مناحل اسے اس طرح روتا دیکھ اسکے سامنے بیٹھ گئی۔۔ انگلیوں کی پوروں سے اسکے بہتے آنسوں صاف کیے تو الشبا سرخ نگاہیں اسکی طرف اٹھائی۔

میں جانتی ہوں میں نے غلط کیا بہت غلط کیا نا صرف تم سب کے ساتھ بلکہ خود کے ساتھ بھی بہت غلط کیا۔

کیوں کیا آپ نے ایسا؟ آپ ایک دفع ہمارے پاس آتی تو، بس ایک خط لکھ کے چلی گئی یہ تک نہیں سوچا کے کیا گزرے گی ہم سب پر اماں، بابا میرا کسی کا نہیں سوچا، یہ نہیں سوچا کے وہ خط جب مریم آپی کو ملا ہو گا تو ان پر کیا گزری ہو گی؟

تو اور میں کیا کرتی بتاؤ مجھے؟ اگر میں تم لوگوں کو بتاتی تو کیا مجھے جانے دیتے؟ بولو جانے دیتے؟

الشبا اسکی اس بات پر خاموش ہو گئی۔

نہیں دیتے نا جانے؟ اس لیے نہیں بتایا تھا اور اگر میں رک جاتی تو میری زندگی برباد ہو جاتی، میں کیسے رہتی اس گھر میں جہاں میری کردار کشی ہوئی ہو، جو میرا شوہر تھا اب اسکی بیوی ہے جو مجھ پر شک کرتی ہے، مجھے بد کردار، بد ذات کہتی ہے اب تم خود بتاؤ مجھے اگر میں اس گھر میں چلی جاتی تو کیا پہلے کی طرح رہ پاتی؟ نہیں نا۔

خاموش ہوئی۔

اپنے ہی گھر میں مجرموں کی طرح رہتی، پل پل مرتی میں اور ہر ایک پل میں ہزار موت ہوتی تب دیکھ سکتی تھی تم مجھے اس طرح؟

بولو دیکھ سکتی تھی؟ نہیں نا بس اس لیے بغیر کچھ کہے چپ چاپ وہاں سے آگئی، لیکن دو سال میں ایک لمحہ ایسا نا تھا جب تم لوگ یاد نا آئے ہوں. یہاں کی زندگی آسان نہیں تھی الشباہر پل کی کمی شدت سے محسوس کی، اماں بابا تم دانی سب کی خاص طور پر مریم کی۔۔۔میں جانتی ہوں میں نے یہ غلط کیا اور میں شرمندہ بھی ہوں۔مجھے معاف کر دو۔

روتے ہوئے ہاتھ جوڑے سامنے بیٹھی تھی۔

نہیں آپی پلیز۔

نہیں الشبا غلطی ہے میری اس لیے معافی بھی مانگوں گی۔

ٹھیک ہے میں اس وقت آپکو معاف کروں گی جب آپ

زندگی شروع کریں گی پھر بھلے یہاں واپس آجائیں لیکن اپنے میاں کے ساتھ واپس آئیں گی۔

لیکن۔

مناحل کا ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ دیا۔

اپکو میری قسم ہے آپی آپ میرے ساتھ واپس چلیں گی ورنہ میرا مرا ہوا منہ دیکھیں گی، ویسے بھی آپکے بغیر میں نے زندگی جی نہیں صرف گزاری ہے۔

مناحل نے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔ دانیال آگے بڑھا مناحل کو بازوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔

بہت شکوے ہیں، بہت شکایت ہے آپ سے آپی ، ایک دفع بھی آپ نے اپنے اس بھائی کے بارے میں نہیں سوچا، ایک دفع بھی میرا خیال نہیں آیا؟

رو نہیں رہا تھا بس سرخ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا ہزار شکوے لاکھوں سوالات بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

مجھے معاف کر دو میرے بھائی، معاف کر دو۔

بول کے گلے سے لگ گئی، الگ ہوئے۔

بس اب بہت ہوا رونا دھونا۔

بول کر مناحل کے آنسوں صاف کیے۔

چلو دانی انکا سامان پیک کرتے ہیں ہمیں یہاں سے صبح نکلنا

آنکھوں کو صاف کرتے ہوئے کہا گیا۔

ھممم چلو۔

الشبا کے ساتھ چل پڑا، پیکنگ ہوئی سب تیاری ہو گئی۔

مجھے شہیر کو کال کرنی ہے۔

رہنے دو، وہ کراچی میں ہی ہے وہاں جا کے شکریہ کہہ دینا۔

بول کے گھر لوک کیا اور چابی اپنے بیگ میں ڈال دی دروازہ بند کرنے کے بعد وہاں پر لگی تختی نکلنے لگی۔

یہ کیوں نکال رہی ہیں آپی؟

یہ؟ کیوں کے اس نے میرا بہت ساتھ دیا ہے بلکل بابا کی طرح تو اسے یہاں اکیلے نہیں چھوڑ سکتی نا۔

بول کر نکال لیا اور گاڑی کی ڈگی میں رکھ کے خود پیچھے بیٹھی اور الشبا دانیال کے برابر میں، نگاہیں باہر کی طرف تھی پیچھے جاتی منظر کی طرف تھی لیکن سوچ معلوم نہیں کہاں تھی۔ زندگی بھی کیا ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا، جس گھر میں پیدا ہوئی، بڑی ہوئی زندگی کے حسین لمحات گزارے، ایک شخص کو دل وجان سے چاہا لیکن قسمت کو کچھ اور ہی منظور تھا، منگنی ہوئی، نکاح ہوا، طلاق ہوئی۔ کچھ حسین یادوں کے ساتھ تکلیف دہ یادیں بھی جڑی جہاں سے نکلی تھی اپنے گھر کے سکون کے لیے آج واپس وہیں جارہی ہوں۔ یا اللہ مجھے ہمت دے کے میں وہاں رہ سکوں۔

آنکھیں بند کی تو چند تکلیف دہ یاد اور چند خوش گوار لمحے سامنے سے گزر گئے۔۔ دانیال مناحل کو بیک ویو مرر سے دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو جسے اب وہ صاف کر رہی تھی۔ الشبا کو اشارہ کیا پیچھے کی طرف الشبا نے آنکھوں کے اشارے سے خاموش رہنے کا کہا سارا راستہ اس ہی طرح خاموشی سے نکلا مناحل کی کب آنکھ لگی اسے پتہ بھی نہیں چلا کراچی میں داخل ہو گئے گھر بس چند کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ گھر آ گیا پورے اٹھارہ گھنٹے بغیر کہیں رکے دانیال اور الشبا مناحل کو واپس لانے میں کامیاب ہو گئے۔ گھر آ گیا۔ گاڑی رکنے کے جھٹکے سے اسکی آنکھ کھل گئی۔

گھر میں بتایا ہے کسی کو؟

نہیں۔

لیکن کیوں؟

کیوں کے میں اس گھر کو دوبارہ گھر دیکھنا چاہتی ہوں، سب کو دوبارہ ہنستے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں۔

گھر کی طرف دیکھنے لگی۔

پچھلے کچھ سالوں سے یہ گھر محض ایک مکان بن کے رہا ہے، لیکن آج آج یہ مکان گھر بنے گا پہلے کی طرح سہی لیکن کچھ تبدیلیاں تو آئیں گی۔

گاڑی سے اتری پیچھے کی طرف گئی دروازہ کھولا اور مناحل

آئیں آپی۔

مناحل اتری الشبا کا ہاتھ تھامے اپنے گھر کی طرف بڑھی، دانیال نے دروازہ کھولا اور پھر سائیڈ ہو گیا۔ اندر داخل ہوئی تمام یادیں سامنے ایک فلم کی طرح چلنے لگی۔

بابا، اماں

آواز دے کر بلایا گیا۔

کہاں ہیں سب؟

آرہی ہوں کیوں ہمیشہ کی طرح گھوڑے پر سوا۔۔۔

جملہ ادھورا رہ گیا۔

مناحل؟

سمیہ بیگم نے الفاظ ادا کیئے۔ مناحل کی نظریں سامنے کھڑی اپنی ماں پر تھی جو اسے دیکھ رہی تھیں۔ نگاہوں میں کبھی حیرانی تھی تو کبھی خوشی۔ مناحل وہیں کھڑی انکے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھتی رہی تھی جبکہ سمیہ بیگم آگے بڑھی۔

قدم با قدم چلتی اگے بڑھی اور اب مناحل کے سامنے کھڑی تھی کچھ کہا نہیں بس اپنے دونوں ہاتھوں سے مناحل کے چہرے کو چھو رہی تھی۔ انکے ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھاما انکی ہتھیلیوں کو چوما۔

میرا بچہ۔۔۔

مجھے معاف کر دیں امی۔

اب دونوں صوفے پر تھے۔ سامنے سے عمران صاحب اور ظفر صاحب بھی آتے دیکھائی دیے۔۔

مناحل۔

ظفر صاحب آگے آئے۔ جبکہ عمران صاحب وہیں کھڑے سب دیکھ رہے تھے۔ سب سے ملی معافی تلافی سب ہوئی لیکن عمران صاحب آگے نا بڑھے وہ وہیں کھڑے رہیں سب جو دیکھتے رہے باتیں سنتے رہیں اور مناحل کی نظریں بھی وہیں تھی سامنے کھڑے اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی۔ اٹھی عمران صاحب کے قریب اسے اپنی طرف آتا دیکھ

انکے قدم پیچھے ہٹنے لگے۔ مناحل نے بھاگ کے جا کہ انکا ہاتھ پکڑ لیا۔

نہیں بابا اور نہیں۔

عمران صاحب کی طرف دیکھا آنکھیں نم تھی سرخ تھی لیکن لاکھوں سوالات بہت ہی ناراضگی ڈھیر سارے غم اور ان سب میں ایک چھوٹی سی خوشی۔ اپنے دونوں ہاتھ سے عمران صاحب کا ہاتھ پکڑا

پچھلے دو سال میں نے ہمیشہ ایسے ہی اپنے قدم پیچھے لیے ہیں بابا، ہمیشہ وہ کیا جو نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یہاں کھڑے ہر انسان کی مجرم ہوں میں لیکن سب سے بڑی گناہگار آپکی

ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنے بہتے آنسو صاف کیئے۔

میں دو سال ان سے دور رہی جنہوں نے مجھے پالا پوسا بڑا کیا پڑھایا لکھایا اس قابل بنایا کے میں اپنے دم پر رکھ سکی اکیلے ایک انجانے شہر میں۔

دوسری طرف بلکل خاموشی تھی

مجھے معاف کر دیں بابا خدا کے لیے مجھے معاف کر دیں پچھلے دو سال میں بس یہی سوچتی رہی کے میں نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ واپس آنے کا خیال آیا تو پیکنگ شروع کی ٹیکٹ کے لیے اپلائی کرنے لگی تو حیات کے کہے الفاظ یاد آنے لگے، بد ذات بد کردار جیسے الفاظ یاد آئے بابا جو میں

آج بھی سوچتی ہوں تو دماغ پھٹنے لگتا ہے اور دل بند ہونے لگتا۔

رکی۔

تو بتائیں بابا ان سب میں واپس کیسے آجاتی؟ اپنے اور اماں ہم دونوں بہنوں کو ہمیشہ ایک بات سیکھائی کے زندگی سر اٹھا کے گزارو اگر میں یہاں آجاتی تو میں زندگی سر اٹھا کے نہیں گزار پاتی میری زندگی ایک کمرے میں بند ہو کے رہ جاتی وہیں اپنی زندگی گھٹ گھٹ کے گزار دیتی اور کسی سے کچھ کہتی بھی نہیں، بس خاموشی سے اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتی۔

میں یہ نہیں پوچھوں گا کے ہمارا خیال آیا یا نہیں؟ میں یہ بھی نہیں پوچھوں گا کے اتنے سال تمہیں ہماری فکر ہوئی کیوں نہیں؟ اور نا ہی یہ پوچھوں گا کے ہماری یاد آئی یا نہیں؟ میں بس اتنا پوچھوں گا کے کیوں؟ اپنے باپ پر بھروسہ نہیں تھا؟

سوال آیا تھا اور اب آنکھوں میں دکھ تھا۔

دو سال مناحل دو سال میں نے اپنی کیفیت کسی کو نہیں بتائی پتا ہے کیوں؟ کیوں کے مجھے معلوم تھا کے تم جہاں بھی ہو بلکل ٹھیک ہو کیوں کے تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کے تم اپنے بابا کے لیے جیئو گی۔ مجھے بس شکوہ یہ تھا کے میں کہاں

چک گیا اپنی بیٹی کو تحفظ دینے میں کے اسے خود کو بچانے کے لیے اس طرح روح پوش ہونا پڑا۔

بابا۔

نہیں بیٹا سچ میں مجھے نہیں معلوم تھا کے تم اتنا سب کچھ اکیلے برداشت کرلو گی تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید مر چکا ہوتا.. اپنے بابا کو معاف کردو کیوں کے تمہارے یہ بابا اپنی پھول جیسی بیٹی جو بچانے میں فیل ہوگئے، تمہارے اس باپ نے اپنے آنگن کے سب سے خوبصورت اور نازک پھول کو پانی دینا بھول گیا مجھے معاف کردو میرا بچہ ہاتھ جوڑے کھڑا شخص شدید ملامت میں تھا اب۔

بول کے گلے سے لگ گئی اور خوب روئی۔

مجھے معاف کر دیں بابا۔

نہیں میرا بچہ بس جو ہونا تھا ہو چکا۔

آج سے ہم سب ایک نئی شروعات کریں گے شروع سے

بلکل۔

بلکل بس اب بہت ہو گیا رونا دھونا اب صرف خوشیاں ہی

خوشیاں۔

الشبا نے کہا۔

دور کھڑا ولید یہ سب دیکھ کر بس مسکرا رہا تھا۔ مناحل نے

اسے دیکھا تو عمران صاحب سے کہا۔

عمران صاحب نے ولید کو دیکھا، اشارے سے خود کی طرف بلایا۔ مسکرا کے اسے دیکھا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑا۔

بیٹے سے کتنے دن تک ناراض رہتا؟

مناحل کی طرف دیکھا۔

ولید اور تم میرے دل کے دو ٹکڑے ہو، اور پچھلے کچھ مہینوں سے میرے دونوں ٹکڑے کافی دور تھے۔ میں ناراض تھا نا ہی تم نا ہی ولید سے میں بس خاموش ہو گیا تھا۔ سب کچھ اتنی اچانک ہوا تھا کے میں سوچنے سمجھنے سے قاصر ہو گیا تھا۔ تمہاری طلاق، پھر تمہاری بیماری اور پھر اس

طرح سے تمہارا ہماری زندگی سے چلے جانا بس اس وجہ سے میں خاموش سا ہو گیا تھا۔

انکل آپ میری غلطی پر بھی مجھ سے خفا نہیں تھے؟

نہیں اس وقت تھا بہت خفا تھا لیکن کیا کہتا شاید وقت خراب تھا تمہارا بھی اور مناحل کا بھی، لیکن اب سب کچھ صحیح ہے تم بھی اور میری بیٹی بھی تم اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے ہو اب میری بیٹی کی باری آگے بڑھنے کی۔

بول کے مناحل کو دیکھا۔جو انھیں ہی دیکھ رہی تھی۔

بابا؟

جی بیٹا اب آپکی باری ہے وقت لو اور سوچو پھر ہم بتائیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ خیر ابھی جاؤ اور جا کر آرام کرو کافی لمبا سفر طے کر کے آئے ہو تینوں۔

خدا حافظ بابا۔

شب بخیر بیٹا۔

یہ کہہ کے مناحل آگے کی طرف چل دی اور الشبا اسکے پیچھے پیچھے گئی اسے آتا دیکھ مناحل رکی۔

تم کہاں؟

کمرے میں۔

مجھے اپنے کمرے کا راستہ معلوم ہے الشبا تم جاؤ دانی انتظار کر

الشبا یہ بات سن کے مسکراتے ہوئے کمرے میں چلی گئی جب کے مناحل وہیں کھڑی حیران نظروں سے اسے دیکھتی رہی۔

ارے مسکرا کیوں رہی ہو جاؤ واقعی وہ انتظار کر رہا ہو گا۔

ہماری رخصتی نہیں ہوئی ہے آپی

رخصتی نہیں ہوئی لیکن کیوں؟

کیوں کے آپ نہیں تھی۔

یہ کیا بے وقوفی ہے؟

بے وقوفی نہیں ہے یہ، میں رخصتی کیسے کر لیتی؟ جس نے ہمیں ملوایا تھا اسکے بغیر میں اپنی نئی زندگی کیسے شروع کر

الشبا؟

ہاں آپی... آپکے بغیر ڈاکٹریٹ کی ڈگری تو لے لی تھی لیکن رخصتی کی ڈگری، بیوی کی ڈگری نہیں لے سکتی تھی، آپکی دعاؤں اور پیار کے بغیر۔ میں مانتی ہوں میں نے غلط کیا لیکن اس میں دانیال کی بھی رضامندی شامل تھی۔

مناحل یہ بات سن کے اس کے پاس آئی۔

میں نے واقعی بہت غلط کیا ہے الشبا۔

نہیں آپی۔۔۔ اپ نے وہ کیا جو اپکو صحیح لگا تھا میں آپکی جگہ ہوتی تو میں بھی یہی کرتی۔ لیکن بس اب بہت ہو گیا زندگی بہت لمبی ہے، اسے اکیلے طے کرنا ناممکن ہے۔

ھمم

اثبات میں سر ہلایا۔

میں کل تمہاری رخصتی کی بات کرونگی تایا ابو سے بھی اور بابا سے بھی۔

نہیں آپی میری رخصتی آپکی رخصتی کے ایک مہینے بعد ہو گی۔

مطلب؟ مطلب یہی کے میں تب تک رخصتی نہیں ہونے دونگی جب تک آپ کی شادی نہیں ہو جاتی۔

Now it's up to you...

کے رخصتی کب ہو گی اگلے سال یا اسی سال۔

بول کے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ مناحل وہیں کھڑی

ساری باتیں سوچتی رہی۔

دونوں سونے کو لیٹے تو لیکن مناحل سو نا سکی۔

کیا ہوا آپی؟

کچھ نہیں سو جاؤ۔

آپ نہیں سو گی؟

نیند نہیں آ رہی۔

کیوں؟

پتہ نہیں بس کچھ ہے جو مجھے سونے نہیں دے رہا۔

خاموشی ہوئی۔

مریم کا پتہ ہے؟ میں کالز کر رہی ہو پر نمبر بند ہے آئی ہوپ وہ ٹھیک ہو۔

جب سے آپ گئی ہے نا بس ایک دفع آئی تھی ملنے ہم سے وہ بھی کینیڈا کا کہہ رہی تھی، نمبر تو نہیں دیا لیکن انکا ای میل ہے میرے پاس جس سے وہ اکثر اپنی خیریت بتاتی ہے۔

کوئی ایڈریس دیا ہے اس نے اپنا؟

نہیں ایڈریس تو نہیں دیا لیکن اتنا معلوم ہے کہ وہ ٹورانٹو میں کہیں رہ رہی ہے۔

ٹھیک ہے ایک کام کرو، اسے ایک میل کرو۔

اسلام و علیکم مریم اپکو ایک خبر دینی تھی اور وہ یہ تھی کے آپی کا پتہ چل گیا ہے کل اسے گھر لے کر آرہیں ہے۔ بابا چاہتے ہیں آپ آئیں اور آکر ملیں، حالت ٹھیک نہیں ہے انکی اس لیے ٹیکٹ کنفرم ہو جائے تو ہمیں بتا دیجیے گا۔

الشبا عمران۔

آپی ایسی میل کیوں؟

کیوں کے اسی میل پر واپس آسکتی ہے۔ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا گیا۔

ہم کچھ اور بھی کہہ سکتے تھے نا؟

ہاں لیکن وہ اس بات کو زیادہ سیریس لے گی۔

آپی یہ غلط کیا ہے وہ ویسے ہی آپکو لے کر اتنی پریشان تھی
اور اب یہ میل۔۔۔
صبح جواب دیکھنا اسکا کیا آتا ہے۔

بول کے بستر کی طرف بڑھی۔ ڈوپٹہ سرہانے پر رکھا اور چادر اوڑھ کر لیٹ گئی۔ دو گھنٹے ہی ہوئے ہونگے یا اس سے بھی کم مناحل کی آنکھ کھل گئی، فجر کی اذان کی آواز آرہی تھی۔ گردن موڑ کر دیکھا تو برابر میں اسکی چھوٹی بہن ایک پر سکون نیند سو رہی تھی، شاید کافی دن بعد سوئی تھی۔ اٹھی ڈوپٹہ اٹھائے وہ باتھ روم کی طرف بڑھی وضو کر کے باہر آئی تو دیکھا الشبا بھی اٹھ گئی۔ سیدھے ہاتھ کی آستین کو

اسے دیکھا اور پر سکون مسکراہٹ کے ساتھ مسکرائی۔
ڈوپٹہ لپیٹے ہوئے اسکے پاس آئی جائے نماز اٹھاتے ہوئے
اسے مسکراتے دیکھا۔
ایسے کیوں مسکرا رہی ہو؟
دو سال بعد آپکو فجر کے وقت دیکھا ہے ایسے۔

اچھا۔۔
پچھلے دو سال میں اکیلی اٹھی ہوں نماز کے لیے، اکیلے وضو
کر کے نماز پڑھی اور ہر دن ہر لمحہ آپکو یاد کیا ہے میں نے۔
آنکھوں کے گوشوں میں نمی ظاہر ہونے لگی تھی۔ مناحل
نے وہ نمی دیکھ لی تھی لیکن اسکے قریب جانے سے پہلے ہی

آجاؤ ساتھ نماز پڑھیں گے۔

الشبا اس بات پر مسکرائی۔

واقعی زندگی کیا ہے میں آج تک سمجھ پل میں کچھ تو پل میں کچھ، کل میں سوات میں تھی اکیلے اس وقت نماز کے لیے کھڑی تھی اور آج میں اپنے رشتوں کے ساتھ ہوں ان رشتوں کے ساتھ جن سے میں چھپ رہی تھی۔

وہ سوچ میں ہی تھی کے الشبا آگئی۔

چلیں آپی۔۔

ھمم۔

اٹھی جائے نماز بچھائی نیت باندھی، نماز کی ادائیگی ہوئی دعا کے لیے ہاتھ اٹھے۔۔ تو الشبا کی آواز سن کے رک گئی گردن دائیں جانب مڑی۔

آج کچھ ہے ہی نہیں دعا مانگنے کے لیے۔

ارے کیوں؟

پیچھلے دو سال بس ایک ہی دعا کی ہے میں نے آپکی سلامتی کی اور واپسی کی۔

یہ بات سن کے مناحل کی آنکھیں نم ہونے لگی۔

میری دعائیں قبول ہوگئی آج آپ یہاں میرے برابر میں فجر پڑھ رہی ہے میں اور کیا مانگوں اس رب سے اب۔

آنسوں اب رخسار پر تھے الشبا نے اپنی انگلیوں سے اسے صاف کیا۔

نہیں آپی۔۔۔ آپکو معلوم ہے پر نماز میں جب جب دعا کے لیے ہاتھ اٹھے آنکھیں بند کی تو آپکا ہنستا ہوا چہرہ آجاتا تھا ایک اطمینان تھا دل کو دعا مانگتی تھی کے آپ جہاں بھی ہو بس صحیح ہو ٹھیک ہو بلکل۔۔۔ اور دیکھیں آج آپ یہاں موجود ہے اس لیے میں کوئی دعا نہیں مانگوں گی بلکے شکرانے کے نوافل ادا کروں گی۔ اب اپنی دعا مانگیں میں نفل ادا کرتی ہوں۔

وہ اٹھی اور نیت باندھ کے مطمئن چہرے سے نفل ادا کرنے کھڑی ہوگئی۔ مناحل نے نگاہیں نیچے کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

شکر الحمدللہ۔

اور چہرے پر ہاتھ پھیر کے جائے نماز اٹھایا ریگ کی طرف بڑھی اور پھر ڈوپٹے کو کھولتے ہوئے بستر کی طرف بڑھی

اتنے میں الشبا بھی نماز سے فارغ ہوگئی۔

میں میل چیک کرتی ہوں۔

ھمم دیکھو۔

لیپ ٹاپ کھولا تو مریم کی میل سب سے اوپر تھی۔

مناحل کو دیکھا۔۔

کل نو بجے صبح کی فلائٹ ہے

بس اور کچھ نہیں لکھا؟

نہیں۔ آپی..!!

ھمم۔۔

یہ ٹھیک نہیں ہے۔

ٹھیک ہے یہ۔

بول کے لیٹ گئی۔

صبح نو بجے آنکھ کھلی مناحل کی اٹھی نہا دھو کے نیچے ناشتے کے لیے گئی سب ایک ساتھ بیٹھے تھے بلکل پہلے کی طرح،

نگاہیں پھیر لی۔ یہ حرکت کافی تھی یہ سمجھنے کے لیے کہ وہ نہیں چاہتی کے مناحل وہاں رہے۔ وہ یہ دیکھ کے بس ایک گہری سانس لی اور آگے بڑھ گئی۔ الشبا ہمیشہ کی طرح ہوا کے گھوڑے پر سوار تھی ایک کندھے پر بیگ لٹکائے دوسرے ہاتھ میں کوٹ پکڑے جینز اور ایک ہلکے گلابی رنگ کا کرتا پہنے گردن کے گرد ڈوپٹہ لپیٹے بھاگتی ہوئی نیچے آئی۔

پھر دیر ہو گئی اس لڑکی کو۔

سمیہ نے اسے آتے دیکھ کہا۔

الشبا بیٹھو اور ناشتہ کر کے جانا۔

بیٹھتی ہو یا لگاؤں ایک۔

مجھے دس بجے پہنچنا ہے ہسپتال اینڈ اِٹس الریڈی 9:30

بیٹھو۔

مناحل نے ہاتھ پکڑ کر بیٹھا دیا۔

جوس اور ایک سلائس لو۔

آپی۔

بس پانچ منٹ لگے گے۔

اچھا۔

منہ بنا کے بیٹھی، آدھا گلاس جوس لیا اور سلائس ہاتھ میں

لیے ہی اٹھ گئی۔

نہیں میں خود ڈرائیو کر کے جاؤنگی آج تم ناشتہ کرو۔

بول کے نکل گئی۔

گاڑی آہستہ چلانا الشبا۔

ھمم

اور بھگاتے ہوئے گاڑی گھر سے نکالی تو منا حل سر پیٹتے ہوئے اندر آئی۔

کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس پر۔

واپس اپنی جگہ پر آگئی۔

آج مریم آرہی ہے۔

جی نو بجے کی فلائٹ ہے اسکی، میرا پوچھے تو کہیے گا کے آنے

آنے والی ہے؟

جی۔

لیکن کیوں؟

بابا جو بول رہی ہوں پلیز وہ کریں اسے یہاں لانے کے لیے

یہ سب کچھ ضروری تھا

مناحل کا پلان کام کر گیا مریم کراچی آگئی، گھر پہنچی تو مرد کوئی نا تھا البتہ عورتیں ساری موجود تھی وہ منظر دیکھ کر مریم وہیں کھڑی رہ گئی کچھ عورتیں قرآن پڑھ رہی تھیں.

جن میں سمیہ اور الشبا بھی شامل تھیں۔ مریم الشبا کے پاس آئی اور بغیر کسی سلام دعا کے بس ایک سوال پوچھا۔

الشبا نے کچھ نہیں کہا۔

الشبا میں کچھ پوچھ رہی ہوں کہاں ہے مناحل؟

یہاں ہوں میں۔۔۔

اس کی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سفید شلوار قمیض اور سر پر دوپٹہ لیے کھڑی تھی۔ اسے اس طرح خود کے سامنے کھڑا دیکھ بس اٹھی اور جا کر اسکے گلے سے لگ گئی۔ لفظوں کا تبادلہ نہیں ہوا نا ہی آنکھوں سے آنسوں بہے بس ایک دوسرے کو گلے لگائے رکھا۔۔ الگ ہوئی، آنکھیں نم تھی اور ساتھ ہی سرخ بھی ہو رہی تھی۔ اسکا ہاتھ پکڑا اور اندر کمرے میں لے گئی۔ مناحل خاموشی سے اسکے ساتھ

آئی اور دروازہ بند کر دیا۔ مریم کی نظروں میں اب غم، دکھ، درد تکلیف سب تھا

کیوں؟

ضروری تھا۔

کیا ضروری تھا؟ اس طرح چلے جانا؟

ہاں۔

غصے میں آگے بڑھی اسکا بازو ضرور سے پکڑا۔

تمہیں معلوم ہے مناحل ان سالوں میں یہاں کیوں نہیں آئی؟ کیوں کے میں خود کو مجرم سمجھ رہی تھی۔۔ مجھے لگتا تھا کے تمہیں دور کرنے کی زمہ دار میں ہوں۔

ایک دفع بھی ہمارا خیال نہیں آیا؟ ایک دفع بھی احساس نہیں ہوا کے غلط کیا تم نے؟ ایک دفع بھی یاد نہیں آئی تمہیں ہماری؟

میں شرمندہ ہوں۔۔۔

ہاہاہا مس مناحل عمران شرمندہ ہیں۔۔۔ہاہاہاہا۔۔ ہنسنے لگی اتنا ہنسی کے آنکھوں میں ظبط ہوئے آنسو نکل پڑے۔

شرمندہ؟ شرمندگی پتہ ہے کسے کہتے ہیں؟ مناحل میں کہنے کو تمہاری بیسٹ فرینڈ لیکن سمجھو تو کچھ نہیں۔۔ میں مری ہوں ہر پل ہر لمحہ ہر سیکنڈ۔۔ ہر دن صرف اس آس پر

کے آج تمہارا فون آئے گا اور کل کل جب مجھے الشبا کا میل ملا میرا خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا کیوں اسکے نیچے کا میل میں نے پڑھا ہی نہیں تھا پھر جب تھوڑی خوشی سنبھالی تو پوری میل پڑھی ایسا لگا کے کسی نے میرا گلا گھونٹ دیا ہو، مجھے سانس آنا بند ہو گئی ہو جیسے۔ آج جب میں آئی سب کو اس طرح اٹھا دیکھا تو رہے سہے ڈاوٹس بھی ختم ہو گئے۔ کینیڈا سے پاکستان تک کا سفر صرف یہی سوچ کر طے کیا سب ٹھیک ہو جائے گا میں آ کے تمہیں سنبھال لونگی لیکن وہ بھی جھوٹ سب جھوٹ کیوں؟ میری جو حالت تھی اسکا اندازہ ہے تمہیں؟ تم سوچ بھی نہیں سکتی

مجھے معاف کر دو دوست۔۔۔ لیکن پچھلے دو سال میرے بھی ایسے ہی گزرے ہیں تم نے چند لمحہ گزرا میں نے روز وہ پل گزارے، دو سال میں بھی اس ہی طرح تڑپی ہوں، میں جانتی ہوں میں نے غلط کیا سب کو اعتماد میں لے کے جانا چاہیے تھا لیکن تمہاری قسم میں اگر وہاں رکتی تو صبح تم لوگوں کو زندہ نہیں ملتی، جس تکلیف میں میں وہاں سے اس پہر نکلی تھی وہ صرف میں اور میرا خدا جانتا ہے۔ وہ خط لکھتے ہوئے مجھے ہزار طرح کے خیال آئے تھے، سب کے چہرے نظر کے سامنے آئے تھے پریشان چہرے لیکن میرے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا میں اس گھر میں واپس

رکی اور پھر بیٹھ گئی۔

آج بھی میں وہیں کھڑی ہوں مریم جہاں سے میں بھاگی تھی، جس وجہ سے بھاگی تھی وہ وجہ اج بھی سامنے ہے میرے حیات کی حقارت بھری نظریں جن سے وہ مجھے دیکھتی ہے، جو ہر بیوی کی نگاہوں میں ہوتی ہے کسی دوسری عورت کے لیے۔

مریم اپنے شکوے بھول کے اسکے پاس آئی۔ یہی تو دوستی ہوتی ہے اسکے برابر میں آ کے بیٹھ گئی۔

مجھے معاف کردو مریم میں واقعی شرمندہ ہوں بہت شرمندہ ہوں تمہیں اس بلانے پر بھی بہت شرمندہ ہوں۔

ہاتھ جوڑے اسکے برابر میں بیٹھی تھی، مریم نے ہاتھ نیچے کئے اور گلے سے لگ گئی۔

I really very miss you..

Me too.

الگ ہوئی۔۔۔اور اپنا ہاتھ مناحل کی طرف بڑھایا۔

وعدہ کر مجھ سے کے آج کے بعد کچھ بھی ہو جائے اس طرح نہیں کرو گی میں ہوں، الشبا ہے ہم سب سے ڈسکس کرو گی۔

ھمم۔

آنسو صاف کرتے ہوئے کہا گیا۔

میں بھی یہی کہنے والی تھی تم سے، بس اب بہت ہو گیا تھم جاؤ کتنا بھاگو گی؟

مجھے بھی اب لگنے لگا ہے اور الشبا نے بھی کہا ہے وہ رخصتی اس وقت تک نہیں کرے گی جب تک میں شادی نہیں کرونگی۔

Just think for your self dost...

مریم کی باتیں بیٹھی سنتی رہی۔

آج بات کرونگی بابا سے، انھیں کہہ دونگی کے جو کرنا ہے کریں۔

شکر۔

کہاں؟

چائے پینے۔
مجھے آج شہیر سے ملنے جانا ہے اسے اسکی گھر کی چابیاں دینی

ہیں.
ابھی رہنے دو آپی وہ خود آئیں گے آپ سے ملنے تب دے

دینا۔

اسے پتا ہے؟
ہاں میں نے میسج کر دیا تھا۔
اوکے۔
چلو اب چلتے ہیں۔

تم بھی آو الشبا۔

نہیں مجھے گھر میں رکنا ہو گا دراصل ولید بھائی کے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں بخار ہے اسے تو مونیٹر کر رہی ہوں آج ہسپتال سے چھٹی اسی وجہ سے کی ہے۔

ولید کا بیٹا بھی ہے؟

جی۔

ماشاءاللہ

بلکل آپی کی طرح ہے پیچھلا دو سال اسی کی وجہ سے گزرا ہے ہمارا بلکل مناحل عمران کا منی ورژن ہے بس وہ لڑکا اور یہ لڑکی۔

روم میں ہے فلحال سو رہا ہے۔

تم ملی اس سے ؟

نہیں ابھی تک نہیں۔

ڈوپٹہ اوڑھتے ہوئے کہا گیا، اور پھر چلے گئے دو سال بعد دو سہیلیاں ملی تھیں باتیں یادیں ساتھ جینی تھی.

* *

* *

* * * * * * * * * * * * * * * * *

باب نمبر: ۱۲

بابا میں آجاؤں۔۔

آجاؤ بیٹے۔

آئی اور آکر عمران اور سمیہ کے سامنے بیٹھ گئی۔

کچھ بات کرنی تھی اپ سے۔

ہاں بولو۔

میں جانتی ہوں بابا پچھلے دو سال ہمارے گھر کے لیے بہت مشکل تھے ہر دن ہم سب ایک طوفان سے گزرے ہیں۔۔۔مجھے لگتا ہے اب اس طوفان کے تھمنے کا وقت آ گیا ہے۔

میں سمجھا نہیں منا حل جو کہنا ہے صاف کہو

بابا میں شادی کے لیے تیار ہوں۔۔۔ طوفان شروع بھی

میری شادی سے ہوا تھا ختم بھی میری شادی پر ہی ہو گا۔

عمران صاحب تھوڑا سا آگے ہو کر بیٹھے

مناحل زندگی نام ہی مشکلات کا ہے طوفان کا ہے۔ ایسا کوئی

نہیں ہو گا جو ان مشکلات اور طوفان سے نہیں گزرا ہو گا،

بس آپکا امتحان تھوڑا مشکل ہو گیا کیوں کے اللہ اپنے ان ہی

بندوں کو آزمائش میں ڈالتا جو اسے سب سے عزیز ہوتے

ہیں۔۔ جسے چاہتا ہے کے وہ اس سے بار بار مانگے۔ میرے

رب کو میری بیٹی کا مانگنا پسند آگیا ہے اور اب تو اللہ نے بھی

سن لی ہے تمہاری بھی ہماری بھی۔

میں شہیر کو فون کرتا ہوں۔

انکی اس بات پر وہ حیران ہوئی۔

شہیر کیوں؟

عمران صاحب اسکی اس بات پر مسکرا دیئے۔

تمہیں معلوم ہے شہیر تمہارے نکاح میں کیوں نہیں آیا تھا؟

کیوں کے وہ پاکستان میں نہیں تھا۔

غلط کیوں کے وہ تمہیں پسند کرتا تھا چاہتا تھا اور اپنی محبت کو کسی اور کی شریک حیات بنتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

پسند؟ محبت؟ شہیر.

ھمم۔۔۔ تمہارا رشتہ بھی لے کر آیا تھا لیکن ولید کے ساتھ تمہاری منگنی ہو چکی تھی۔

مناحل خاموشی سے سنتی رہی سب کچھ یاد کرتی رہی۔ فکر، مذاق اسکا وہ دیکھنا اور پھر نگاہیں جھکا لینا۔

میرے بارے میں ولید کو شہیر نے۔۔۔

جملہ پورا کرنے نہیں دیا گیا۔

نہیں مناحل وعدے کا پکاہ ہے وہ۔ ہمیں یہ بات الشبا نے بتائی تھی کے تم شہیر کے گھر میں تھی وہ بھی تمہارے یہاں واپس آنے کے بعد۔

شہیر اچھا لڑکا ہے بیٹا اور سب سے بڑھ کر تمہیں چاہتا ہے۔

مناحل تم جیسا کہو گی ویسا ہی ہو گا تمہاری حامی پر ہی شہیر کو بلوائیں گے۔

آپ لوگوں کو شہیر اچھا لگتا ہے تو ہاں کر دیں مجھے وہی فیصلہ منظور ہو گا جہاں آپ لوگوں کی خوشی ہو گی۔

دونوں مسکرا کر دیکھنے لگے، مناحل اٹھی اور وہاں سے چلی گئی۔ شہیر کو کال کی گئی اور پھر شہیر دو دن بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ آیا۔

کیا ہوا مناحل؟

پھر اتنی گم صم کیوں؟

نہیں تو۔

شہیر واقعی بہت اچھا لڑکا ہے مناحل، سب سے بڑی بات تمہیں جانتا ہے تم اسے جانتی ہو ایک دوسرے کو سمجھتے ہو۔

مریم میں ولید کو بھی جانتی تھی، اسے بھی سمجھتی تھی۔۔

لیکن وہ نصیب میں نہیں تھا۔

ھمم۔

چلیں؟

چلو۔

کمرے سے نکلی تو سامنے سے الشبا روحان کو لیے آتی دیکھائی دی۔ مناحل کے قدم وہیں رک گئے۔ مریم نے آگے بڑھ کر اسے پیار کیا۔

ملتا ہے نا؟

ہاں نا سیم ٹو سیم اسی کی طرح۔

ایون کے بلڈ گروپ بھی سیم ہے دونوں کا۔

الشبا نے ہنستے ہوئے کہا، مناحل آگے بڑھی اور بس اسکے نھنے ہاتھوں کو چوم لیا۔

اسکے۔ نصیب بس میری طرح نا ہو۔

اس بات پر دونوں نے اسکی طرف دیکھا

مناحل۔

چلو نیچے چلیں سب منتظر ہیں۔

آگے چلی گئی۔ شہیر اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

عزمہ بیگم نے مسکرا کے اسے بلایا۔ وہ چلی گئی ساری باتیں ہوئی وہ لوگ رسم کی تیاری کر کے آئے تھے بس ادا کرنی تھی۔

عمران بھائی اجازت تو ہم آج چھوٹی سی رسم کر کے یہ رشتہ طے کرنا چاہتے ہیں۔

بلکل بھابھی آب یہ آپکی امانت ہے۔

شہیر بس خاموشی سے سب ہوتے دیکھ رہا تھا۔

لال ڈوپٹہ نکالا خوبصورت سا کام دار ڈوپٹہ شہیر کے نام کا جو کے اب مناحل کے سر پر تھا۔ شہیر برابر میں بیٹھا تھا اور ولید دور کھڑا سب کچھ ہوتے دیکھ رہا تھا۔

شاہ صاحب نے گلے ملتے ہوئے کہا۔

آپکو بھی بہت مبارک ہو۔

باتیں ہوئیں لیکن اس پورے دورانیہ میں مناحل شہیر سے مخاطب نہیں ہوئی اگر کسی نے کچھ پوچھا تو جواب دے دیا۔ اسکا سارا دھیان سامنے کھڑے ولید پر تھی جو آج شاید اس ہی تکلیف سے گزر رہا تھا جس سے سالوں پہلے مناحل گزری تھی۔ شہیر اور اسکی فیملی چلی گئی منگنی کی تقریب کی تاریخ اگلے مہینے کی طے ہوگئی۔ کھانے کے بعد وہ کافی کا مگ لیے چھت پر آگئی تھی۔ سوٹ وہی پہنا تھا بس وہ لال ڈوپٹہ نہیں تھا۔ کھلے بال اب جوڑے میں بندھے

مبارک ہو۔

چونکی نہیں تھی اسے معلوم تھا وہ آئے گا اور اسی طرح بغیر آہٹ کے آئے گا اور وہ پہچان جائے گی۔

خیر مبارک۔

مگ کو لبوں سے لگا کر ایک گھونٹ بھرا۔

خوش ہو؟

ھمم ہاں۔۔

ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

آپ خوش ہیں؟

جواب نہیں آیا۔

میں بھی نہیں تھی لیکن مجھے دیکھانا پڑا تھا کے میں کتنی خوش ہوں۔

ولید نے چونک کر اسکی طرف دیکھا، اسے اس طرح حیران دیکھ وہ مسکرائی۔

اپکو معلوم ہے ولید میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کے میرا نکاح اپ سے ہو کر بھی ہم ساتھ نہیں ہو پائیں گے۔ آپکے علاوہ کبھی کسی کو تصور ہی نہیں کیا تھا جب ہی شاید شہیر کو میں نے اس نظر سے نہیں دیکھا، لیکن وہ کہتے ہیں نا قسمت کا لکھا کون بدل سکتا ہے۔

خاموش ہوئی۔ گھونٹ بھرا اور ایک سکون بھرے لہجے میں کہنا شروع کیا، اسکے لہجے میں ٹھہراؤ شروع سے تھا لیکن آج ایک سکون تھا۔

آج اپکو اس طرح تکلیف میں کھڑے دیکھ مجھے آپکے نکاح کو دن یاد آگیا ولید۔۔ میں نے آپ کے لیے کبھی بھی برا نہیں سوچا نا ہی برا چاہا میں اپنے خواب میں بھی اپکو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی اور نا ہی دیکھ سکتی ہوں۔ لیکن وہ ہے نا اوپر بیٹھا ہم سب کا مالک وہ سب کی تکلیف دیکھتا ہے اور اپکو معلوم ہے جس تکلیف میں میں تھی آج آپ کو دیکھا اس تکلیف میں۔

آج اپکی اس تڑپ کو دیکھ میری ایک بات غلط ثابت ہو گئی اور وہ یہ کے آپکی میری طرف وقتی اٹر یکشن نہیں تھی۔ آپ بھی محبت کرتے تھے مجھ سے لیکن احساس تب ہوا جب بہت دیر ہو گئی۔ ہماری محبت آپکی انا کی ندی میں ڈوب چکی تھی۔

میں آج بھی شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دو۔

میں اپکو معاف کر چکی ہوں۔

ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔

روحان واقعی میری فوٹو کاپی ہے بلکل میری طرح جب ہی کہا تھا میں نے تم سے کے جان ہے وہ میری خود سے زیادہ

دعا کیجیے گا کے اسکے نصیب میری طرح نا ہوں۔ بازاوقات لڑکے بھی نصیب سے ہار جاتے ہیں اور میں ہر گز نہیں چاہوں گی کے میری فوٹو کاپی کا نصیب بھی میری طرح ہو۔ کہہ کر جانے لگی۔ جانے کو پلٹی تو آنکھیں نم تھیں جب کے ولید کی آنکھیں بھی سرخ تھیں۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھے بغیر بات کی تھی۔ منگنی کی تاریخ قریب آگئی تھی سب تیاریوں میں مصروف تھے اور ان سب میں سب سے آگے ولید تھا سارے انتظامات اسی نے سنبھال رکھے تھی۔ منگنی سے دو دن پہلے مناحل حیات کے پاس گئی روحان اس دوران مناحل کے بہت قریب ہو گیا تھا اور وہ

بھی سب سے زیادہ قریب تھی اسکے۔ دروازے پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی۔

آجائیں۔

مناحل کو اندر آتا دیکھ حیات کی نگاہوں میں وہی سرد مہری اتر آئی تھی۔

ولید نہیں ہے۔

مجھے معلوم ہے، مجھے آپ سے بات کرنی تھی۔

مجھ سے کیا بات؟

اندر آجاؤں؟

جی آجائیں۔

آ کے دروازہ بند کر دیا پورے کمرے کو دیکھا اور پھر مسکرا کے روحان کے پاس چلی گئی اسے گود میں لیا۔

ارے میرا بچہ۔

اسے گود میں لے کے حیات کی طرف واپس پلٹی۔

کیا بات کرنی تھی؟

سرد لہجے میں پوچھا گیا۔

حیات میں جانتی ہوں آپ ناراض ہیں مجھ سے اور ناراضگی جائز بھی ہے آپکی، کوئی بھی بیوی اپنے شوہر کو کسی دوسری عورت کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی۔

رکی۔

حیات وقت حالت ہمارے ساتھ نہیں ہوتے باز اوقات اس پر کسی کا ضرور نہیں چلتا، میں جانتی ہوں دو سال پہلے جو ہوا اسکی کڑواہٹ آج بھی ہے آپکے دل میں لیکن حیات سچ میں وہ سب کچھ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا، میری میڈیکل کنڈیشن ہی ایسی تھی کے وہ سب کچھ خود با خود ہوتا چلا گیا۔ کچھ یاد نہیں تھا مجھے یہاں تک یہ بھی نہیں کے نانو اب میرے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ بھی یاد نہیں تھا کے دانی اور الشبا کا نکاح ہو گیا ہے اور نا ہی یہ یاد تھا کے ولید اور میری طلاق ہو گئی ہے۔

حیات کھڑی بس سن رہی تھی اور مناحل روحان کو گود میں

ولید جب میرے پاس آئے مجھے لینے تو میں نے آنے سے صاف انکار دیا تھا کیوں کے میرے اندر آپکا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ انکو یہ کہہ دیا تھا کے سب کو جا کے بتا دیں کے ایک کار ایکسیڈینٹ میں مناحل عمران کی موت ہو گئی۔ پلٹی اور چھوٹے قدموں کے ساتھ اس بچے کو گود میں اٹھائے اسکے پاس آئی۔

تب انھوں نے بتایا کے آپکا اور انکا ایک بیٹا ہے روحان جو بلکل میری طرح ہے عادتوں سے بھی اور حرکتوں میں بھی یہاں تک کے اسکا بلڈ گروپ بھی سیم ہے۔ روحان کی قسم کھا کر اس شخص نے کہا کے میرے یہاں رہنے کی خبر کسی

سے سخت نفرت ہے لیکن انھوں نے کہا صرف اس لیے تا کہ میں وہاں سکون سے رہ سکوں۔ اب آپ مجھے بتائیں میں اگر بد ذات ہوتی، گھٹیا ہوتی تو ولید کو وہاں روک سکتی تھی یا پھر انکے ساتھ واپس آ سکتی تھی۔۔ سب سے بڑی بات دو سال پہلے میں سب کچھ چھوڑ کر جاتی ہی نہیں کیوں کے بد ذات لوگوں میں عزتِ نفس نہیں ہوتی۔

مناحل اس طرح آکر میرے سامنے سب کچھ کہنا اس کا کیا مطلب سمجھوں؟ میں جانتی ہوں تمہارے اور ولید کے درمیان جو رشتہ رہا ہے وہ شاید میں کبھی نا بنا سکوں۔

بلکل حیات وہ رشتہ کبھی بنے گا بھی نہیں کیوں کے ہر

میں ولید کے لیے جو جذبات ہیں وہ آپکے دل میں نہیں ہونگے۔

بہت ہی ٹھہراؤ کے ساتھ کہا۔ روحان کو وہ واپس بیڈ پر لیٹا چکی تھی کیونکہ وہ کب اسکے کندھے پر سو گیا اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

آپ جانتی ہیں میں نے ولید کو بہت چاہا بے انتہا محبت کی ان سے لیکن اپکو معلوم ہے ہم نکاح کے بعد بھی ایک کیوں نا ہوسکے؟ میری چاہت پوری کیوں نا ہو سکی؟

حیات کے تاثرات پہلے کے مقابلے میں ڈھیلے پڑھ گئے تھے۔

کیوں کے اللہ نے ہمارے نصیب میں ایک ہونا نہیں لکھا تھا۔ زندگی میں بہت سی طلاقیں ہوتی ہیں، 30 سال کے بعد بھی رشتے ختم ہو جاتے ہیں اور وہ ختم اور دفن ہوئے رشتے کبھی زندہ نہیں ہوتے۔

حیات کا ہاتھ تھاما۔

ولید اب آپکا ہے، روحان کے فادر ہیں آپ دونوں کی فیملی مکمل ہے اور اب تو اس بد ذات لڑکی بھی اپنا گھر بسانے کو تیار ہو گئی ہے۔

مسکرا کر کہا گیا۔ حیات کو لگا جیسے اسکے منہ پر کسی نے ایک زوردار تھپڑ مارا ہو۔

بس میں دعا کرونگی اللہ سے کے آپ دونوں ہمیشہ خوش رہیں اور میرے اس فوٹو کاپی کو اپنے امان میں رکھے

اور۔۔۔

اور؟

اور اپنے دل سے میرے لیے کڑواہٹ نکال دیں۔۔زندگی بہت چھوٹی ہے کب کیا ہو جائے کسی کو نہیں پتہ ہوتا۔

بول کے وہاں سے چلی گئی، اپنی زندگی کا ایک اہم انسان اسکے حوالے کر کے چلی گئی تھی۔ منگنی کا دن آگیا رسم سے لے کے ابھی تک شہیر اور مناحل کی کوئی بات نہیں ہوئی تھی

مریم کا سوال آیا۔

نہیں ابھی تک کوئی بات نہیں ہوئی۔

لیکن کیوں؟ تمہیں بات کرنی چاہیے تھی۔

کس حوالے سے؟

تم دونوں کے رشتے کے حوالے سے۔

مریم ہمارا یہ رشتہ ہمارے والدین نے جوڑا ہے۔

مریم خاموش ہو گئی۔

تمہیں نہیں ہونا تیار؟

آپکو کر دوں پھر جاتی ہوں میں۔

آپ؟

اچھا ٹھیک ہے۔

کسی سوچ میں ڈوبی رہی پھر اچانک سے اس نے مریم سے کہنا شروع کیا۔

تمہیں معلوم ہے مریم میں نے کہیں پڑھا تھا کے باز اوقات زندگی میں ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں جہاں ہمیں معلوم نہیں ہوتا کے کیا فیصلہ کرنا ہے کس طرف مڑنا ہے، کیا قدم اٹھانا ہے۔

مریم مسکرا کے اسکے آگے آئی اور سنگھار میز سے ٹیک لگائے کھڑی ہو گئی۔

کیا تمہاری زندگی میں بھی وہی موڑ آ گیا ہے؟ تمہیں بھی پتہ

مناحل نے ایک گہری سانس لی اور نگاہیں نیچے کر کے اپنے الٹے ہاتھ کی انگلی کو دیکھنے لگی جس میں آج شہیر کی نام کی انگھوٹھی پہنائی جانے والی تھی۔

میرے پاس موڑ ہی ایک ہے تو سوچوں کیا پھر؟ راستہ بھی بس ایک سیدھی اور اندھیری سڑک کی طرح ہے جس پر بس اب مجھے چلنا ہے۔

مناحل تم خوش ہو نا؟

اسکی اس بات پر مریم تھوڑی پریشان ہوئی۔

ہاں میں خوش ہوں، خیر چھوڑو یہ ساری باتیں اب جاؤ اور جا کر تیار ہو۔۔۔ فوراً۔

مریم مسکرا کر وہاں سے چلی گئی۔ سب کچھ وقت کے حساب سے طے تھا۔ ساری تیاریاں مکمل تھیں، شہیر اور اسکے گھر والوں کے آنے کا وقت ہو چکا تھا۔ ولید سب سے پہلے ہال پہنچا تھا اور آتے ہی کاموں میں مصروف ہو گیا تھا۔ شہیر کی فیملی پہنچی سب استقبالیہ پر کھڑے تھے۔۔۔ بھائی ہونے کی حثیت سے دانیال آگے بڑھا۔ پھولوں کی بارش میں وہ ہال کے اندر داخل ہوا۔ خوش مزاج اور پر وقار شخصیت کا مالک آج اور بھی اچھا لگ رہا تھا۔ عزمہ بیگم اور رضوان صاحب کے ساتھ وہ چلتا ہوا آگے بڑھا اور اسٹیج پر چڑھ گیا۔ اب باری مناحل کی تھی، پستائی رنگ کا بھاری ساڈوپٹہ

میں نازک سے نیکلیس اور ماتھے پر نازک سا ٹیکا تھا دونوں ہاتھوں میں گلاب کے گجرے پہنے ہوئے تھی۔ الشبا اور دانیال کے ساتھ شہیر کے جانب جانے کو نکلی ہی تھی کے سامنے کھڑے ولید پر نظر پڑ گئی جو کونے میں کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سانس لینا بھول گیا ہو۔ مناحل بھی اسے دیکھ کر رکی لیکن پھر ایک مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھ کے آگے بڑھ گئی۔۔۔

واقعی عورت ایک صبر کا مجسمہ ہوتی ہے۔۔

ولید نے سوچا۔۔

قدم با قدم چلتے وہ شہیر کی جانب بڑھتی گئی اور پرانی بیتی

شہیر کھڑا ہو گیا اور اوپر آنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو آگے بڑھایا اور مناحل نے اپنے نازک ہاتھ اسکے ہاتھوں میں دے دیے۔ دور کھڑا ولید یہ سب ہوتے دیکھتا رہا۔

واقعی مناحل بہت تکلیف ہوئی ہو گی تمہیں۔

بول کے ہال سے باہر چلا گیا پھر کافی دیر تک وہ نظر نہیں آیا، انگھوٹھی کی رسم ادا ہوئی۔ ایک دوسرے کی تصویروں کا وقت آیا۔۔۔

کہاں چلے گئے تھے آپ؟

کچھ کام تھا اسلیئے جانا پڑا۔

چلیں سب تصویروں کے لیے بلا رہیں ہے۔

بول کے حیات کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ ولید کو آتا دیکھ مناحل سمجھ گئی تھی کے وہ اتنی دیر کہاں غائب ہو گیا تھا۔ مناحل کو دیکھ نہیں رہا تھا بس اسکی طرف چلا آرہا تھا۔

Many many congratulations shaheer.

Thank you.

کھڑے ہو کے گلے ملا اور پھر تصویروں کے لیے بیٹھ گئے۔

روحان کو مجھے دے دیں۔

مناحل نے حیات کے ہاتھ سے اسے لے لیا، ولید کی طرح کرتا شلوار پہنا ہوا تھا وہ چھوٹا سا بچہ بہت پیارا الگ رہا تھا۔ مناحل کی گود میں جا کر وہ پر سکون سا بیٹھ گیا۔ تصویریں

ہوئی تو حیات اپنی جگہ سے اٹھی اور پھر روحان کو لینے لگی۔

مناحل نے قدر پریشانی سے کہا۔

حیات روحان کو بہت تیز بخار ہے۔

جی ابھی میڈیسن دی ہے

اور پھر اسے لے کے نیچے اتر گئی۔ اب اسکے لہجے میں پہلے کے مقابلے میں سرد مہری نہیں تھی۔ تقریب ختم ہو گئی تھی، شہیر اور مناحل نیچے اترے۔

ایک بات پوچھوں؟

پوچھیں۔

تم یہ شادی اپنی خوشی سے کر رہی ہو نا؟

مناحل کے قدم رک گئے، اسے پیچھلا کچھ یاد آیا بہت پرانا۔ شہیر کی طرف مڑی۔

کیا ہم گھر جانے کے بجائے کچھ وقت اکیلے گزار سکتے ہیں؟ کچھ باتیں ہیں جو آپکے ساتھ کرنی ہیں۔

تحمل کے ساتھ کہا.

ضرور میں انکل سے اجازت لے لیتا ہوں پھر چلتے ہیں۔

شیور۔

شہیر عمران صاحب کی طرف جاتے دیکھائی دیا۔ اسکا ویسٹ کوٹ اب اسکے ہاتھ میں تھا۔ دور کھڑے دونوں باتیں کرتے دیکھائی دیے۔ عمران صاحب نے ایک

مطمئن نظروں سے مناحل کی طرف دیکھا اور پھر شہیر کی طرف مخاطب ہو گئے۔ شہیر واپس آیا۔

چلیں کہاں چلنا ہے؟

ایک منٹ۔

مریم کی طرف بڑھی الشبا بھی وہیں کھڑی تھی۔

مریم گھر پہنچ کر مجھے میسج کر دینا اور الشبا روحان کو بخار تھا سے دیکھ لینا۔

ضرور میڈم آپ جائیں۔

دونوں نے مسکرا کر کہا، دیکھنے میں ابھی بھی ویسی ہی لگ رہی تھی حسین بس آنکھوں میں کچھ تھکاوٹ تھی۔ دونوں

تھے۔ شہیر کی نظریں کبھی برابر میں بیٹھی لڑکی پر پڑتی جو باہر دیکھ رہی تھی اور پھر سامنے چلتے ہوئے روڈ پر پڑتی۔

کہاں چلنا ہے مناحل؟

وہیں جہاں جاتی ہوں ہمیشہ۔

شہیر خاموشی سے گاڑی چلانے لگا۔ گاڑی رکی اترا اور مناحل کی طرف بڑھا تھا کے اتنے میں وہ خود دروازہ کھول کر اتر چکی تھی۔ ہوا کی تیزی کی وجہ سے اسکا ڈوپٹہ سر سے اتر کر شانوں پر آگیا تھا۔ سارے زیورات وہ گاڑی میں ہی اتار چکی تھی۔ سوائے اس منگنی کی انگوٹھی کے اور گجروں کے۔ باتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

کیوں کے یہاں سکون بہت ہے۔

شہیر نے سامنے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

نہیں شہیر سکوں کے ساتھ مجھے یہاں کی ایک اور بات بہت پسند ہے۔

وہ کیا؟

اب وہ اپنی آستینوں کو موڑ رہا تھا۔

یہ سمندر دیکھ رہیں ہیں یہ جتنا خاموش اور پر سکون ہوتا ہے اتنا ہی خطرناک بھی ہوتا ہے، اور جتنا گہرا ہوتا ہے اتنی ہی اونچی اسکی لہریں ہوتی ہیں۔

شہیر بس خاموشی سے اپنے ساتھ چلتی لڑکی کی باتیں سن رہا

لیا تھا اور بالوں کو کھلا چھوڑ دیا تھا جو کے ہوا کے زور سے اسکے منہ پر آرہے تھے۔

مجھے یہاں آ کے سکون اس لیے ملتا ہے کیوں کے یہاں کی لہروں کے شور میں میرے اندر اٹھا شور دب جاتا ہے، میرے اندر کی خاموشی یہاں کی خاموشی کو سمجھتی ہے۔ یہاں کی ہوا مجھے ایسا سکون دیتی ہے مانو میں کبھی بے سکون ہوئی ہی نہیں، کبھی کسی تکلیف سے گزری ہی نہیں ہوں۔

شہیر میں آپ سے یہ نہیں پوچھوں گی کے اپنی پسندیدگی کے بارے میں اپنے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا، اور نا ہی یہ پوچھوں گی کے مجھ سے پوچھے بغیر آپ رشتہ لے کے

اب وہ شہیر کے سامنے کھڑی تھی دونوں ہاتھوں سے اپنے ڈوپٹے کو تھامے پر سکون لہجے میں کہہ رہی تھی۔

آپکو میں پسند تھی، آپ میرے گھر آئے میرے والدین کو آپ پسند آ گئے ہمارا رشتہ طے ہو گیا، لیکن شہیر میں آج اپکو یہاں اس لیے لائی ہوں تا کہ ہمارا یہ رشتہ چل سکے رکی۔

میں جانتی ہوں آپ میرے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں۔ ایک ایک بات جو میں نے آپکو بتائی تھی، لیکن شہیر مردوں میں نا ایک خامی ہوتی ہے جو ایک پوائنٹ پر آ کے رشتہ خراب لازمی کرتی ہے اور وہ ہے کسی تیسرے کی

سامنے کھڑا لڑکا بہت ہی پر سکون اسکی ساری باتیں سن رہا تھا۔

ولید اور میرا رشتہ جس بنیاد پر ختم ہوا تھا وہ شک تھا۔ میں ہر گز نہیں چاہوں گی کے ہمارے درمیان شک آئے۔ میں جانتی ہوں بہت اچھے انسان ہیں آپ لیکن جس فیس آف لائف سے میں گزری ہوں اسکی بعد یہ سب کلیئر کرنا بہت ضروری تھا۔

اب دونوں بیٹھ چکے تھے۔۔ شہیر ابھی بھی بس اسے سن رہا تھا۔

محبت ایک احساس ہوتا ہے شہیر جس کو جتنا محسوس کرو

تھی اسکا احساس بچپن سے تھا۔ جیسے جیسے میری عمر بڑھتی گئی وہ احساس بھی بڑھتا گیا۔۔ اس محبت کو، احساس کو ایک بچے کی طرح پالا تھا میں نے شہیر لیکن۔

لگ رہا تھا جیسے اسکی آنکھیں نم ہو گئی ہوں.

الٹے ہاتھ میں پہنی ہوئی شہیر کے نام کی انگھوٹھی کو دیکھ رہی تھی نگاہیں نیچے ہی تھیں۔

جب ولید نے آکر مجھ سے سوال کیے تھے میں چاہتی تو انکے سارے سوالوں کے جواب اس پل دے سکتی تھی لیکن میں جواب کیا دیتی؟ مجھے آج تک سمجھ نہیں آیا۔۔ جب ولید میرا ہاتھ پکڑ کر ایک مجرم کر طرح سب کے سامنے

کے سامنے مجھے سزائے موت سنائی تھی تب میں تو بجھ گئی تھی لیکن میری محبت نے دم توڑ دیا تھا۔ وہ لمحہ احساس بہت دردناک تھا میرے لیے۔

وہ میکانیکی انداز میں بس بولتی جارہی تھی اور وہ بیٹھا سنتا رہا.

میری وہ محبت جسے میں نے برسوں پالا ایک بچے کی طرح آندھی، طوفان سے بچا کے رکھا تھا وہ بھری محفل میں رسوا کردی گئی تھی۔ میں نے صبر کرلیا تھا کیوں کے جب کوئی مرتا ہے تب بھی تو صبر آ ہی جاتا ہے نا پھر وہ تو صرف ایک احساس تھا، محبت کا احساس ولید کی شادی ہوئی تب میری محبت پر مٹی ڈالی گئی اور آج جب میری آپ سے

آج سے کچھ سال پہلے میری آنکھوں میں تھی آج وہ تڑپ ولید کی آنکھوں میں دیکھی میں نے، واقعی وہ رب مکافات عمل ضرور دکھاتا ہے۔

آنسو اب رخسار پر تھے۔ ہتھیلی کی پست سے آنسو صاف کیے اور شہیر کی طرف مڑ گئی نگاہیں اس پر مرکوز کیے اس سے کہہ رہی تھی۔

شہیر میں دوبارہ بھری محفل میں رسوا ہونا نہیں چاہتی، اپنے احساسات کی دوبارہ قبر کھودنا نہیں چاہتی۔ جس تکلیف میں آج ولید ہیں میں اس تکلیف میں اپکو دیکھنا نہیں چاہتی۔ اس لیے آج میں آپ سے وہ وعدے چاہوں گی جو میں نے

اور وہ وعدہ کیا ہے.

پیار بھرے لہجے میں پوچھا گیا.

ہمارے درمیان کبھی شک نہیں آیگا. ہمارے درمیان ہوئی بات کو ہم غلط فہمی میں بدلنے نہیں دینگے. کسی تیسرے کی بات پر کبھی بھروسہ نہیں کرینگے وعدہ کریں.

ہاتھ اگے بڑھایے بیٹھی تھی.

وعدہ رہا.

مسکراتے ہوئے مناحل کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا.

تمہیں معلوم ہے مناحل تم بہت خوبصورت ہو.

مناحل اسکی اس بات چونکی.

ہاں واقعی نہ صرف صورت سے تم سیرت سے بھی حسین ہو. تمھارے صبر نے مجھے ہمّت دی تھی کے میں تم سے اپنی محبت کا اعتراف کروں. تمھارے اس رات کے اعتراف نے کہا تھا کے میں اب تمھیں ور اکیلے رہنے نہیں دے سکتا.

خاموش ہوا اور اب برابر میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا تھا.

جس طرح تم نے ولید کی محبت کو بچے کی طرح پلا تھا ویسے ہی میں نے بھی اپنی محبّت کو ایک بچے کی طرح پالا بس فرق یہ تھا کے میں نے اسے دفنایا نہیں پتا نہیں کیوں؟ لیکن اس محبت کا احساس زندہ رہا ہمیشہ. تمھارے نکاح کے بعد بھی

اس رات تمہیں اس طرح دیکھ مجھے یقین ہو گیا تھا کے ہماری قسمت جوڑی ہے.

مناحل بس اسے سن رہی اور دیکھ رہی تھی.

میں پھر بھی تمہیں کچھ نہیں کہ سکا. لیکن تمہں تکلیف میں دیکھ کے میں نے فیصلہ کرلیا تھا کے تم سے نہ سہی لیکن انکل سے اس بارے میں ضرور بات کرونگا اور انتظار کرونگا کے تم واپس کب آو گی، دیکھو آج میرا انتظار ختم ہوا، دعا قبول ہوئی۔

مسکراتے ہوئے کہا گیا۔

دعائیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کب کس کی کونسی دعا قبول کو

ہی زندگی گزاری تھی دعاؤں کے ذریعے۔ اللہ کے سامنے گھنٹوں بیٹھی رہتی بس کچھ نہیں کہتی جائے نماز میں بھی ایک سکون سا ہوتا ہے۔

ایک گہری سانس لی، کافی پر سکون تھی وہ اب۔۔ آنسو تھم چکے تھے البتہ آنکھیں اور ناک ابھی تک سرخ تھے۔

چلیں کافی دیر ہو گئی ہے۔

جی بلکل۔

واپس گاڑی کی طرف آئے۔ سارا راستہ خاموشی سے گزر گیا دونوں میں سے کسی نے کچھ نہیں کہا۔ مناحل کے ہاتھوں کے گجرے اب سوکھ چکے تھے سیٹ کی پشت سے

گئی تھی لیکن اس حال میں بھی کافی حسین لگ رہی تھی۔ کھلی کالی زلفیں پیچھے کی طرف تھی جبکے کچھ لٹیں اسکی بند آنکھوں کے گرد جھول رہی تھیں۔ شہیر اسے دیکھتا مسکراتا اور پھر آگے کی طرف متوجہ ہو جاتا۔ سارا راستہ اسی طرح گزر گیا مناحل کی آنکھ گھر پہنچ کر کھلی۔

شکریہ۔

دروازہ کھولتے ہوئے کہا گیا۔

کس بات کے لیے؟

میری باتیں سننے کے لیے۔

مجھے اچھا لگا کے تم نے ساری باتیں کہی مجھ سے۔

مناحل۔

جی۔

تم واقعی بہت خوبصورت ہو اور آنکھیں بند کیے اور بھی حسین لگتی ہو خاص کر تب جب تمہارا چہرہ پر سکون ہو۔

شکریہ۔

کہہ کے گاڑی سے اتر گئی۔ جب تک اندر نہیں آئی وہ باہر کھڑا اسے دیکھتا رہا اور گاڑی زن سے لے گیا۔ ولید اوپر کھڑا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ مناحل کی نظر اس پر پڑی تو اسے دیکھ کر مسکرا دیا جبراً ہی سہی لیکن وہ اب اس سے بہت دور تھی۔ اندر آئی تو دیکھا لاونج میں بیٹھی الشبا چشمہ لگائے

کوئی کتاب پڑھ رہی تھی اسے آتا دیکھ کتاب سائیڈ رکھی اور چلتی ہوئی اسکے پاس آئی۔

اتنی دیر لگا دی۔

ہاں بس وقت کا اندازہ نہیں ہوا۔

چلیں آرام کر لیں کافی تھکی ہوئی لگ رہی ہیں اپ۔

ھم چلو۔

بول کر ساتھ چل دی، کپڑے بدل کے جب باہر آئی تو الشبا بستر کے پست سے سر ٹکائے آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔

سوئی نہیں تم؟

باہر آتے ہوئے کہا۔

سو جاؤ کافی تھک گئی ہو گی تم۔

ہاں وہ تو تھک گئی ہوں

ڈوپٹہ اتار کے اب وہ بستر پر بیٹھ رہی تھی۔

آپی۔۔؟؟

ھمم۔

سب ٹھیک ہے نا؟

ہاں کیوں؟

وہ بس اپ اس طرح شہیر بھائی کے ساتھ چلی گئیں مریم آپی بھی کہہ رہی تھیں۔

نہیں بس میں پرانی غلطی دوھرانا نہیں چاہتی تھی اس لیے گئے تھے۔ چلو سو جاؤ بہت رات ہو گئی ہے صبح فجر میں آنکھ نہیں کھلے گی ورنہ۔

لیٹتے ہوئے کہا گیا۔

شب بخیر آپی۔

شب بخیر۔

کہہ کے آنکھیں موندلی۔ صبح ہوئی گھر میں پہلے جیسی رونق واپس آرہی تھی۔ الشبا وہی جلدی میں بھاگی باقی سب اپنے کاموں میں لگ گئے لیکن اس مصروفیت میں بھی ایک سکون تھا۔ مناحل نے جاب کے لیے اپلائی کر دیا تھا۔ اسکی

جاتی تھی۔ ٹائم گزرتا گیا اور پھر اسی طرح دیکھتے ہی دیکھتے مناحل اور شہیر کا نکاح طے ہو گیا۔ روحان اب تین سال کا ہو گیا تھا پہلے سے زیادہ پیارا بولتا تھا تو کچھ الفاظ ادا ہوتے تو کچھ رہ جاتے۔ ولید اب مناحل سے ملنے سے کتراتا تھا بہت کم اب دونوں کا آمنا سامنا ہوتا تھا۔ پہلے کے مقابلے میں روحان کو بخار زیادہ رہنے لگا تھا۔

کسی اچھے ڈاکٹر کو دیکھاتے ہیں اسے۔۔۔

الشبا نے ولید سے کہا۔

ہاں میں دیکھتا ہوں۔

جلدی کرلیں اتنے چھوٹے بچے کو اس طرح بار بار بخار آنا

مناحل کا نکاح ہو جائے پھر چلتے ہیں۔

فیصلہ لیتے ہوئے کہا گیا۔ دو دن بعد مناحل اور شہیر کا نکاح تھا اور اسکے ایک مہینے بعدر خصتی تھی۔

شاپنگ وغیرہ ہو گئی؟

شہیر نے فون پر پوچھا۔

جی سب کچھ ہو گیا، ساری تیاری ہو گئی۔

تم مطمئن ہو نا؟

سوال آیا۔

جی میں مطمئن ہوں اور خوش بھی

چلو یہ اچھی بات ہے ایک سڑی ہوئی لڑکی کو خوش کیا میں

ایک منٹ کیا کہا سڑی ہوئی لڑکی؟
کیوں نہیں ہو کیا؟
ہنسی کو روکتے ہوئے کہا۔
او۔۔!! اگر میں سڑی ہوئی ہوں پھر تم تو گلے سڑے ہوئے ہو بلکل۔
ہییں؟ سوچ لو گلے ہوئے کو اپناؤں گی؟
کیا کروں مجبوری ہے۔
میں تو خوش دلی سے اس سڑی ہوئی لڑکی کو اپنا شریکِ حیات بنانے کو تیار ہوں۔
مسٹر شہیر رضوان ایک دفعہ اور اگر سڑی ہوئی کہا تو منہ توڑ

یا اللہ کوئی بولے گا کے ایک سیدھی سادی سنجیدہ مزاج لڑکی اندر سے اتنی جنگلی ہے۔

نہیں کیوں کے میں اپنا جنگلی پن انہی کو دکھاتے ہوں جو مجھ سے فضول پنگے لیتے ہیں، اور مسٹر شہیر رضوان اس وقت آپ وہی کر رہیں ہیں۔

اچھا چلو معاف کر دو۔

جاؤ کیا معاف کیا یاد کریں گے کے کس سے پالا پڑا ہے۔

مناحل عمران سے جو عنقریب مسز شہیر ہو جائیں گی۔

ہسنے لگی شہیر خاموش ہوا اور پھر۔

ایسے ہی ہنستی رہا کرو، اور روحان ٹھیک ہے؟

ڈاکٹر کو دیکھایا؟

کل کے بعد دیکھائیں گے ڈاکٹر کو ولید نے کہا ہے۔

چلو اللہ سب بہتر کرے گا۔

آمین۔

چلیں آب کل ملاقات ہوتی ہے خدا حافظ۔

فون رکھ دیا گیا۔ صبح کا سورج ایک نئی شروعات کے ساتھ طلوع ہوا تھا۔ خوشی کا دن تھا زبیدہ منزل میں ایک الگ سی رونق تھی شادی کی رونق۔ اس گھر کی سب سے بڑی اور لاڈلی بیٹی کی شادی کی رونق تھی۔

مناحل جلدی کرو یار،

مریم نے چیختے ہوئے کہا۔
بس ابھی آئی۔
تم پچھلے آدھے گھنٹے سے یہی بکواس کر رہی ہو، جلدی آو ورنہ میں ابھی آنٹی کو بلاتی ہوں۔
صبر رکھو یار دوست ہو یا دشمن جسٹ ویٹ۔۔۔
ڈھونڈ کیا رہی ہو تم۔
ہے ایک قیمتی چیز۔
کیا میرے لیے دلہے کی تصویر، چھوڑو نا بعد میں دیکھو لوں گی۔
نہیں آپکے لیے زہر تھوڑی دیر خاموش کھڑی رہو ورنہ مار

غصے میں غرائی۔

اوکے۔۔۔

پیچھے ہٹی، اور اسے دیکھ کے مسکرانے لگی۔ کچھ چیزیں لٹ پلٹ کرنے کے بعد مناحل کی مطلوبہ چیز اسکے ہاتھ میں تھی۔ ایک شال تھی جو زبیدہ بیگم نے اسے دی تھی۔

یہ ڈھونڈ رہی تھیں؟

غصے والے لہجے میں کہا۔

آج نانو بہت یاد آرہی ہیں، خیر چلو اب اگر امانے دیکھ لیا تو گئے۔

دونوں پارلر کے لیے نکل گئے نکاح کی تقریب کافی دھوم

سب کچھ سادگی سے چاہتی ہے لیکن الشبا اور مریم نے یہ سب کچھ کروا دیا۔ چھ بجے کے قریب مناحل اور مریم ہال پہنچے۔ سفید بنارسی کی شرٹ اور بنارسی کارا جھستانی غرارا، سر پر بھاری سا سفاری اور گولڈن کامدار ڈوپٹہ لیے ہال میں داخل ہوئی۔ اس دفعہ ماتھے پر جھومر تھا اور ناک میں نازک سی نتھ، نکاح تھا تو اس دفعہ مہندی بھی لگی تھی۔ کندھے پر زبیدہ بانو کی شال اوڑھے ہوئے تھی۔ دانیال نے مناحل کو دیکھا تو قریب آیا۔

مریم آپی یہ کسے اٹھا لے آئی ہیں آپ یہاں نکاح تو مناحل اور شہیر کا ہے۔ یہ کون حسینہ ہے؟

ہاں یار یہ کون آگئی، میری دوست کہاں رہ گئی۔

ہنسی دباتے ہوئے کہا.

اچھا تو مطلب میں سادگی میں حسین نہیں ہوں؟ میک اپ کی وجہ سے لگ رہی ہوں؟

تم نے میک اپ کرنے کب دیا اس بچاری کو؟

مریم نے چڑتے ہوئے کہا۔

Anyways api you just look gorgeous mashAllah..

شکریہ۔۔۔ تم تیار نہیں ہوئے؟

تیار ہوں بس ویسٹ کوٹ پہنا ہے اور وہ گاڑی میں ہے سب آجائیں تو پہن لونگا۔ آپ جائیں فوٹو شوٹ کے لیے انتظار ہو رہا ہے آپکا۔

ضرور۔

بول کے آگے بڑھ گئی۔ شہیر ابھی نہیں آیا تھا۔ 8 بجے کے قریب بارات آئی۔ خوب دھوم دھام سے بارات کا استقبال ہوا نکاح کے لیے الگ سا سیٹ اپ سجا تھا۔ سفید پھولوں کی لڑیوں کا پردہ لگایا گیا تھا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ قاضی صاحب نے نکاح شروع کیا۔

مناحل عمران ولید عمران درانی آپکا نکاح محمد شہیر رضوان ولد محمد رضوان سے حق مہر دو لاکھ سکئہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے؟

نکاح کے وقت ولید بلکل مناحل کے سامنے کھڑا تھا البتہ نظروں سے اوجھل تھا۔

قبول ہے

مناحل عمران ولید عمران درانی آپکا نکاح محمد شہیر رضوان ولد محمد رضوان سے حق مہر دو لاکھ سکئہ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے؟

قبول ہے

مناحل عمران ولید عمران درانی آپکا نکاح محمد شہیر رضوان ولد محمد رضوان سے حق مہر دو لاکھ سکۂ رائج الوقت طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے؟

قبول ہے.

نکاح نامہ آگے ولید نے لیے سائین کروانے کے لیے۔

مناحل نے نگاہ اٹھا کے اس کو نہیں دیکھا دیکھنے کا حق اب تھا بھی نہیں دستخط ہوئے۔اب شہیر کی باری تھی۔

محمد شہیر رضوان ولد محمد رضوان آپکا نکاح مناحل عمران ولد عمران درانی کے ساتھ حق مہر دو لاکھ طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے؟

محمد شہیر رضوان ولد محمد رضوان آپکا نکاح مناحل عمران ولد عمران درانی کے ساتھ حق مہر دو لاکھ طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے؟

قبول ہے۔

محمد شہیر رضوان ولد محمد رضوان آپکا نکاح مناحل عمران ولد عمران درانی کے ساتھ حق مہر دو لاکھ طے پایا ہے کیا آپکو قبول ہے؟

قبول ہے۔

دستخط ہوئے، دعا ہوئی مبارک باد وصول کی، دونوں کے درمیان موجود پردہ ہٹا دیا گیا۔ سر پر لیا ہوا لال ڈوپٹہ جو

نکاح کے لیا ڈالا گیا تھا شہیر نے ہٹایا اور مسکرا کر اسے دیکھا، ماتھے پر ایک بوسہ دیا اور برابر میں بیٹھ گیا۔

ویسے ایک بات بولوں؟

تھوڑا قریب ہو کے بولا۔

جی بولیں۔

آج آپ واقعی بہت پیاری لگ رہی ہیں بلکل بھی سڑی ہوئی نہیں لگ رہیں۔

مناحل نے پہنی ہوئی ہیلز شہیر کے پیر پر دے ماری۔

اوچ۔۔

یہ ٹریلر تھا مسٹر شہیر آئندہ اگر یہ بولا تو پیروں کی جگہ آپکا

گستاخی معاف بھئی آپ تو واقعی جنگلی ہیں۔

پیر پٹختے ہوئے کہا گیا۔

جائیں کیا یاد کریں گے معاف کیا۔

نکاح کا فنکشن مکمل ہوا، سب اپنے گھر کی طرف واپس

بڑھے۔

آج ہی رخصتی کروالیں کیا؟

سٹیج سے اترتے وقت کہا گیا۔

کیوں؟ بہت جلدی ہے آپکو؟

ہاں جلدی تو ہے۔۔۔ چپ کر کے گھر جائیں رخصتی اپنے

طے شدہ تاریخ پر ہی ہو گی۔۔

جی بلکل۔۔

مناحل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دونوں نیچے اترے تو شہیر اور باقی سب باراتی واپس گھر کے لیے نکل گئے جب کے مناحل کے گھر والے واپس کھانے کے لیے آئے.

ارے ولید کہاں ہے دانی؟ نکاح کے بعد سے نظر نہیں آیا۔

میں یہاں ہوں بابا۔

پیچھے سے آواز آئی۔

کہاں تھے کب سے؟

وہ کچھ کام تھے جو ختم کرنے تھے۔

مناحل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا گیا۔ گھر کی طرف نکلے سب مناحل کپڑے بدل کر ہاتھ میں کافی کا مگ پکڑے ٹیرس پر کھڑی تھی کے پیچھے سے ولید آ گیا۔

ابھی تک سوئی نہیں؟

نہیں نیند نہیں آرہی تھی.

مہندی سے رچے ہاتھوں میں مگ تھامے کھڑی تھی، چہرہ بلکل مطمئن اور پر سکون تھا۔ ولید نے کچھ چیزیں اسکی آگے رکھ دی۔

یہ تمہاری امانت۔

مناحل خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی اور پھر پوچھا۔

ہمارے ٹوٹے ہوئے خواب۔۔

مناحل نے کچھ نہیں کہا۔ پھر ایک ڈبہ آگے کیا۔

یہ میں نے تمہاری منہ دیکھائی کے لیے لیا تھا لیکن وہ وقت آیا ہی نہیں اسکے بعد سے لے کے اب تک یہ اندر ہی پڑا رہا، میری ہمت نہیں ہوئی دینے کی نا ہی حیات کو دے سکا کیونکہ یہ تمہارے لیے تھا۔

اور یہ سب کیا ہے؟
مطمین انداز میں پوچھا گیا

یہ سب وہ چیزیں ہیں جو بچپن سے لے کے ابھی تک تم نے مجھے دی تھیں، لیک۔ مجھے اس وقت معلوم نہیں تھا کے تم

ہوا کرتا تھا جسے میں نے آج تک سنبھال کر رکھا، سب کی آنکھوں سے چھپا کے۔

یہ سب اس طرح میرے پاس کیو لائیں ہیں اپ؟

ولید اس بات پر ہنس پڑا۔

اب اگر یہ میرے پاس رہی تو میرے لیے بہت مشکل ہو جائے گی، یہ چیزیں مجھے احساس دلاتی ہے تمہارے ساتھ کی گئی زیادتی کا، مجھے رات کو نیند نہیں آتی جب مجھے خیال آتا ہے تو۔

لیکن میں اپکو معاف کر چکی ہوں ولید۔

جانتا ہوں۔

اللہ سے دعا کریں وہ اپکو سکون دیں گے۔ وہ رب اپنے بندوں کی ضرور سنتا ہے۔

ھمم۔

اور رہی بات ان سب چیزوں کی تو یہ میری طرف سے آپکا گفٹ تھا تو اپنے پاس رکھیں اسے باقی رہی بات اس کی؟

ہاتھ میں پکڑے ڈبے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

تو یہ میرے لیے تھا میں اسے قبول کرتی ہوں۔

مسکرانے لگی۔

تم واقعی بہت بہادر ہو مناحل۔

اللہ نے دی ہے ہمت۔۔ خیر کیسی طبیعت ہے اب روحان

فکر مندی سے پوچھا گیا۔

ہاں بہتر ہے لیکن کل انشاء اللہ اچھے ڈاکٹر کو دکھائیں گے۔

سب ٹھیک رہے گا نا؟

انشاء اللہ۔

باتیں ہوئی اور پھر وہ اندر آگئی۔ کمرے میں آئی تو دیکھا الشبا بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی مریم نکاح والی رات ہی واپس چلی گئی تھی کسی کام کے باعث۔

الشبا..!

جی آپی۔

مجھے پتہ نہیں کیوں روحان کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی

الشبا اسکی اس بات پر چونکی اور پھر بے چین ہوئی، اسے مناحل کی طبیعت یاد آگئ تھی۔

میں نے یہ بات ولید سے نہیں کہی کے کہیں وہ پریشان نا ہو جائے، لیکن اسکی طبیعت واقعی ٹھیک نہیں ہے۔

الشبا سیدھی ہو کے بیٹھی۔۔

آپی کل لے کے جائیں گے اسے انشاء اللہ سب کچھ ٹھیک رہے گا۔

انشاء اللہ.

صبح ہوئی تو ولید اور حیات روحان کو لے کے ہسپتال پہنچے الشبا پہلے سے وہاں موجود تھی۔ ڈاکٹر کو سارے سیمٹمز

کچھ ٹیسٹ لکھ دیتا ہوں وہ کروائیں تاکہ بخار کی اصل وجہ معلوم ہو سکے۔

کوئی فکر کی بات تو نہیں ہے نا؟

ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیوں کے بار بار بخار اس ناٹ سیو وہ بھی اتنے چھوٹے بچے کو تو فلحال ٹیسٹ کروائیں۔

تھینک یو ڈاکٹر۔

بول کر دونوں اٹھ گئے اور باہر آگئے۔

تم بیٹھو یہاں میں الشبا سے مل کر آتا ہوں۔

ھمم۔

ولید دونوں کو وہاں بٹھا کے غائب ہو گیا الشبا کے آفس تک پہنچا تو پیشنٹ دیکھ رہی تھی۔ مصروف دیکھ کے واپس پلٹ گیا۔

ارے ولی بھائی۔

واپس مڑا۔

ہاں وہ تم بزی تھیں اسلیے۔

کیا کہا ڈاکٹر خلیل نے؟

یہ کچھ ٹیسٹ لکھ کر دیے ہیں۔

دیکھائیں۔ یہ ٹیسٹ؟

کون سے ٹیسٹ ہیں یہ؟

میں دیکھتی ہوں آپ روحان کو لے کر آئیں آج ہی کروا لیتے ہیں یہ ٹیسٹ۔

وہ تھوڑی پریشان سی ہو گئی تھی۔ اسکے ساتھ ہی آفس سے نکل گئی۔ اسے باہر رہنے کا کہا اور خود ڈاکٹر خلیل کے پاس چلی گئی۔

یہ ٹیسٹ ڈاکٹر؟

میں ابھی آپکو ہی بلوانے والا تھا بیٹھیں۔

الشبا پریشانی میں بیٹھی۔ ڈاکٹر خلیل آگے ہو کے بیٹھے دونوں ہاتھوں کو آپس میں جوڑے بیٹھے تھے۔

اتنی قابل ڈاکٹر ہو تم پھر بھی نہیں سمجھ سکیں؟

یس سیریس پروبلم ہے تمہیں کیسے پتہ نہیں چلا؟

کیا ہوا ہے؟

اس طرح فیور رہنا یورین میں بلڈ آنا کس بیماری کے سیمٹمز ہیں یہ؟

بلڈ؟

جی آج روحان کی مدر نے بتایا۔

Liver issue.

جی۔۔۔ لحاظہ فورا یہ ٹیسٹ کرواؤ کہیں بات آگے نا بڑھ جائے۔

ایسے کیسے؟

روحان؟ لیکن وہ بہت چھوٹا ہے۔

جانتا ہوں الشبا دعا کرو کے میڈیسن سے ہی کام ہو جائے۔

یا اللہ۔۔

Stay strong doctor.

جائیں جا کر ٹیسٹ کروائیں۔

وہ خاموشی سے اٹھی اور باہر چلی گئی۔ باہر آئی تو ولید روحان کو گود میں اٹھائے اسکا منتظر کھڑا تھا۔

کیا بات ہے الشبا سب ٹھیک ہے نا؟

جی بھائی سب ٹھیک بس ٹیسٹ کروانے ہیں آج ہی۔

لیب؟

ٹیسٹ ہوتے دیکھتی رہی نظریں روحان پر تھیں جو پہلے سے بہت کمزور دیکھ رہا تھا۔

یا اللہ کیا ہو رہا ہے یہ؟

آنکھوں میں نمی چھپاتے ہوئے سوچا

رپورٹس کب تک آجائیں گی؟

پانچ دنوں میں

اوکے۔

بھائی ڈاکٹر نے جو میڈیسن دی ہے وہ اسے پابندی سے دینی ہے کوئی لاپرواہی نہیں باقی رپورٹس کے بعد دیکھیں گے میں لے کے ڈاکٹر کو دکھا دونگی آگے دیکھیں گے کیا ہوتا

ٹھیک ہے۔

بول کر دونوں روحان کو لے کر چلے گئے۔ الشبا کے سامنے وہ سارے لمحات آنے لگے تھے جو مناحل پر گزری تھی۔ بھاگی بھاگتے ہوئے پرئیر ہال میں پہنچی جائے نماز اٹھائی روتی رہی پوری نماز میں اور پھر دعا کی باری آئی۔

یا اللہ کتنے امتحان اور باقی ہیں؟ تھک چکی ہوں میں اور ہمت نہیں ہے امتحان دینے کی اپنے خاندان کو دوبارہ انہی لمحات سے گزرتے نہیں دیکھ سکتی میرے مالک۔۔ اپنی بخشش کر میرے مولا اپنا کرم کر ہم سب پر۔۔۔

روتے ہوئے کہا گیا۔ دعا مکمل کی تھوڑی دیر وہیں بیٹھی رہی

اور دانیال کی میسڈ کالز آئی ہوئی تھی۔ سمجھ گئی تھی کالز کیوں آئی تھیں۔۔دانیال کا نمبر ملایا۔

ہیلو۔۔کہا۔ تھی تم؟کب سے کالز کر رہا تھا۔

مصروف تھی۔

الشبا تم روئی ہو؟

خاموش رہی۔

کیا ہوا ہے؟

دا۔۔دانیال۔۔

خود کو روک نا سکی۔

میں ابھی آرہا ہوں وہیں رہنا۔

بول کر فون رکھا اور آفس سے نکل گیا۔ ہسپتال پہنچا تو الشبا دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھامے بیٹھی تھی۔ بھاگتے ہوئے اسکے پاس آیا۔۔

کیا ہوا ہے الشبا اس طرح کیوں بیٹھی ہو؟

دانیال تا۔۔۔ تاریخ خود کو دھورا رہی ہے۔

مطلب؟

روحان۔۔۔

روکو ایک منٹ۔

پانی کی بوتل لے کر آیا۔

یہ لو پانی پیو۔۔۔

Now just relax and tell me what happened to Rohan?

روحان ٹھیک نہیں ہے دانیال۔۔ بلکل ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ڈاکٹر خلیل نے جو ٹیسٹ کروائیں ہیں وہ لیور ٹیومر دائیگنوس کے ہیں۔

کیا؟

ہاں اتنا چھوٹا سا بچہ ہے وہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اللہ پاک ولید بھائی کو اتنی بڑی سزا کیسے دے سکتے ہیں؟

سزا؟

آپی کے ساتھ جو کیا تھا انھوں نے شاید یہ اسکی سزا ہے۔

اسکے آنسوں کی شدت بڑھ چکی تھی اور اب ہچکی بن چکے تھے۔

الشبا خاموش بس اب میری بات سنو۔

کندھوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں ہو گا روحان کو بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔ چھوٹے بچے بیمار پڑھتے ہیں سمپل سا انفیکشن ہو گا اس لیے یہ ٹیسٹ کہے ہونگے۔

دانیال روحان مناحل کی طرح ہے بلکل اسکی بیماری بھی اس طرح ہو گئی تو؟ وقت خود کو دہرا رہا ہے دانیال۔

کچھ نہیں ہو گا اسے۔

سنبھالو خود کو بس اور دعا کرو کے سب کچھ ٹھیک رہے۔

اسی طرح دونوں بیٹھے رہے رات میں جب الشبا دانیال کے ساتھ گھر واپس آئی تو قدر سنبھلی ہوئی تھی لیکن مناحل نے اسے بھانپ لیا تھا۔ الشبا نے اس سے نگاہیں نہیں ملائی تھی سلام کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ کھانا بھی نا ہونے کے برابر کھایا تھا۔ رات میں جب کمرے میں آئی تو پوچھے بغیر نا رہ سکی۔

کیا ہوا ہے؟

نظریں جمائے ہوئے تھی۔

کچھ نہیں کیا ہونا ہے۔

الشبا تمہیں معلوم ہے نا تمہاری خاموشی بھی سمجھ جاتی ہوں میں؟

یہی تو مسلہ ہے سارا۔

دل میں سوچا گیا۔

بولو الشبا کیا مسلہ ہے؟

کچھ نہیں آپی بس ایک کیس آیا تھا جس کو لے کر میں پریشان ہو گئی ہوں بس۔

مناحل اسکے سامنے اکر بیٹھی اور پیارے سے انداز میں کہا۔

ارے ایسا کون سا کیس آگیا جو میری بہن کو پریشان کر رہا

ایک چھوٹے بچے کا کیس ہے۔۔۔ کافی دن سے میرے پاس آ رہا تھا۔ بٹ ناؤ آئی تھینک اسے کوئی بڑا مسلہ ہو گیا ہے۔

آنسو کا پھندہ اسکے گلے کو لگ گیا۔

لیور ایشو جیسے کے؟

شاید لیور میں ٹیومر ہے جس کی وجہ سے اس کی طبیعت دن با دن خراب ہوتی جا رہی ہے۔

کیا عمر ہے بچے کی؟

تین سال۔

یا اللہ۔۔۔ یہ تو بہت چھوٹا ہے۔

جب ہی آپی اس وجہ، ابھی بس ہمیں شک ہے آپ دعا

کریں حقیقت ناہو۔

آنکھیں نم سی ہونے لگی تھی۔

انشاء اللہ دیکھنا سب کچھ بلکل ٹھیک رہے گا۔

الشبا کو دیکھا تو اسکی آنکھیں بھیگ گئی تھی۔

ارے ڈاکٹر الشبا عمران، مناحل عمران کی بہن اس کیس

سے ڈر گئی؟ وہ تو بہت اسٹرانگ ہے، دیکھنا میری بہن کیسے

تمہارے اندر سے یہ ڈر بھاگا دیگی۔

گلے لگ گئی۔

ارے۔۔!! دیکھنا سب کچھ بلکل ٹھیک ہو جائے گا۔

چلو اب نا سو جاؤ ورنہ فجر میں آنکھ نہیں کھلے گی۔

دن گزرتے گئے اور اس دوران روحان کی حالت اور خراب ہوتی چلی گئی۔ بہت کوشش کے بعد الشبا نے وہ رپورٹ پانچ کے بجائے چار دن میں حاصل کرلی۔ دانیال کی موجودگی میں وہ رپورٹ کھولی اور خود پڑھنے لگی۔ شک آہستہ آہستہ یقین میں بدلنے لگا، اور پھر وہی ہوا جس کا شک تھا روحان زندگی اور موت کے درمیان کھڑا تھا وہ تین سال کا چھوٹا سا بچہ ایک بڑی بیماری میں مبتلا تھا۔ الشبا شل سی وہیں بیٹھ گئی رپورٹ ہاتھ میں تھے اور ہاتھ گود میں رکھے تھے۔

کیا ہے الشبا؟

مکافات عمل

اٹھو ہم ابھی ڈاکٹر خلیل کے پاس جائیں گے۔ الشبا اٹھو۔ چیختے ہوئے کہا، الشبا کو کندھوں سے تھامے اٹھایا کچھ دیر بعد وہ ڈاکٹر خلیل کے آفس میں موجود تھے۔

آہ گئی رپورٹ؟

Liver tumor on second stage, survival chances 20% if we perform surgery on time other wise we lost him.

ایسا لگ رہا تھا کوئی روبوٹ بول رہا۔ دانیال نے الشبا کو بیٹھایا

معلوم تھا کے ان دونوں میں کیا بات ہو رہی ہے۔ وہ بس ماضی میں کھوئی ہوئی تھی۔۔اسکی پیدائش سے لے کے اب تک کی عمر اسکے نظروں کے سامنے ایک ماضی ایک فلم کی طرح چل رہی تھی مناحل کے وہ الفاظ

بس اس کی قسمت میری طرح نا ہو۔

شکل، حرکت اور اب بیماری بھی؟

کسی ٹرانس میں تھی وہ اٹھی اور کیبن سے باہر نکل گئی

دانیال بھی اس کے پیچھے تھا۔

ہسپتال سے باہر نکل گی سڑک کنارے چلتی رہی.

میں نے آپکو معاف کر دیا ہے ولید اپسے کوئی شکایات نہیں

اور پھر وہیں گھوٹنو کے بل گر گئی.

جب آپی نے معاف کر دیا تھا تو اب یہ کونسی سزا منتخب کی گئی ہے؟ یا اللہ یہ سزا صرف ولید بھائی کے لیے نہیں ہو گی سب کے لیے ہے، آپی کے لیے بہت بڑا امتحان ہے یہ میرے مالک، بہت بڑا امتحان۔

چیختی چلاتی رہی دانیال آیا بھاگتے ہوئے۔

الشبا۔۔۔

دانیال آپی۔۔۔ آپی برداشت نہیں کر پائے گی اور حیات اسکا کیا ہو گا؟ جب وہ اپنے بچے کی بیماری کا سنے گی تو اور ولید بھائی وہ انکا کیا ہو گا؟ یہ کیا ہونے جا رہا ہے۔۔

اتنے مشکل سے سب کچھ ٹھیک ہوا تھا۔ آپی واپس آگئی انکا گھر بسنے کو ہے انکا نکاح ہو گیا ہماری نئی زندگی شروع ہونے والی ہے اور اب یہ کونسا نیا موڑ آگیا ہے

ششششش !! سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا بس اب ہمیں ایک ڈونر ڈھونڈنا ہے روحان کے لیے پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا دیکھنا۔۔ اٹھو چلو۔

آپی کو؟ ولید بھائی کو؟ اور حیات کو کیا جواب دو نگی؟

الشبا گھر تو جانا ہے نا ہمیں۔۔۔ اٹھو چلو شاباش۔

چھوٹے بچے کی طرح بہلا رہا تھا۔

نہیں ابھی نہیں کہیں اور چلو۔

اٹھی اسکے ساتھ چلتی ہوئی گاڑی تک آئی اسے بیٹھایا اور خود بیٹھا اور چل دیے اسے لیے وہ جگہ جگہ پھرتا رہا یہاں تک کے رات ہو گئی۔ گھر پہنچے تو جب رات ہو چکی تھی سب سو چکے سوائے ولید کے۔ الشبا کو لے کے اسکے کمرے تک گیا تو دیکھا مناحل سو چکی تھی، الشبا کو لٹایا اور خود باہر نکل آیا دیکھا تو ولید ٹیرس پر کھڑا تھا اسکے پاس گیا۔

کہاں تھے تم؟

کوئی جواب نہیں آیا۔

بھائی آج جو بات میں آپکو بتانے جا رہا ہوں وہ بہت تحمل سے سننا۔

آگے کے حالات بہت مشکل آنے والے ہیں بھائی۔

دانیال کیا ہوا ہے؟

روحان کی رپورٹ آگئی۔

وہ تو کل آنے والی تھی نا؟

الشبا نے آج ہی نکلوالی۔

کیا آیا ہے رپورٹ میں؟

بھائی۔۔۔

اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی اب۔۔

بولو دانی۔

لیوکیمیا سیکنڈ اسٹیج

لیور کینسر؟ دانیال وہ تین سال کا ہے بس۔

جانتا ہوں میں بھائی۔۔ ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ ایمیون ویک ہونے کی وجہ سے اسکا لیور ڈیمج ہونا شروع ہوا تھا اور پھر بات یہاں تک پہنچ گئی جو اس طرح بار بار بخار آنا یورین میں بلڈ آنا یہ سب اسکی سیمپٹمز تھے۔

الشبا کہاں ہے؟

حالت ٹھیک نہیں ہے اسکی جب سے معلوم ہوا ہے بس ایک ہی رٹ لگا رکھی ہے مکافات عمل بس۔۔ عجیب سی ہوگئی ہے گھنٹوں باہر گھومتی رہی صرف اس وجہ سے کے مناحل دیکھ لے گی تو پوچھے گی تب میں کیا جواب دوں گی،

مکافات عمل؟ میری غلطی کی سزا میرے بیٹے کو ملے گی؟ نہیں چاہے کچھ بھی ہو جائے میں روحان کو کچھ بھی ہونے نہیں دونگا۔

اٹھا اور جانے لگا

بھائی۔

رکا۔

بھابھی کو آپ نے ہی بتانا ہے۔۔۔

مناحل کو یہ سب کچھ تب تک پتہ نہیں چل سکا جب تک اسکی طبیعت نہیں بگڑی ہسپتال لے کے بھاگے اور ڈاکٹرز نے سرجری کا کہا تب اسے معلوم ہوا۔

وہ۔۔۔

الشبا میں کچھ پوچھ رہی ہوں کونسی سرجری؟ ایسا کیا ہوا ہے روحان کو؟

لیور کینسر۔۔

وہ ایک کیس آیا سیمٹمز لیور کینسر کے ہیں، تین سال کا چھوٹا بچہ ہے وہ آپی دعا کیجیے گا۔۔

پرانی باتیں یاد آئی۔

تو وہ بچہ روحان تھا؟

کوئی جواب نہیں ایا۔

تو وہ بچہ روحان تھا؟

ہاں ہاں۔

مجھے کیوں نہیں بتایا۔

اسی شاک چہرے سے دیکھتی رہی۔

کیا بتاتی آپکو؟ کہ ایک اور امتحان سر پر آن پہنچا ہے؟

ڈونر کا کچھ ہوا؟

کافی حد تک خود کو سنبھالتے ہوئے کہا گیا۔ مضبوط وہ بچپن سے ہی تھی ضبط کرنے والی۔

نہیں۔

الشبا نے روتے ہوئے کہا۔

میں دوں گی روحان کو لیور۔

اسکی اس بات پر سب چونک گئے دور کھڑا شہیر اسے دیکھ کے رہ گیا۔

آپی نہیں

میرا اور اسکا بلڈ گروپ سیم ہے، میرے ٹیسٹ کرواؤ باقی سارے ٹیسٹ بھی میچ ہونے چاہیے۔ اٹھو چلو۔

آپی نہیں۔

الشبا اٹھو اور چلو۔۔

حکم سادر ہوا۔

بابا کیا میں۔۔

بلکل۔

رپورٹ لیے اور پھر ڈاکٹر خلیل کے پاس پہنچ گئی۔

May I come in Dr.

یس مسز مناحل آیئے پلیز سٹ.

ڈاکٹر یہ ہے میری کرنٹ رپورٹ اور یہ ہے روحان کی دیکھیں اور بتائیں۔

سوری مناحل لیکن آپ روحان کو لیور ڈونیٹ نہیں کر سکتیں۔

لیکن کیوں ڈاکٹر میرا اور اسکا بلڈ گروپ سیم ہے ہمارے بلڈ سیلز سیم ہیں پھر کیوں؟

مناحل ماضی میں آپ خود بھی ایک کینسر پیشنٹ رہ چکی

کے ہم آپکی سرجری کریں۔۔ اگر ہم یہ رسک لیتے بھی ہیں تو آپکی زندگی کے چانسس صرف دس پرسنٹ ہے۔

ڈاکٹر میں یہ سرجری چاہتی ہوں پلیز آئی بیگ اوف یو وہ چھوٹا سا بچہ ہے آگے اس کو بہت کچھ دیکھنا ہے کرنا ہے اینڈ آئی پرومس مجھے کچھ نہیں ہوگا اللہ نے چاہا تو، آپ پلیز سرجری کی تیاری کریں۔

الشبا نے باہر کھڑے سب کچھ سن لیا تھا سن سی کھڑی رہی۔

مناحل باہر آئی تو اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے ہسپتال سے باہر لے گئی۔

کیا ہو گیا اس طرح؟

جلا دینے والی دھوپ میں باہر کھڑے دونوں بحث کر رہے تھے۔

ضروری ہے الشبا۔
وہی تحمل مزاجی سے جواب دیا گیا۔

Api just 10%
کچھ نہیں ہو گا مجھے ای پرومس، شہیر کچھ نہیں ہو گا مجھے ابھی تو ہمیں اپنی پوری زندگی ساتھ گزارنی ہے. بابا اما ایک دوسرے کا خیال رکھیے گا. اگر مجھے کچھ ہو جائے تو معاف کر دیجیے گا.

عمران صاحب اگے آئے.

کچھ نہیں ہوگا اپ ہر امتحان کی طرح اس میں بھی کامیاب ہونگی دیکھنا.
ھمم...
ولید دور کھڑا سارا تماشا دیکھ رہا تھا، حیات کی طرف گی.
جس طرح ولید آپکو دیا ہے اپکا روحان بھی آپکو دونگی ای پرومس.
مجھے معاف کردو... میں نے بہت غلط سمجھا تمہیں بہت زیادہ.
ہاتھ جوڑے کھڑی تھی.
ارے نہیں میں نے اپ سے پہلے بھی کہا تھا میں اگر آپکی

دانیال اس پاگل کا خیال رکھنا..

شہیر کے پاس گی، اسکا ہاتھ پکڑا چہرے پر سنجیدگی اور فکر لئے کھڑا تھا.

میں باہر انتظار کرونگا منا حل.

میں باہر ضرور اونگی.

بول کے ولید کی طرف بڑھی دیکھا اسکی طرف تو ولید کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھی.

کیا ہوا؟

واقعی مکافات عمل ہوتا ہے منا حل دیکھو یہ.

نظریں نیچے ہوگیی.

یہ صرف ایک امتحان ہے، ایک آزمائش بس مکافات عمل انکے لئے ہوتا ہے جس کو معافی نہیں ملتی اور میں نے تو آپکو معاف کر دیا ہے.

میرے لئے تم دونوں ضروری ہو.

جانتی ہوں ولید اسلئے آج میں اپ سے کہونگی کے میرے لئے دعا کیجئے گا. آپکی اس دوست کو دعاؤں کی بہت ضرورت ہے. اور ویسے بھی اللہ اپنے بندوں کی دعا اس وقت ضرور سنتا ہے جب وہ غمگین ہو،

مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی، اتنے میں پیچھے سے نرس آگیی.

جی.

اگے بڑھی رکی، پیچھے موڑ کر سب کو دیکھا شاید آخری بار؟

اور پھر اندر چلی گی. الشبا دروازے سے سر ٹیکے دونو ہاتھ

جوڑے وہیں کھڑی رہی دعا کرتی رہی اور دروازے کی

دوسری طرف ایک زندگی دوسری زندگی کو بچا رہی تھی.

ڈاکٹرز باہر آیے تو الشبا اگے بڑھی.

اپی؟روحان؟

rohan is absolutely fine now.

اپی؟

manahil is in critical situation..

روحان کو چند گھنٹوں بعد ہوش آگیا تھا اب مناحل کی باری تھی اسے بھی ہوش آگیا شاید آخری بار.

شہیر اور الشبا کون ہے؟

ہم دونوں...

شہیر اندر چلا گیا جب کہ الشبا باہر ہی کھڑی رہی. شہیر اندر داخل ہوا تو دیکھا سامنے تاروں میں گھری ہوئی لڑکی آکسیجن ماسک لگائے اسی کو دیکھ رہی تھی. شہیر اسے دیکھ کر مسکرایا تو وہ بھی مسکرادی.

کیسی ہو؟

قریب ہو کے پوچھا. آنکھوں کی اشارے سے اپنی خیریت

مجھے معلوم تھا میری بیگم بہت بہادر ہے.

شا..... شہیر روحان ؟

بلکل ٹھیک ہے وہ.

الحمدللہ.

پھر قریب انے کو کہا.

ہاں بولو.

نصیب سے کوئی نہیں لڑ سکتا شہیر... نہ ہی اپ اور نہ ہی میں

ہمارے نصیب میں جو بھی لکھا ہے وہی ہو کے رہے گا.

کچھ نہیں ہو گا تمہیں بلکل ٹھیک ہو جاؤ گی تم.

پہلے نہ سہی لیکن اب واقعی وقت آگیا ہے... اپنا خیال رکھنا

رک جائیں شہیر.

ہاتھ پکڑ کے رک لیا گیا.

نہیں شہیر مجھے آج جو کچھ کہنا ہے کہنے دیں اپ سن لیں آج.

آنکھیں نم ہونے لگی تھی شاید درد تھا کہیں.

الشبا اور دانیال کی شادی طے تاریخ کو ہو گی وعدہ کریں.

کمزور ہاتھ اگے بڑھایا گیا.

ہم چاروں کی رخصتی ساتھ ہو گی اسی دن پر..

شہیر ضد نہیں کریں وعد.... وعدہ کریں.

زبردستی سانس لیتے ہوئے کہا گیا.

وعدہ کریں کے میرے بعد میری فیملی کو بابا کو سب کو ایک بیٹے کی طرح سنبھالیں گے... وعد... وعدہ کریں میرے بعد اپ خود کو برباد نہیں کرینگے.

میں نہیں رہ پاونگا منا حل.

رہنا پڑیگا شہیر میرے خاطر.. وعدہ کریں مجھ سے وعدہ تمہارے لئے ہوئے ہر وعدے کو نبھاونگا تمہ... تمہارے بعد سب کو سنبھل لونگا.

خود کو بھی...

آنکھوں کے کنارے سے آنسوں بہہ گئے تھے.

خود کو بھی نا؟

ہاں ہاں خود کو بھی.

سن کے ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ آگئی، الشبا اندر آئی تو قریب آنے کا اشارہ کیا.

جو جو شہیر بولیں وہ وہ کرتی جانا، ایسا سمجھانا کے میں کہہ رہی ہوں.

نہیں...

ہ...ہاں میری بات مانو گی نا؟

تکلیف سے آنکھیں بند کرلی.

بابا اما کا خیال رکھنا بہت سارا.

اور میرا خیال کون رکھے گا؟

دا... دانیال

آپی..

اب جلدی سے مجھے پانی پلا دو....

نہیں..

مرتے ہوئے انسان کو پانی نہیں پلاؤ گی خاص کر تب جب وہ

تمہاری اپنی بہن ہو؟

بھری ہوئی آواز میں کہا گیا، الشبا پانی لے کے آئی اسے پانی

پلایا.

اب کلمہ بھی پڑھوا دو.

اپی نہیں.

الشبا میں نہیں چاہتی میری جان کلمہ پڑھے بغیر نکل جائے.

تمہاری بہن بغیر کلمے کے مرنا نہیں چاہتی.

نم آنکھوں سے اٹک اٹک کے کہا گیا.

پڑھو

ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہوئی. البتہ آنکھیں بند تھی شاید اپنی زندگی کی کہانی دیکھ رہی تھی.

لا اللہ

لا اللہ

دوہرایا گیا.

الل للہ

محمدؐ در

محمدؐ در

رسول اللہ

رسول اللہ

مضبوطی ویسے ہی رہی ایک لمبی سانس کھینچی اور مناحل عمران کا قصّہ تمام ہوا. ایک اچھی بیٹی، ایک بہترین بہن اور ایک بیوی ہونے کی زمہ داری بخوبی نبھا گئی. صبر کی اعلی ظرفی دکھائی کئی تکلیف سہی لیکن خاموش رہی، اور آج جب گئی تو ایک زندگی بچاکے گئی. الشبا کھڑی اسکے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی جو ابھی بھی اسکے ہاتھ میں تھا لیکن وہ مضبوطی

آپی ۔۔۔ آپی

ہلا یا گیا۔

تم نے کہا تھا کے میرا ساتھ دو گی ہر مشکل میں اب اس طرح چھوڑ کے نہیں جا سکتی، اٹھو آپی ۔۔ ارے بہت ہوا دوسروں کے لیے جینا اب تو تمہاری باری تھی زندگی جینے کی، اٹھو دیکھو میرے کپڑے نہیں آئیں ہیں ابھی تک چلو میرے ساتھ لینے کے لیے۔

روتے روتے زمین پر بیٹھ گئی. شہیر وہی بیٹھا سب کچھ دیکھتا رہا اسکی نظریں بس اس لڑکی پر تھی جو اسکے نکاح میں تھی، اسکی بیوی تھی، کچھ دن بعد شادی تھی۔

مریم کو کال کردی گئی وہ کراچی پہنچی تو مناحل کی رخصتی کا انتظام ہو چکا تھا۔ رخصتی اسکی بھی ہوئی لیکن لال جوڑے کے بجائے سفید کفن تھا، ڈولی کی جگہ میت کھاٹ تھی، لوگ یہاں بھی بہت تھے آنسوں سب کی آنکھوں میں تھے بس وہ غم کے آنسوں تھے۔ رخصت ہو کر اپنے اصل گھر کو گئی۔ دو گز کی زمین میں۔۔ سب کے جانے کے بعد مریم مناحل کے کمرے میں گئی تو اسکی ٹیبل پر اسکے نام کا لفافہ رکھا تھا۔ اسے اٹھایا تو اندر ڈائری تھی اسے کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔

تمام مرد تدفین کے لیے گئے ہوئے تھے اور ابھی تک

ہائی۔۔۔

اؤ سوری اسلام و علیکم میں جانتی ہوں تم اس پر غصہ کرتی ہو، خیر یہ میں آج اس لیے لکھ رہی ہوں کیونکہ مجھے نہیں معلوم کے ہماری ملاقات اب ہو گی یا نہیں، لیکن آج میں فل ان تم سے اپنی محبت کا اظہار کر دینا چاہتی ہوں ہر چیز کا شکریہ ادا کر دینا چاہتی ہوں۔

سو مس مریم رحمان میں آپکی بیسٹ فرینڈ مناحل عمران آپ سے بہت پیار کرتی ہوں میں بتا نہیں سکتی کتنا لیکن،

I love you so so so much...

آنسوں سے بھری آنکھیں تھی لیکن ایک مسکراہٹ آ گئی

مجھے معاف کر دے یار میں نے اپنے مسائل میں تمہیں شامل نہیں کیا کیونکہ میں جانتی تھی کے تم اپنا سب کچھ چھوڑ کر میرے پاس آجاتی۔ میرا خواب تھا کے تم اپنا خواب پورا کرو ایک بہترین سائینٹیسٹ بنتے دیکھنا اور میں جانتی ہوں تم ضرور بنو گی۔۔

تھینک یو بولنا چاہوں گی تمہیں، ہر وہ وقت جب مجھے لگا کے میں نہیں سنبھل پاؤ گی میرے پاس تم تھی، ہر وہ لمحہ چاہے وہ خوشی کا ہو یا غم کا میرے ساتھ کھڑی رہی، میری خوشی میں ناچی بھی غم میں روئی بھی۔ ضرورت کے وقت میں بڑی بہن، ماں ایون کے میری باپ بھی بنی تم۔۔۔ تھینک

فرینڈ ہونے کا حق نہیں نبھا سکی۔۔اس رشتے کو صرف تم نے نبھایا میں نا نبھا پائی۔

مریم نفی میں سر ہلاتے ہوئے اپنے آنسوں صاف کیے۔

سرجری کے لیے جا رہی ہوں معلوم نہیں کے واپسی کس طرح کی ہو گی اس لیے یہ سب کچھ لکھ رہی ہوں۔ تیرے ساتھ گزاری ہوئی ساری یادیں اس میں قید کر دی ہیں میں نے۔

پیج آگے پلٹے گئے تو ساری تصویریں سب کچھ اس میں بخوبی سجائے ہوئے تھے۔

بس اب ہاں روتے ہوئے بہت بری لگتی ہو تم رونا بند کرو

میں جانتی ہوں سب کی فکر کرتے ہوئے وہ اپنی فکر نہیں کرینگے اور تم بھی یہی کرو گی اس لیے میں چاہتی ہوں الشبا کی شادی کی بعد تم اور شہیر نکاح کرلو یہ میری آخری خواہش ہے، اور ہاں اگر میری یاد آئے تو میرے لیے فاتحہ پڑھ دینا مجھے سکون مل جائے گا۔

تمہاری دوست،

مناحل عمران۔۔

مناحل۔۔۔ کیوں کیوں مناحل کیوں؟

سینے سے ڈائری کو لگائے بس پاگلوں کی طرح چیخ رہی تھی۔

ابھی بہت کچھ کرنا تھا ہمیں تمہاری شادی، میری شادی

مجھے اس طرح تن تنہا چھوڑ کے چلی گئی میں اپنی باتیں اب

کس کو بتاؤں گی۔

اسکی آواز پر دانیال بھاگتے ہوئے آیا۔۔ شاید مرد واپس آ

چکے تھے۔

آپی۔۔

دانیال دیکھو نا کیا ہو گیا یہ دے کر چلی گی مجھے۔

ڈائری کو آگے کرتے ہوئے کہا گیا۔

صبر کریں آپی پلیز صبر رکھیں۔

روتے ہوئے گلے لگا لیا۔

آپی اللہ کو یہی منظور تھا آپ بس ہمت رکھیں ابھی الشبا کو،

شہیر بھائی کو سب کو آپکی ضرورت ہے سب کچھ اپکو ہی

سنبھالنا ہے

مناحل۔۔

بس بس۔

روخود بھی رہا تھا بس فرق یہ تھا کے وہ دکھا نہیں سکتا تھا مرد

تھا نا عورتوں کی طرح نہیں رو سکتا تھا۔ مریم کو اٹھایا پانی پلایا

اسکے سامنے بیٹھ گیا۔

آپی میں جانتا ہوں مناحل آپی کے جانے سے سب کچھ

بکھر گیا ہے، میرا ابھی یہی حال ہے۔

بھرائی ہوئی آواز ہوئی تو نگاہیں نیچے کرلی تاکہ آنسوں نا دیکھ سکے۔

لیکن آپی اب اپکو دیکھنا ہے سب کچھ الشبا کی حالت ٹھیک نہیں ہے، شہیر بھائی ابھی تک قبرستان سے واپس نہیں آئیں اور ولید بھائی پتہ نہیں کہاں ہیں.

مریم بس خاموشی سے سن رہی تھی۔

پھپھو اور عمران انکل کی بھی حالت ٹھیک نہیں ہے، آپ خود کو سنبھالیں گی تو سب سنبھل سکیں گے۔

* *

* *

* * * * * * * * * * * *

تدفین کے بعد سب گھر کی طرف نکل گئے تھے بس شہیر وہیں تھا دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملائے کھڑا تھا اور بس سامنے اس قبر کو دیکھ رہا تھا جس میں اسکی بیوی ابدی نیند سو رہی تھی۔ بیٹھا سفید کرتا شلوار پہنے آنکھوں میں سرخی تھی لیکن آنسوں نہیں تھے، غم تھا بہت غم تھا سیدھے ہاتھ سے قبر کی مٹی کو چھوا اور ایک اداس مسکراہٹ سے مسکرایا۔

میں آج بھی سوچ رہا ہوں مناحل کے تمہارے بغیر کیسے رہونگا؟ میں آج بھی سوچ رہا ہوں کے تمہارے بغیر سب کچھ کیسے سنبھالوں گا؟ تمہارے بغیر انکل آنٹی کو ایک بیٹے کی حیثیت سے کیسے سنبھال پاؤں گا؟ تم نہیں ساتھ تو لگ رہا ہے میرا وجود کچھ نہیں ہے میں کچھ نہیں ہوں۔

آنکھوں سے آنسوں ٹپک پڑے۔

بہت غلط کیا تم نے وعدہ کیا تھا کے آؤ گی لیکن اس طرح واپس اوگی یہ نہیں معلوم تھا یہ نہیں سوچا تھا۔ کیا کروں میں کیسے زندہ رہونگا میں؟

مناحل کی موت نے سب کو ہلا دیا تھا۔ ولید بلکل خاموش

اس لڑکی کو غلط سمجھا جس نے اسکی اولاد کو نئ زندگی دی۔
شہیر کافی دیر تک وہی بیٹھا رہا پھر اٹھا اور گھر کی طرف آیا
جہاں اسکے والدین اسکے منتظر تھے۔
آپ لوگ گھر نہیں گئے؟
کہاں رہ گئے تھے تم؟
میں کہیں نہیں بس مناحل کے ساتھ کچھ دیر بیٹھ گیا تھا۔
خالی آنکھوں کے ساتھ کہا گیا۔
شہیر گھر چلو بہت تھک گئے ہو گے تم آرام کر لینا۔
بابا آپ لوگ جائیں میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔
لیکن۔۔

بابا آپ جائیں میں آجاؤنگا کچھ کام ہے مجھے جو کرنے ہے،

آپ لوگ جائیں اور پلیز سو جائیۓ گا۔

بول کے آگے بڑھ گیا۔ رضوان صاحب اور عزمہ دونوں

اللہ حافظ کہہ کر نکل گئے۔ عمران صاحب وہیں صوفے پر

بیٹھے تھے بلکل خاموشی سے۔ شہیر چلتا ہوا انکے پاس آگیا۔

اپنے ہاتھ سے انکے ہاتھوں کو پکڑا۔

انکل۔۔!!

عمران صاحب نے اسکی آواز پر نگاہیں اٹھائی۔

میں جانتا ہوں انکل جو کچھ بھی ہوا نہیں ہونا چاہیے تھا لیکن

انکل جانا تو ایک نا ایک دن تو سب کو جانا ہے نا؟

آپ نے اپنی بیٹی کھوئی میں نے ایک دوست اور بیوی کو کھو دیا۔ آخری وقت میں اسکے لیے ہوئے وعدے کی ڈور سے بندھ لیا۔ سب کو خوش رکھنا اسکا فرض ادا کرنا اور بعد میں خود بھی سنبھالنا بتائیں انکل میں کیسے کرونگا یہ سب؟ تمام گھر والوں کو میں سنبھال بھی لو۔ لیکن خود کو کیسے؟

عمران صاحب بس سن رہے تھے.

انکل مناحل نے آخری وقت میں کہا تھا کے میں سب کا خیال رکھو۔ سب کو باندھ کر رکھوں اپ لوگ اب میری زمہ داری ہیں۔

رکا۔

الشبا کبھی نہیں مانے گی۔۔۔

اسے ماننا پڑے گا، میں کرونگا بات اس سے۔

تمہیں معلوم ہے شہیر جب مناحل پیدا ہونے والی تھی نا ڈاکٹرز نے میرے سامنے ایک کنڈیشن رکھ دی تھی کے میں بچے یا ماں میں سے کس کو بچاؤں گا کیوں کے سمیہ کی حالت بہت بگڑ گئی تھی۔ آخری میں تو ایسا ہوا تھا کے دونوں کو بچانا مشکل ہو گیا تھا، پھر اللہ نے ساتھ دیا اور بہت مشکلات کے بعد میری گود میں ایک ننھی شہزادی آئی۔ میں اسکو فائٹر کہتا ہی اسی وجہ سے تھا کے بچپن سے لے کے آج تک اس نے ہر مشکل ہر پریشانی کا سامنا کیا کینسر جیسی

تھکاوٹ ہو جاتی ہے، میری بچی بہت تھک گئی تھی اتنی تھک گئی تھی کے زندگی کے تھپڑوں سے اسے ابدی نیند سونا پڑا۔

آنکھیں نم تھی اب لیکن ماتم نہیں کیا تھا مرد تھے مرد ماتم کرتے اچھے نہیں لگتے۔ شہیر کے گلے لگ گئے۔

میں بس اتنا کہوں گا کے میں اپنا فرض نبھانے میں فیل ہو گیا، ایک باپ ہونے کا فرض نہیں نبھا سکا۔ اپنی بیٹی کو نہیں بچا سکا اسے تحفظ نہیں دے سکا اسکا مستقبل نہیں۔ سنوار سکا شہیر میں فیل ہو گیا۔

داماد کے گلے لگ کے ایک چھوٹے بچے کی طرح رو رہے تھے اور وہ بھی اب داماد کہاں رہا تھا مناحل نے اسے بیٹے کا حق دے دیا تھا۔

بس انکل بس اس طرح نہیں بولیں

الگ ہوئے۔

آپ ایک بہترین باپ ہیں، مناحل مجھ سے کہتی تھی کے بابا میری طاقت ہیں تو انکل کیا اب سے آپ میری طاقت بن سکتے ہیں جو مناحل کے لیے تھے ایک مضبوط ڈھال۔

بلکل۔

آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا گیا۔ شہیر اٹھا اور انکو کمرے

انجیکشن دیا ہے اسے صدمہ برداشت نہیں ہوا تھا۔

انکل آپ بھی آرام کریں۔ میں الشبا کو دیکھتا ہوں پھر گھر کے لیے نکلونگا۔

اسی سفید کرتا شلوار میں ملبوس وہ شخص ویسے ہی لگ رہا تھا جیسے ہر روز لگتا ہے بس آج اسکی آنکھوں میں کچھ عجیب ویرانی تھی۔ کسی اپنے کو کھو دینے کی ویرانی۔ الشبا کے کمرے کے باہر پہنچا جو کے مناحل کا بھی تھا۔ الشبا مناحل کے بیڈ پر بیٹھی تھی ہاتھوں سے اسکی تکیے کو چھو رہی تھی گم صم سی خاموش سی بس آنسو آنکھوں سے رواں تھے۔

میں آجاؤں؟

شہیر کی آواز پر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اندر آیا اور الشبا والے بستر پر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر تک بس اسے دیکھتا رہا۔

کیا دیکھ رہی ہو؟

بہت ہی پیار سے پوچھا گیا.

کچھ نہیں بس سوچ رہی ہوں۔

کیا سوچ رہی ہو؟ مجھے نہیں بتاؤ گی؟

لہجہ ابھی بھی ویسا ہی تھا۔

یہی کے کیوں؟ اتنی جلدی کیوں؟

دونوں ہاتھوں سے آنسوں صاف کیے اور سیدھی ہو کر بیٹھی اس وقت شہیر کو مناحل یاد آئی منگنی کی رات وہ بھی

اپکو معلوم ہے بھائی آپی جب یہاں نہیں تھی میں نے ہر نماز میں یہی دعا مانگی کے وہ جہاں بھی ہوں بس صحیح ہو انھیں کچھ نا ہوا ہو۔

پھر مسکراتے ہوئے بولی۔

اور جس دن وہ آئی میں نے یہی اسی کمرے میں ان سے کہا تھا کے میں اب کیا دعا مانگوں۔

تو کیا کہا تھا منا حل نے؟

شہیر نے اداس آواز میں پوچھا۔

وہ تو پہلے پریشان ہو گئی تھی کے میں نے کہیں نماز میں دعائیں مانگنا چھوڑ تو نہیں دی، پھر مطلب پوچھا، تب میں

نے بتایا کے میں تو یہی مانگتی تھی کے آپ واپس آ جائیں جہاں بھی ہوں صحیح سلامت ہوں بلکل۔

پھر۔۔

پھر کیا وہ اس بات پر اپنی نم آنکھوں سے مسکرادی۔

جیسے تم مسکرا رہی ہو؟

نہیں بھائی انکی مسکراہٹ مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے سب سے الگ۔

نگاہیں نیچے کرلی گئی۔

اس دن تو میں نے نفل ادا کر لیے تھے۔ لیکن آج جب میں یہ ہاتھ دعاؤں کے لیے اٹھاؤں گی تو کیا مانگوں گی، جب نفل

پڑھنے کا سوچوں گی تو کس کے لیے مانگی ہوئی نفل پڑھوں گی۔

اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں بتاؤں؟

بہت ہی پیار سے وہ آگے بڑھا الشبا کے آنسوں صاف کیے اور تھوڑا قریب ہو کر بیٹھا البتہ ہاتھ نہیں پکڑا۔ الشبا نے کوئی جواب نا آنے اور اسے اس طرح دیکھتے رہنے پر اس نے کہنا شروع کیا۔

تم کہتی ہو اب نماز کے بعد کیا دعا مانگو گی؟ تم یہ بھی کہتی ہو اخری بار مناحل کی واپس آنے پر تم نے نفل ادا کیے تھے،

بچے کی طرح سر کو اثبات میں ہلایا۔

نماز کے بعد دعا اپنی بہن کی مغفرت کے لیے مانگنا۔

اس بات پر وہ زاروقطار رونے لگی۔

الشبا نہیں پلیز دیکھو مناحل تمہیں روتا ہوا کبھی دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔

پھر بھی انھوں نے مجھے رونے کی وجہ دے دی ہے بھائی، وہ بھی آج کے لیے نہیں عمر بھر کے لیے۔

شہیر کچھ بول نہیں سکا۔

میں کیا کروں؟ کہاں جاؤں بھائی بہت تکلیف میں ہوں انکی کمی مجھے کاٹ کھائے گی۔

نہیں الشبا وہ کہیں نہیں گئی ہے، یہی کہیں ہے تمہارے آس پاس بس نظر نہیں آ رہی ہے۔ تم چاہو تو محسوس کر سکتی ہو اسے۔

رکا۔

تم دیکھنا آگے زندگی میں جب کبھی تم کہیں پھنس جاؤ تو بس آنکھیں بند کرنا اور پھر دیکھنا اللہ کے ساتھ ساتھ مناحل بھی تمہاری مدد کرے گی۔

خاموش ہوا اور سامنے بیٹھی الشبا کو دیکھنے لگا جس کے آنسو اب تھم چکے تھے

پریشان نہیں ہو تمہارا یہ بھائی اور بہن ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔ چلو اب اٹھو ہاتھ منہ دھو میں دانی کو بھیجتا ہوں کھانا کھاؤ اور آرام کرو۔

اثبات میں سر ہلایا گیا، شہیر اسکے سر پر ہاتھ رکھ کے باہر جانے کو اٹھا تھا کے،

بھائی۔

ہاں؟

آپی نے آپ سے کیا کہا ہے کرنے کے لیے؟

وہ وقت آئے گا تو پتہ چل جائے گا تمہیں, چلو اب اٹھو اور جو کہا ہے وہ کرو۔

الشبا کو کھانا کھلا دو دانی اور خود بھی کھالو۔

جی بھائی۔

چلو میں نکلتا ہوں اب کافی دیر ہو گئی ہے، کوئی مسلہ ہو تو کال کر دینا مجھے۔

ضرور

کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی بخش انداز میں وہ باہر نکل گیا، گاڑی کی طرف بڑھا تو دیکھا کے ولید لان میں بیٹھا ہوا سیگریٹ پی رہا تھا۔ آج تک اسے کبھی بھی سیگریٹ پیتے نہیں دیکھا تھا۔ شہیر گاڑی کی طرف جانے کے بجائے ولید کے پاس چلا گیا اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کے اس نے

ارے شہیر آؤ بیٹھو۔

لاکھ چھپائے غم پر آنکھیں حقیقت بتا ہی دیتی ہیں.

ولید اسکی اس بات پر مسکرایا۔

تم بھی تو ہو۔

بلکل لیکن میں نے سموکنگ شروع نہیں کر دی۔ ولید تمہیں معلوم ہے میں پیچھلے کئی سالوں سے مناحل کو جانتا تھا اور پیچھلے دو سالوں میں تو بہت زیادہ ہی جان چکا تھا۔

دونوں ہاتھ آپس میں جوڑے بیٹھا کہہ رہا تھا اور سامنے بیٹھا ولید کرسی میں پیچھے ٹیک لگائے بیٹھا بس سن رہا تھا۔

تم تو کچھ سالوں سے جانتے تھے نا میں تو اسے بچپن سے جانتا

سمجھدار تھی وغیرہ وغیرہ لیکن سب سے ضروری بات میری محبت تھی وہ محبت جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے گنوادیا، وہ محبت جسے میں نے سارے جہاں کی تکلیف دے دی، وہ محبت جسے میں نے سرے عام رسوا کر دیا۔

ولید کی آنکھیں نم ہونے لگی تھی۔ ایک گہری سانس لی اور آگے کو ہو کے بیٹھا۔

میں نے بہت غلط کیا بے انتہا زیادتی کی لیکن،

لیکن پھر بھی وہ لڑکی تمہیں دل وجاں سے چاہتی رہی ولید۔

کیا؟

ہاں بلکل تم سے نکاح اسکی بچپن کی خواہش تھی، جو پوری تو ہوئی لیکن حاصل ناہو سکے تم اسے۔ تمہیں معلوم ہے منگنی والی رات ہم کہاں گئے تھے؟

ولید بس شہیر کو دیکھ رہا تھا جو ماضی کی کچھ باتیں اسے بتا رہا تھا۔ اپنے نکاح میں دم توڑنے والی اس لڑکی کو یاد کر رہا تھا۔

مناحل مجھے وہاں لے کے گئی تھی جہاں اسے سکون ملتا تھا۔

سمندر کنارے؟

ولید نے ایک دم بولا تو شہیر اداس مسکراہٹ سے ہنس دیا۔۔

ہاں سمندر کنارے، اسکا کہنا تھا کے وہاں اسکے اندر کا شور

زندگی اتنی ہی گہری تھی جتنا سمندر گہرا ہے۔ وہاں ہم نے چند وعدے کیے تھے وہ وعدے جو وہ تم سے نا لے سکی تھی۔ اسے افسوس تھا ولید کے وہ تمہیں اس دن صفائی نا دے سکی لیکن وہ صفائی کس بات کی دیتی اسے یہ بھی نہیں معلوم تھا۔ خیر..!

اٹھا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

تم خوش رہو گے تو وہ بھی خوش رہے گی

آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا گیا۔

مناحل تم سے دور گئی ہی نہیں ہے۔ تمہارے بیٹے کو نئی زندگی دی ہے اپنی زندگی دی ہے بس اسکا خیال رکھو

خدا حافظ۔۔۔

آنکھیں ہلکی ہلکی سرخی پڑھنے لگی تھی، اس سے پہلے وہ لال ہوتی وہ وہاں سے نکل گیا۔ ولید بس بیٹھا اس لڑکے کو دور جاتے دیکھتا رہا جو اسے پوری کہانی سنا کر نکل گیا تھا۔ شہیر گھر جانے کے بجائے سمندر کنارے چلا گیا۔

تمہارا شور یہاں کے شور میں دب جاتا تھا منا حل میرا شاید نا دب سکے، تمہاری زندگی اس سمندر کی طرح گہری تھی لیکن میری ایک کھولی کتاب کی طرح اور وہ کتاب اس سمندر کے پانی میں گھل جانا چاہتی ہے۔۔

Missing you really really missing you.

پانچ سال بعد:

مناحل کو گئے پانچ سال ہو چکے تھے۔ سب کچھ بدل چکا تھا سوائے مناحل کی کمی کے اسکی خلا ابھی بھی موجود تھی۔ وہ تین سال کا چھوٹا روحان اب آٹھ سال کا ہو گیا تھا۔ حیات اور ولید کا رشتہ پہلے کے مقابلے میں کافی بہتر ہو چکا تھا، اور دانیال اور الشبا کی رخصتی اسی طے تاریخ کو ہوئی جس پر مناحل اور شہیر کی ہونی تھی۔

آپی آج میں ایک سرجن ہوں آج مجھے بیسٹ سرجن کا اوارڈ ملنے جارہا ہے۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کے یہ اوارڈ میں آپکے بغیر لونگی۔

آنسوں سے بھری آنکھیں مناحل کی اس مسکراتی تصویر پر تھی جس سے وہ پچھلے پانچ سال باتیں کرتی آئی تھی۔ آنسوں صاف کیے اور مسکراکر فخریہ انداز میں بولی۔

But I know you're always with me,

میں جانتی ہوں آپ جہاں کہیں بھی ہوں گی بہت خوش ہوں گی۔ یہاں بھی سب ٹھیک ہیں بس آپکی کمی نہیں بھرتی اور نا ہی کبھی بھر سکے گی۔ شہیر بھائی کی زندگی کی وہ جگہ ہمیشہ خالی رہے گی جہاں آپ تھی۔ لیکن آپی میں واقعی چاہتی ہوں کے انکی زندگی کی وہ جگہ اب بھر جائے۔

Alishba we are getting late.

Best neurologist award goes to Mrs. Alishba daniyal.

نام لیا گیا تو تالیوں کی گونج میں نم آنکھوں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اسٹیج پر چڑھی۔ سفید پاجامہ، لائٹ پنک کرتا اور سفید ڈوپٹہ کندھے پر ڈالے اوپر ائی، پیروں میں کھسے ڈالے اس نے اوارڈ لیا تو رکے ہوئے آنسوں اسکے گالوں پر آگئے۔ پھر روسٹر تک گئی مائیک قریب کیا۔

اسلام وعلیکم لیڈیز اینڈ جینٹل مینز، سوری فور دی ایموشنل مومینٹ۔

آنسوں صاف کیے اور پھر ایک مسکراہٹ کے ساتھ بات

میں آج یہاں ہوں اس مقام پر ہوں میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا، آج ایک اچھی بیوی، ایک اچھی بیٹی ہوں ایک اچھی سرجن ہوں صرف اور صرف اپنی بہن کی وجہ سے دس اس فوریو آپی۔ وہ آج یہاں ہمارے ساتھ نہیں لیکن میری زندگی کے ہر قدم میں میں نے انھیں اپنے ساتھ محسوس کیا ہے۔ اس مالک کا احسان جس نے مجھے ہمت دی حوصلہ دیا صبر بخشا اور سب سے بڑی بات منا حل عمران جیسی بہن عطا کی میرے لیے میرے مالک کی سب سے بڑی نعمت میری بہن تھی بس اتنا ہی کہوں گی۔ تھینک یو۔

بول کے نیچے اتر گئی دانیال کے گلے لگی۔ مسکراتے ہوئے دونوں الگ ہوئے۔

آئی ایم سو پراوڈ آف یو مسز دانیال۔

تھینک یو مسٹر دانیال۔

بیٹھے اور تقریب پوری کی۔ دوسری طرف ولید روحان کو لے کے قبرستان میں کھڑا تھا منا حل کی قبر کے سامنے ہاتھ اٹھائے فاتحہ پڑھ رہا تھا، پھر روحان کو دیکھا جو کے اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔

روحان اپکو معلوم ہے یہ کون ہیں؟

نہیں بابا۔

یہ وہ ہیں جنہوں نے اپکو اپنا لیور ڈونیٹ کیا تھا۔

مناحل؟

جی۔

مسکرایا اور اور پھر وہیں بیٹھ گیا۔

میں جانتا ہوں مناحل تم آج یہاں سے کئی گناہ زیادہ سکون کی جگہ پر ہو، لیکن مجھے ایک دکھ، گلٹ آج بھی ہے جو میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا اسکا پچھتاوا آج بھی ہے میں اسکی معافی مانگتا ہوں مناحل اور اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کے تمہاری جگہ جو میرے دل میں تھی وہ آج بھی خالی ہے اسے کوئی نہیں بھر سکا آج تک۔۔ لیکن ایک بات کا سکون

تھا، میری محبت شاید واقعی وقتی اٹریکشن تھی۔۔۔ بہت یاد کرتا ہوں تمہیں سب یاد کرتے ہیں۔۔۔

اٹھا۔۔

روحان چلیں بیٹا؟

جی بابا

ویسے ہی معصومیت اور سنجیدگی سے کہا گیا۔ ولید جانے کے لیے پلٹا، روحان کا ہاتھ تھامے وہ قبر سے دور جا رہا تھا۔
شہیر پانچ سال ہو گئے ہیں، کچھ سوچو اپنی زندگی کا۔

رضوان صاحب نے کہا۔

کیا سوچوں؟

یہی کے مناحل کے لیے ہر وعدے کو ممکن کیا سوائے ایک کے۔

میں جانتا ہوں آپ کیا کہنا چار ہے ہیں.
جب جان گئے ہو تو وہ وعدہ بھی پورا کرو۔
یہ واحد وعدہ ہے بابا جو میرے لیے پورا کرنا ناممکن سالگ رہا ہے میں چاہتا ہوں کے اسے بھی پورا کروں مگر کیسے میری سمجھ نہیں آرہا ہے۔
شہیر میں مانتا ہوں مناحل ایک اچھی لڑکی تھی، لیکن اب وہ نہیں ہے، جاتے جاتے بھی اس نے اپنا حق نبھایا ہے وہ چاہتی تھی کے تم بھی شادی کر لو خود کو برباد نا کرو میری مانو

ھممم۔

کام میں مصروف ہوتے ہوئے کہا گیا۔

دیکھتے ہیں۔

پانچ سال پہلے کے مقابلے میں وہ اور اچھا ہو گیا تھا فریم لیس چشمہ اور بالوں کو سمیٹ کر رکھا تھا وہ اور بھی وجیہہ اور خوبصورت ہو گیا تھا۔ شام کو شہیر قبرستان گیا اسکا ہر روز کا تھا وہ آتا تھا چند باتیں کرتا اور چلا جاتا پانچ سال سے اسکی روٹین کا ایک حصہ تھا۔

اسلام و علیکم، کیا حال ہیں میڈم۔ میں تو بلکل ٹھیک ہوں بس کبھی کبھار تمہاری یادیں باتیں بے چین کر دیتی ہیں باقی

بیٹھا۔

آج بابا کہہ رہے تھے کے تمہارے دیے ہوئے ہر وعدے کو بخوبی ادا کیا بس ایک رہتا ہے، لیکن مناحل وہ وعدہ چاہ کر بھی پورا نہیں کر سکتا میں ہمت ہی نہیں ہوتی میری۔۔۔ تمہارے بعد بس مریم ایک ایسی لڑکی تھی جس کو میں دوست کہہ سکتا تھا اپنی کچھ باتیں اس سے شیئر کر سکتا تھا لیکن معلوم نہیں کہاں ہے وہ۔

میں یہیں ہوں۔

پیچھے سے آواز آئی تو وہ پیچھے ہی کھڑی تھی۔ شہیر اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

بے تاثر چہرے سے کہا گیا۔ ہاتھ اٹھائے دعا کی اور پھر

چہرے پر ہاتھ پھیرا اور پلٹی۔

چلیں کچھ باتیں ہیں جو کرنی ہیں.

بول کے اسکے ساتھ ہو گیا۔۔ گاڑی میں بیٹھا اور ایک کافی

شاپ کے باہر رکے۔

کہاں تھی تم اتنے عرصے؟

کہیں نہیں بس کچھ وقت چاہیے تھا مجھے۔

کس چیز کے لیے؟

وہ ڈائری آگے ہوئی جو مناحل نے اسکے لیے لکھی تھی۔

اس وجہ سے۔

مناحل کی آخری خواہش۔

شہیر نے ایک نظر اس پر ڈالی دوسری نظر اس ڈائری پر۔

تمہیں معلوم ہے شہیر ہمارا رشتہ نا بچپن کا تھا لیکن اسکی قدر تب ہوئی جب ہم پریکٹیکل لائف میں آہ گئے۔ مناحل اور میں دوست سے زیادہ بہنیں تھیں۔ عمران انکل نے بھی ہمیشہ مجھے اپنی بیٹی کی طرح چاہا سب نے میری بات کا مان رکھا مجھے کبھی احساس ہی نہیں ہوا کے میں یتیم ہوں۔ میرے والدین کے انتقال کے بعد سے سمیہ انٹی اور عمران انکل نے مجھے سہارا دیا اور اب میری باری ہے۔

شہیر بس صحفے پلٹ رہا تھا اور پھر وہ صحفہ آ گیا پڑھتے پڑھتے

میری شادی تم سے؟

ہاں مناحل یہی چاہتی تھی اور یہی وجہ تھی کے میں پانچ سال کینیڈا میں رہی کسی سے کوئی رابطہ نہیں رکھا انکل آنٹی سے بھی نہیں۔

لیکن مناحل ایسا کیسے سوچ سکتی ہے؟

ہاں مناحل یہی چاہتی تھی اور یہی وجہ تھی کے میں پانچ سال کینیڈا میں رہی کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھا کسی سے حال تک نہیں پوچھا انکل آنٹی سے بھی نہیں۔

لیکن مناحل ایسا کیسے سوچ سکتی ہے؟

کیونکہ وہ ہمیں بخوبی جانتی تھی شہیر، اللہ کے بعد مجھ سے

ہنستے چہرے کے پیچھے کی اداسی کو وہ لڑکی دس سیکنڈ میں سمجھ جاتی تھی، اور اب پانچ سال ہو گئے اور ان پانچ سالوں میں کوئی بھی مجھے سمجھ نہیں سکا ابھی تک، میرے ہنستے مسکراتے چہرے کے پیچھے کی چھپی اداسی کو کوئی نہیں جان سکا۔

آنکھیں نم ہو رہی تھی۔

خیر اب مجھے آپ سے پوچھنا ہے کے کیا آپ تیار ہیں مجھ سے نکاح کے لیے؟ کیا مجھے اپنی بیوی کے طور پر اپنائیں گے؟

سامنے بیٹھے شہیر نے ڈائری بند کر دی۔

تم نے یہ بات سوچنے میں پانچ سال لگا دیئے مریم اور میں، میں اب کتنے سال لگاؤں گا سوچ سکتی ہو تم؟

نہیں شہیر میں جانتی ہوں تمہارے لیے یہ سب سوچنا ایک اذیت سے کم نہیں ہے لیکن شہیر یہ مناحل کی خواہش تھی، کیا آپ میرا ساتھ دینگے اپنی دوست کی آخری خواہش پوری کرنے میں؟

شہیر وہاں سے اٹھا اور باہر کی طرف چلا گیا۔ مریم بھی اسکے پیچھے گئی بس فرق یہ تھا کے دونوں الگ الگ گئے۔ مریم کی ٹیکسی اور شہیر کی گاڑی بانو ویلا کے باہر کھڑی تھی۔ مریم کو دیکھ کر سب خوش ہو گئے اور ساتھ ہی گلے شکوے بھی

بس کچھ کام تھے جسکی وجہ سے اتنے سال میں آ نہیں سکی۔

ھمم چلو اچھا ہے تم آگئی اب تمہیں بھی سیٹلڈ کر ہی دینگے۔

سمیہ نے کہا۔

ضرور آنٹی آپکا پورا حق ہے۔

مسکرا کر کہا گیا، اتنے میں شہیر اندر آیا۔

آپ دونوں سے بات کرنی ہے مجھے۔

ہاں بولو بیٹے

یہاں نہیں انکل اکیلے میں۔

سمیہ اور عمران صاحب اسکے ساتھ چلے گئے مریم کو معلوم

تھا کے اس نے کیا بات کرنی ہے اس لیے وہ وہیں بیٹھی الشبا

کیا ہوا شہیر کیا بات ہے؟

شہیر نے بغیر کچھ کہے وہ ڈائری آگے بڑھا دی اور وہی صحفہ کھول دیا۔ عمران صاحب نے پڑھنا شروع کیا، سمیہ بھی ساتھ ہی پڑھتی گئیں۔

مناحل شاید پہلے ہی سمجھ گئی تھی اسی لیے وہ مریم کو یہ سب کہہ گئی۔۔۔۔ خیر تم کیا چاہتے ہو؟

انکل مریم کو آپ نے بچپن سے پالا ہے اسے بڑا کیا ہے، آپکی بیٹی ہے وہ مناحل کے۔ بعد اس گھر کی بڑی بیٹی وہ ہے۔ کیا آپ اپنی بیٹی کی شادی مجھ سے کرنا چاہیں گے مناحل کی خواہش کی خاطر؟

مریم نے اس بات کو پورا کرنے کے لیے پانچ سال سوچا

ہے،

عمران صاحب آگے بڑھے۔

ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے شہیر بغیر کسی رشتے کے تم نے

اپنا سارا حق ادا کیا ہے اب میں تمہیں اپنا داماد بنا کر اس دنیا

کا خوش قسمت انسان بنانا چاہوں گا۔۔۔

مسکراتے ہوئے گلے لگا لیا۔ دونوں کی بات طے ہوئی سب

کچھ سادگی سے ہوا نکاح کے اگلے روز دونوں قبرستان

گئے۔۔ مریم کے مہندی سے سجے ہاتھ اور پاؤں تھے۔۔

دونوں نے ساتھ فاتحہ پڑھا اور پھر شہیر وہیں بیٹھ گیا۔

آج تو آپ بہت خوش ہو نگی، آپکا دیا وعدہ جو پورا ہو گیا ہے نا؟

مسکرایا۔

آج ڈبل سیلیبریشن ہو گا انکا تو میں نے بھی تو کی ہے انکی خواہش پوری۔

مریم نے پیچھے سے کہا۔

میں ایسے ہی آیا کرونگا روز تمہارا پیچھا کبھی نہیں چھوڑوں گا، روز آکر تمہارا دماغ خراب کرونگا کے آج اس نے کھانا اچھا نہیں بنایا، آج اس نے میرے کپڑے استری نہیں کئے یہ سب۔۔۔

میسنگ یو۔۔۔

قبر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔

شہیر۔۔۔

مریم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

آج یہ واقعی بہت خوش ہو گی۔۔

بول کر آنسوں صاف کرتے ہوئے اٹھا، مریم نے بھی آنسو صاف کئے۔

چلیں میڈم اب اجازت آپکی دوست کو ولیمہ کے لیے پارلر لے کر جانا ہے۔۔

اداس مسکراہٹ کے ساتھ کہا گیا۔۔ دونوں چلے گئے،

مناحل عمران اپنی ذمہ داری سے آزاد ہوگئی اور شہیر

رضوان اپنے وعدوں کا پکا نکلا۔۔

**********ختم شد***********